گر مجھے اس کا یقین ہو

انا الیاس

آپ آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں مجھے "وہ جو پہلے اسکی نظروں کا مطلب کچھ اور ہی سمجھ کر خود میں سمٹتی چلی جارہی تھی۔اس کے یوں ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے پر اب کی بار الجھن کا شکار ہوئی۔اور پھر یہ الجھن فکر میں ڈھلی کہ اسے لب کشائی کرنی پڑی۔وہ پلکیں تک نہیں جھپک رہا تھا۔

تم آج پھر سے یہاں کیوں آگئی ہو؟"اس کی بات کے جواب پر جس طرح سامنے والے نے یکدم " اسکی کلائی دبوچ کر دانت کچکچاتے اس سے سوال کیا۔نواہ کا سانس گویا تھم سا گیا۔اسکا شکنجہ اس قدر مضبوط تھا کہ نواہ کو لگا اسکی ہڈیاں ابھی کے ابھی چیخ جائیں گی۔اوپر سے اسکے الفاظ۔اسکی آنکھیں خوف سے پھٹنے کو تھیں۔

کک۔۔کیا۔۔کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میں تو یہاں پہلی بار آئی ہوں"وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ وہ" شخص جس کے ساتھ نام جڑے چند گھنٹے ہوئے۔ جس کی تصویر دیکھ کر وہ اس سے محبت کی مرتکب

ہوئی۔ ساری زندگی خود کو سینت سینت کر رکھا کہ وہ کسی کی امانت ہے۔ کتنے ہی خوش کن احساسات اور خواہشات لے کر وہ اسکے کمرے میں موجود تھی۔ وہ پہلی بات ہی اتنی غیر متوقع کرے گا۔

کمرے میں آنے کے بعد سے وہ اسکے سامنے بیڈ پر بیٹھ کر فقط اسے گھورتا رہا۔ اور پھر جو الفاظ نکلے۔ وہ تو بالکل ہی عجیب تھے۔

جلدی بھی کرو۔ تم سب کا نکلنے کا ارادہ ہے یا نہیں" حنزل تیسری بار کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا چکا تھا" جہاں اسکی بیگم سمیت باقی سب سالیاں تیار ہو رہی تھیں۔

حنزل بھائی ان کو ایک گھنٹے پہلے کا وقت بتانا چاہئے تھا۔" پاس سے گزرتے اسفند کی بات پر اس نے " تائیدی نظروں سے اس کی جانب دیکھا۔

میرا خیال ہے میں اب ابی جان کو کہتا ہوں وہ خود ہی آکر ان سب کو نکالیں گے "اسکی بات پر اسفند " کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔ وہ بھی حنزل تھا گھر کا بڑا داماد اور اس سے کہیں زیادہ ان سب کا دوست حنزل بھائی۔

وہ سبھی نہ صرف اس کا احترام کرتے تھے بلکہ اس سے بے حد پیار بھی کرتے تھے۔اس نے بھی ہمیشہ سب کو بڑے بھائی کا سامان دیا تھا۔

ابی جان میرا خیال ہے اب آپ ہی جائیں کیوں کہ لڑکیوں کی فوج آج نکلنے کو تیار نہیں۔ ہم سب تیار ہو چکے ہیں" ڈرائینگ روم میں آتے صوفے پر رفاقت صاحب کے قریب بیٹھتے اس نے ہولے سے ان کے کان میں کہا۔ جہاں سبھی مرد حضرات تیار بیٹھے تھے۔

حنزل کی بات پر ان کے چہرے کا رنگ بگڑا۔

تمہیں کل ہی کہا تھا ان کو پہلے کا وقت بتانا۔ دوبار نواہ کے سسرال سے فون آچکا ہے۔" وہ خشمگیں" انداز میں اسے دیکھتے ابھی کھڑے ہی ہوئے تھے کہ دروازے میں فروا نمودار ہوئی۔ حنزل کی نگاہیں تو اسے دیکھ کر گویا پلٹنا بھول گئیں۔ مہندی رنگ کے شرارے پر اورنج اور کتھئی رنگ کی شرٹ اور دوپٹہ سیٹ کئے مہندی کی مناسبت سے بالوں کو چوٹی کی شکل دے کر اس پر گجرا سجایا گیا تھا۔ماتھا پٹی کے ہمراہ خوبصورت سے آویزے کانوں میں ڈالے چوڑیوں کو ایک ہاتھ سے ٹیکھ کرتی حنزل کی گہری نظروں سے بے پرواہ وہ اندر داخل ہوئی۔

گاڑیاں نہیں نکالیں آپ لوگوں نے۔ہم سب ریڈی ہیں" رفاقت صاحب کو دیکھتے بڑے بھول پن" سے بولی۔

تم لوگوں کی تیاریاں ختم ہوتیں تو ہم گاڑیاں نکلواتے۔چلو اب جلدی کرو" فروا اپنی بات کہہ کر" واپس مڑی۔اور اسکی خود سے یہی لاپرواہی شادی کے دس سال بعد بھی حنزل کو اسکا ایسا ہی دیوانہ بنا دیتی تھی جیسے شادی سے پہلے۔

شکر ہے آج ابا کی ڈانٹ سے بچ گئے" کچھ ہی دیر بعد وہ اسکے ہمراہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر بیٹھے شکر" کے کلمات پڑھ رہی تھی۔

ایک وہ اور نواہ رفاقت صاحب کو ہمیشہ اب کہتی تھیں۔جبکہ ان کے باقی بچے، بلکہ خاندان کے سبھی بچے انہیں ابی جان کہتے تھے۔

مقابل کی خاموشی پر اب کی بار فروا نے کسی قدر چونک کر اسے دیکھا۔جو وائیٹ شلوار قمیض پر مہندی رنگ کی واسکٹ پہنے ہمیشہ کی طرح نہایت وجیہہ لگ رہا تھا۔مگر خاموشی کافی معنی خیز تھی۔

آپ نے تو مجھے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا" اس کا اگنور کرنا اسے ایک آنکھ نہ بھایا۔ اسکے شکوے پر" حنزل کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگی۔ گھنی داڑھی کے باوجود اسکے ڈمپل ہنسنے پر اور واضح ہو جاتے تھے۔

تمہیں پرواہے میری نظروں کی" اسکی گھمبیر آواز کا جواب شکوہ فروا کو حیرت زدہ کر گیا۔"

ارے آپ نے مجھے کب دیکھا؟" وہ واقعی حیرت زدہ تھی"

یہی تو مسئلہ ہے دس سال بعد بھی تمہیں میری نظریں خود پر محسوس نہیں ہوتیں۔ اور شاید تمہاری" یہی لاپرواہی مجھے تمہارے اور قریب لے آتی ہے" ایک نظر اسکے خوبصورت سجے چہرے پر ڈالی۔ مگر ان نظروں کا مفہوم فروا کے دل کی دھڑکنیں بڑھانے کے لئے کافی تھا۔

خیر اچھی لگ رہی ہو۔ میری لگ رہی ہو" اس کی تعریف کرتے ہولے سے اسکی جانب جھک کر" آخری جملہ کہا۔ جواب کھڑکی سے باہر دیکھتے اپنی نروسنیس کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرنے لگی

ماشاءاللہ یہ آپکی بڑی بیٹی ہے" کوئی خاتون اسے پاس بلا کر محبت سے اسکے سر پر ہاتھ پھیرتی مسکراتی" نظروں سے اسے دیکھتیں فرحانہ سے مخاطب ہوئیں۔

جی جی۔ ماشاءاللہ شادی شدہ ہے" فرحانہ نے بھی مسکراتے ہوئے مزید بتایا۔"

ماشاءاللہ کتنے بچے ہیں بیٹا؟" ان خاتون کے سوال پر ایک تاریک سایہ اسکے چہرے پر لہرایا۔ وہیں" فرحانہ کی مسکراہٹ بھی معدوم ہوئی۔

ابھی نہیں ہے" کچھ سنبھل کر وہ بدقت بولی۔"

اوہو۔۔ کتنا عرصہ ہو گیا شادی کو" وہ جانتی تھی اب اگلا سوال یہی ہوگا۔ اسکے لئے اب وہاں ٹھہرنا" مشکل ہو گیا۔

جاؤ بیٹا دیکھو بہن بلا رہی ہے" فرحانہ جانتی تھیں۔ اسکے لئے یہ موضوع کس قدر تکلیف دہ تھا۔ اسے" مزید سوال و جواب سے بچانے کے لئے انہوں نے حناء کی جانب اسکی توجہ مبذول کروائی۔ وہ لمحہ ضائع کئے بنا مڑ کر چلی گئ۔ مگر پھر ساری مہندی میں وہ یہ چند الفاظ بھلا نہ سکی۔ اسی وجہ سے وہ اب اس طرح کی گیدر نگز میں بھی جانے سے حتی المقدور اجتناب برتتی تھی۔ مگر یہاں معاملہ بہن کا تھا۔ اسکی شادی کو ویسے اگنور کر سکتی تھی۔ اور بہن بھی وہ جو اسکے سب سے زیادہ قریب تھی۔

رفاقت اور فرحانہ کی پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا تھا۔ سب سے بڑی فروا اسکے بعد اسفند اور پھر، حناء نواہ،، وریشہ، اور منہا بالترتیب تھیں۔ فروا کی شادی رفاقت کی بہن کے گھر حنزل سے ہوئی تھی۔ محبت کی شادی تھی۔ حنزل دیکھا بھالا بچہ تھا۔ بردبار کسی قدر سنجیدہ مگر سبھی کی پرواہ کرنے والا حنزل خاندان کا

ہر دلعزیز تھا۔ حناء کی شادی رفاقت کے قریبی دوست کے بیٹے میثم سے ہو چکی تھی۔ شادی کے کچھ ہی عرصے بعد دونوں کینیڈا چلے گئے تھے۔ دونوں ڈاکٹرز بن رہے تھے اور اسپیشلائزیشن کے لئے کینیڈا گئے تھے۔

نواہ کا رشتہ کسی رشتے والی کے توسط سے ہوا تھا۔ اچھے کھاتے پیتے لوگ تھے۔ لڑکا گو کہ سب کو سنجیدہ اور کسی قدر لئے دیئے والا لگا تھا۔ مگر پڑھا لکھا اور سب سے بڑھ کر بے حد خوبصورت تھا۔ نواہ بھی سبھی بہن بھائیوں میں سب سے پیاری تھی۔ اسی نسبت سے یہ جوڑی سب کو بہت پسند آئی تھی۔ وریشہ اور منہا ابھی پڑھ رہی تھیں۔ جبکہ نواہ نے ایم بی اے کے بعد کچھ دیر بینک میں جاب کی تھی۔ مگر شادی کی وجہ سے اسے ریزائن کرنا پڑا۔

اسفند کا نکاح فرحانہ کی بہن کے گھر ہو چکا تھا۔ "زروہ" کا سافٹ وئیر انجینرنگ کا فائنل ائیر تھا وہ مکمل ہوتے ہی رخصتی ہونی تھی۔ اسی دوران نواہ کا رشتہ طے پا گیا۔ اسفند نے بھی زور دیا کا شادی کر دیں۔ ان کی شادی تک مت لٹکائیں۔ چٹ منگنی پٹ بیاہ والا معاملہ ہوا۔

آپی آپ کو نوشیرواں بھائی کچھ عجیب سے نہیں لگے۔" منہا ان سب میں بے حد ذہین تھی۔ این سی اے سے فائن آرٹس کر رہی تھی۔ مگر بے حد زیرک نگاہ تھی۔

ہوتے ہیں کچھ لوگ بہت ریزرو سے۔" فروا کو بھی نوشیرواں کا انداز کچھ عجیب سا لگا تھا۔ اول تو وہ صرف مہندی لگوانے کے لئے باہر آیا تھا۔ اور جتنی دیر وہاں رہا اکھڑا اکھڑا سا۔ پہلے بھی وہ ایک دو بار اس سے ملی تھی تب بھی وہ بس خاموش سا بیٹھا رہتا تھا زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔ تب فروا یہی سمجھی کہ اجنبی لوگ ہیں اور کچھ لوگ بہت جلدی اجنبیوں کے ساتھ فرینک نہیں ہوتے۔ مگر اب تو انکے درمیان رشتہ جڑ چکا تھا۔ پھر بھی اس کا رویہ لیا دیا سا تھا۔ حنزل نے بھی یہ بات پوائنٹ آؤٹ کی تھی۔ مگر کسی نے اس پر زیادہ غور نہیں کیا تھا۔

ریزرو ہونے اور بے زار ہونے بلکہ غائب دماغ ہونے میں کسی قدر فرق ہوتا ہے" مہندی سے واپسی پر منہا حنزل اور فروا کے ساتھ انہی کی گاڑی میں تھی۔ اور مسلسل اپنے خدشات کا اظہار کر رہی تھی۔

اچھا پلیز اب تم گھر جا کر نواہ کے سامنے کوئی ایسی ویسی بات مت کرنا۔ وہ پہلے ہی رو رو کر ہلکا ہو چکی ہے۔ ایسے ہی وہم دل میں بیٹھ جائے گا" منہا کو ڈپٹا۔

میں تو بس بتا رہی ہوں" وہ اسکی ڈانٹ پر منہ بنا کر بولی۔ حنزل نے بیک ویو مرر سے اسکے پھولے منہ " کو دیکھا۔

میری شہزادی کو غصہ دلا دیا ہے تم نے" اسکی سائیڈ لیتے حنزل نے مصنوعی خفگی سے فروا کو دیکھا۔ "

آپکی شہزادی کی زبان بہت چلنے لگی ہے" منہا اور وریشہ کو وہ اپنی اولاد کی طرح پیار کرتا تھا۔ "

اپنی باری پہ تو اس نے پتہ نہیں کیا کرنا ہے۔ مجھے تو ابھی سے اسکی ٹینشن ہے۔ یہ تو اپنے سسرال " میں دلیلیں دے دے کر سب کو پاگل کر دے گی" وہ واقعتاً اسکے لئے بہت پریشان رہتی تھی۔

ہاں ہاں۔ اب فوراً کہیں گی۔ میری تو ایک ہی صابر بہن ہے نواہ۔۔ اس دور میں اتنے صبر کا کوئی " فائدہ نہیں۔ لوگ بیچ کھاتے ہیں" منہا کی بات اور فروا کاری ایکشن دیکھ کر اب کی بار حنزل اپنے قہقہے کا گلا نہیں گھونٹ سکا۔

سنا آپ نے" وہ صدمے سے بولی۔ "

شاباش میری شیرنی" وہ اسے مزید پچکارنے لگا۔ "

میں آپ کو بتا رہی ہوں۔ یہ آپ اور اسفند ٹھیک نہیں کر رہے اسکے ساتھ۔ اسکی ہر اوٹ پٹانگ میں " اس کا ساتھ دیتے ہیں۔" اسکی بات پر فروا کا تو دماغ گھوم چکا تھا۔

اماں صحیح کہتی ہیں۔اس لڑکی نے سسرال میں ایک دن نہیں ٹکنا۔" وہ سر پکڑ چکی تھی۔"

اسی خوشی میں آئسکریم کھاتے ہیں" فروا کو کول ڈاؤن کرنے کے لئے اسے فی الحال یہی بہتر لگا۔"

کچھ دیر پہلے ہی اس نے نواہ کو بڑی مشکل سے سلایا تھا۔کل سے خود بھی رو رہی تھی اور باقی سبھی کو رلا رہی تھی۔اس کی جانب سے مطمئن ہوتے وہ دکھتے سر کو دباتی کچن کی طرف آئی۔حنزل اسکے کمرے میں ہی تھا۔پتہ نہیں سو رہا تھا یا جاگ رہا تھا۔

وہ جب بھی یہاں ٹھہرتے تھے۔حنزل اور اس کا قیام اسی کمرے میں ہوتا تھا جو شادی سے پہلے فروا کے زیر تصرف تھا۔اسکی شادی کے بعد وہ کمرہ نواہ کے زیر استعمال تھا مگر جب وہ دونوں رہنے آتے تب نواہ وریشہ یا منہا کے کمرے میں چلی جاتی۔اس وقت بھی حنزل تو اسی کمرے میں تھا مگر وہ نواہ اور وریشہ کے کمرے میں تھی۔کل نواہ کی بارات تھی۔اسی وجہ سے وہ اسکے پاس ٹھہر گئی تھی۔

مگر اس لمحے سر درد کے سبب چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔چائے کا پانی رکھ کر وہ مہندی کے فنکشن کی باتیں یاد کرنے میں اتنی مگن تھی کہ کب حنزل کچن میں آیا اسے پتہ بھی نہ چلا۔

جس لمحے دو مضبوط بازوؤں نے اسے حصار میں لئے وہ بری طرح چونکی۔

افففف! ڈرا دیا آپ نے تو" دل پر ہاتھ رکھے وہ اپنے اڑے حواس قابو میں لاتے بولی۔ وہ ہنس پڑا۔ "

کس سوچ میں گم تھیں کہ میرے آنے کا پتہ بھی نہ چلا" اسکے کندھے پر ٹھوڑی ٹکائے وہ مخمور لہجے " میں بولا۔

میرے پاس کیوں نہیں آئیں" اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتا۔ اسکا پر تپش لہجہ اور فرمائشی انداز " اسکے گال پر بھر میں دہکا گیا۔

نواہ بہت رو رہی تھی۔ بس اسی لئے اسکے پاس سونے کا ارادہ کر لیا" وہ اداسی سے بولی۔ "

اللہ اسکے نصیب اچھے کرے" دل سے اسے دعا دی۔ وہ سبھی کو اپنے دھیمے مزاج، صلح جو اور صابر " طبیعت کی وجہ سے بے حد عزیز تھی۔

آمین" اس نے صدق دل سے آمین کہا۔ شروع سے وہ نواہ کے ساتھ سب سے زیادہ اٹیچ تھی۔ اور " وہ بھی فروا کے بغیر کوئی قدم نہیں اٹھاتی تھی۔ اسے اب بھی یاد تھا کہ دس سال پہلے جب وہ اس گھر سے رخصت ہو کر گئی تھی۔ تب بھی نواہ کتنے دن بیمار ہو گئی تھی۔

کچھ دیر کے لئے ہی آجاتیں۔ اتنی خوبصورت لگ کر میاں سے دور رہ کر اسکا دل نہیں جلاتے "محبت سے اسکے کندھے پر لب رکھے۔ مگر اس بار وہ اسکے لمس کی شدت کو اس طرح محسوس نہیں کر پائی۔ مڑ کر اسکے سامنے آئی۔

ایک نظر اسکی جانب دیکھا جو مخمور نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا مگر اسکے چہرے کی بڑھتی سنجیدگی پر اسکے مسکراتے لب سکڑے۔

کیا بات ہے ؟" محبت سے اسکے چہرے پر آنے والی لٹ پیچھے کی۔"

آپ۔۔۔ آپ دوسری شادی کیوں نہیں کر لیتے؟" آج پھر سے بڑی شدت اسے اپنی کمی کا احساس" ہوا تھا۔ نظریں جھکائے اسکے کرتے کے بٹنز کو دیکھتے وہ شدت سے بہت بار کئے جانے والا سوال پھر سے دہرا رہی تھی۔ اسکے سوال پر یکدم حنزل کو اپنے اعصاب کھچتے ہوئے محسوس ہوئے۔

تمہارا دماغ پھر آج کسی نے خراب کیا ہے" وہ خشمگیں نظروں سے اسے گھور کر بولا۔ بازوؤں پر" گرفت سخت ہوئی۔

توکب تک آپ اس حقیقت کو جھٹلائیں گے۔ کم از کم میں آپکی اولاد کو دیکھ تو سکوں گی نا۔ کیا آپکا" دل نہیں چاہتا کہ آپکے بچے ہوں۔ کب تک آپ میری خامی کے ساتھ سمجھوتا کریں گے" اسکی جانب نگاہ کرتے وہ بے بسی سے بولی۔

بہتر ہوتا میں اس وقت یہاں نہ آتا" اسکی کسی بھی بات کا جواب دئے بنا۔ اسے جھٹکے سے چھوڑ کر وہ" کچن کے دوازے کی جانب بڑھا۔

فروا کو یکدم اسکی ناراضگی کا احساس ہوا۔

تیزی سے آگے بڑھ کر بازو سے پکڑ کر اسے روکا۔

آپ۔۔۔ آپ خفا ہو گئے ہیں" اسکی ناراضگی سے تو ہمیشہ اس کی جان جاتی تھی۔"

تمہیں اتنی ہی پرواہ تھی تو وہ سب فضولیات کہنے سے پہلے سوچتی" آہستہ سے اس کا ہاتھ بازو سے ہٹا" کر مزید کچھ کہے بنا کچن سے نکل گیا۔ وہ سر پکڑ کر رہ گئ۔ مگر آج بھی اس خاتون کی باتیں سن کر وہ بے حد بجھ گئ تھی۔

بہت پیاری لگ رہی ہو" کچھ دیر پہلے ہی نکاح کی سنت ادا کی گئ تھی۔ وہ تب سے سوں سوں کرتی سبھی کو رلا رہی تھی۔ فروا ہمت کرکے اس کے پاس برائیڈل روم میں آئی جہاں آنکھوں میں آنسو لئے وہ اسے دیکھ رہی تھی۔

بس کردو نا۔ کتنا رونا ہے۔ نوشیرواں کہے گا کیسی بھوتنی میرے حوالے کردی" لہجہ بشاش بنانے کی کوشش کرتے وہ اسکے ہونٹوں پر حیا آلود شرمیلی مسکان لانے میں کامیاب ہوچکی تھی۔

ایک آپ ہی ہیں جن کی باتیں ان کو سمجھ آتی ہیں" منہا جو کب سے اسے چپ کروانے کی کوشش میں ہلکان ہورہی تھی۔ فروا اور اسے مسکراتا دیکھ کر بولی۔

میر اپر تو جو ہے" فروا نے محبت سے نواہ کو ساتھ لگایا۔ سبھی یہی کہتے تھے کہ نہ صرف نقوش بلکہ عادتیں بھی اس نے فروا کی چرائیں تھیں۔ صابر اور شاکر رہے والی۔

مجھے ڈر لگ رہا ہے" اسکے گلے لگتے ہی وہ اپنے خدشات کہنے سے خود کو روک نہیں پائی۔ "

کوئی بات نہیں۔ شروع میں ایسا ہی لگتا ہے بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔ پہلے غیر تھے اب تو اپنے ہو گئے ہیں۔ آہستہ آہستہ تم بھی عادی ہو جاؤ گی۔ اور پھر کل دیکھنا مسکراہٹیں ہی نہیں ختم ہوں گی تمہارے چہرے سے" اس سے الگ ہوتے اسکے ہاتھ دباتے محبت سے سمجھایا۔

منہا کہہ رہی تھی۔ وہ۔۔ وہ بہت سنجیدہ سے ہیں" آنکھیں جھکا کر اٹک اٹک کر بولی۔"

فروا نے ایک تیکھی نظر منہا پر ڈالی جو کندھے اچکا کر فوراً وہاں سے باہر نکل گئی۔

وہ تو بے وقوف ہے لوگوں کی کیا پہچان۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں ریزرو سے۔ نوشیرواں بھی ٹھیک" ہو جائے گا۔ محبت سے اسے اپنا بناؤ گی تو وہ بھی محبت سے تمہارا بن جائے گا۔ مرد کی سب سے بڑی کمزوری عورت ہوتی ہے۔ یا تو وہ اسے برباد کر دیتی ہے یا سنوار دیتی ہے۔ محرم ہو تو مرد سنور جاتا ہے نامحرم ہو تو برباد ہو جاتا ہے۔ تم تو اسکی محرم ہو۔ محبت دو گی تو بدلے میں وہ بھی محبت ہی دے گا۔ ان شاءاللہ۔ کل جب مسکراتی ملو گی تب ان خدشات کا پوچھوں گی" دھیمے سے اسے سمجھاتے آخر میں شرارت سے بولی۔

جیسے ہم سب کی غلطیوں کو معاف کر دیتی ہو۔ صلح کرنے میں، غلطی بھول جانے میں پہل کرتی ہو۔" وہاں بھی ایسے ہی کرنا۔ تم دیکھنا سبھی تمہیں اہم جانیں گے۔ ہمارے معاشرے میں عورت کو ڈھلنا

پڑتا ہے۔اور ڈھلنے میں برائی بھی کوئی نہیں۔جھکے ہوئے پیڑ پر پھل لگتا ہے۔اکڑے پیڑ سے تو پتے بھی جدا ہو جاتے ہیں پھول اور پھل لگنا تو بڑی دور کی بات ہے" اسکے ماتھے پر پیار کنتے ہمیشہ کی طرح اسکی پریشانی فروا نے چرالی تھی۔

میں اپنی پوری کوشش کروں گی" اسکے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ رکھتے اس نے جیسے عہد کیا تھا۔اسی لمحے" اسے باہر لے جانے کے لئے باقی سب بھی آ گئے۔

مم۔۔میں تو پہلی بار مل رہی ہوں آپ سے" وہ اسکی خون آشام نظروں سے گھبراتی بولی۔یہ کیسی" افتاد آپڑی تھی۔وہ حیران ہو گئ۔

کتنوں نے تمہارے اس سجے سنورے روپ کو دیکھا ہے۔بتاؤ مجھے۔۔۔خود کو کتنی نظروں سے گزار" کر مجھ تک آئی ہو۔۔بتاؤ۔۔کیوں خود کی نمائش کی" ابھی وہ ایک جھٹکے سے نہیں سنبھلی تھی کہ دوسرا جھٹکا ملا۔وہ اس پر کس قسم کا شک کر رہا تھا۔الزام لگا رہا تھا۔

یہ۔۔۔یہ سنگھار تو آپکے لئے ہے بس" آنکھیں جھکا کر وہ شرم سے کٹتے بولی۔"

جھوٹ کر رہی ہو بکواس کر رہی ہو۔ نکلو میرے کمرے سے دوبارہ آئیں تو بہت برا حشر کروں گا""

یکدم اسکی کلائی تھامتے وہ ایک جھٹکے سے اسے بیڈ سے کھڑا کرتے دروازے کی جانب بڑھا۔

کیا کر رہے ہیں آپ۔۔ میں۔۔ میں کیسے باہر چلی جاؤں۔ آپ۔۔ آپ کو ہوا کیا ہے۔پلیز یہ مت کریں" وہ حیرت اور بے یقینی کی زیادتی سے اسے خود کو گھسیٹتے دیکھتی بے اختیار دوسرے ہاتھ سے اسکا بازو روکتے ملتجی انداز میں بولی۔

نہیں تم ایسے سیدھی نہیں ہو گی۔ میں نے کہا تھا آئندہ میرے سامنے مت آنا مگر تمہیں میری" بکواس سمجھ نہیں۔ اپنا غلیظ وجود لے کر دفع ہو جاؤ۔ تم میں اور کسی جسم فروش میں کوئی فرق نہیں جو دوسروں کا دل لبھانے کے لئے سجتی سنورتی ہیں" اسکے الفاظ اسکے کانوں میں پگھلے ہوئے سیسے کی مانند پڑے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مزاحمت تک نہ کر سکی۔ آخر یہ کیا ہو رہا تھا اسکے ساتھ اور کیوں ہو رہا تھا اسکے ساتھ۔

وہ گھسیٹ کر اسے کمرے سے باہر نکال کر دروازہ اسکے منہ پر بند کر چکا تھا۔ ابھی تو وہ اپنوں سے جدا ہونے کے غم کو نہیں بھول پائی تھی کہ یہ نئی آفت۔ وہ چکرا کر رہ گئی تھی۔ مہمانوں سے بھرے گھر

میں اگر اسے یوں باہر کھڑے کسی نے دیکھ لیا۔ مگر اس سمجھ بھی نہیں آ رہی تھی وہ کیا کرے۔ اتنی ذلت۔۔ آنکھوں کے سامنے یکدم دھند چھائی۔

اس سے پہلے کہ وہ مڑ کر کسی کو پکارتی۔ اسے اپنے عقب سے اپنی ساس کی آواز سنائی دی۔

نواہ۔۔یہاں کیا کر رہی ہو؟" وہ دبے دبے انداز میں بولتیں۔ تیزی سے اسکی جانب لپکیں۔ اس سے" پہلے کہ کوئی اسے دیکھتا وہ تیزی سے اس کا ہاتھ تھام کے ایک کمرے میں لے آئیں۔

کیا ہوا ہے؟" اسکا زرد چہرہ دیکھ کر وہ بھی دنگ رہ گئیں۔ جس کا بات کا ڈر تھا وہی ہوا۔"

کیا آپ بتائیں گی کہ آپ لوگوں نے ہم سے یہ بات کیوں چھپائی؟" وہ بچی تو نہ تھی جواب تک" نوشیرواں کی بگڑی حالت کو سمجھ نہ پاتی۔ اس کے ساتھ کوئی نفسیاتی مسئلہ تھا۔ کیا؟ یہ وہ نہیں جانتی تھی مگر اسکی ماں بہت اچھے سے جانتی تھی۔ اسی لئے وہ سراپا سوال ان کے سامنے کھڑی تھی۔

دیکھو بیٹے۔ بس معمولی سا اسے سائیکلوجیکل ایشو ہے۔ اسکی سٹنگز چل رہی ہیں۔ وہ ٹھیک ہو جائے" گا" اس کے سوال پر پہلے تو نادرہ نے نگاہیں چرائیں۔ پھر اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی آمیز لہجے میں بولیں۔

معمولی سا۔۔۔"ان کی بات پر وہ افسوس سے انہیں دیکھ کر فقط اتنا ہی کہہ سکی۔کسی کی بیٹی کی زندگی برباد کرکے وہ اپنے بیٹے کے مسئلے کو معمولی سا کہہ رہی تھیں۔

میں اسے سمجھاتی ہوں۔وہ بس کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔مگر تم محبت سے اس سے پیش آؤ گی تو وہ ٹھیک ہو جائے گا"وہ اسکا ہاتھ تھامتے تسلی دینے لگیں۔جو انکے ہاتھ کو جھٹک کر دکھ اور تاسف سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

وہ جانور نہیں ہے جو میرے پچکارنے سے میرا وفادار بن جائے گا۔جیتا جاگتا انسان ہے۔اور میں۔۔میں بھی جیتی جاگتی انسان ہوں۔جسے آپ نے دھوکہ دیا ہے۔اتنا ہی معمولی ایشو تھا تو رشتہ کرتے وقت آپ نے کیوں چھپایا۔آپ کے دل میں چور تھا۔مجھے کہیں نہیں جانا مجھے واپس جانا ہے اپنے گھر۔"وہ سر نفی میں ہلاتی غصے سے بولی۔

تم جانتی ہو چند لمحوں کی بیاہی دلہن یوں گھر آجائے تو لوگ کیا کیا باتیں کرتے ہیں۔میں کہہ رہی ہوں نا میں سمجھاتی ہوں نوشیرواں کو۔ہم سب تمہارے ساتھ ہیں۔تمہیں کبھی کوئی آنچ نہیں آنے دیں گے۔تم یقین کرو"اپنے بیٹے کو بچانے کے لئے وہ کس طرح کسی کی بیٹی کی زندگی برباد کر رہی

تھیں۔وہ تو انکی کہی پہلی بات میں ہی اٹک کر رہ گئی تھی۔ آگے تو کچھ سوچ ہی نہیں پائی۔ماں باپ کی امیدیں۔دعائیں۔خوشیاں۔روتے پریشان چہرے بہنیں۔کیا کچھ نہیں یاد آیا تھا اسے۔

اس کا دل کیا اس لمحے کہیں بھاگ جائے۔وہ کیسے خود کو ایسے نفسیاتی انسان کے قریب لے کر جائے گی۔

اسکے چہرے پر پھیلنے والے تفکر دیکھ کر نادرہ کسی قدر ریلیکس ہوئیں۔

میں مانتی ہوں ہم سے غلطی ہوئی۔ہمیں سب رشتے کے وقت کلئیر کر دینا چاہئے تھا۔مگر تم پڑھی لکھی ہو سمجھ سکتی ہو کہ اس دور میں معمولی سے نفسیاتی مسئلے ٹھیک ہو سکتے ہیں۔یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں۔تم دیکھنا ایک بار اسے اپناؤ گی تو میرا بیٹا تمہارا بن جائے گا" وہ اسے قائل کرنے لگیں۔

کیا میں اتنا جان سکتی ہوں کہ ان کے ساتھ یہ مسئلہ کیوں اور کب سے شروع ہوا۔یا پھر یہ بھی ابھی" آپ نے چھپانا ہے" وہ استہزائیہ انداز میں طنز کرتے ہوئے بولی۔

میرے بیٹے کا پہلے بھی ایک نکاح ہو چکا ہے۔اور وہ لڑکی اسکی پسند تھی۔مگر وہ کلی کلی منڈلانے والی" بھنور اصفت تھی۔بس میرے بیٹے کو دھوکہ دے گئی۔تب سے وہ ہر سجی سنوری لڑکی سے کراہیت

محسوس کرتا ہے۔ تمہارے نقش اس سے ملتے جلتے ہیں شاید اسی لئے وہ تمہیں وہی لڑکی سمجھ بیٹھا ہو" ایک اور انکشاف۔ نواہ کو لگا اس کی ہمت اب جواب دے جائے گی۔

تم یہیں رکو میں آتی ہوں" وہ نظریں چرا کر اسکے قریب سے تیزی سے گزریں۔"

انکے نکلتے ہی وہ سر تھامے نیچے بیٹھتی چلی گئ۔ جس رات لڑکیاں اپنے شوہر کی محبت میں سرشار خود پر ناز کرتی ہیں۔ وہ اپنے شوہر کی زندگی کے کارنامے سن کر افسردہ سی دل تھامے بیٹھی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ دوبارہ واپس آئیں۔

آؤ پلیز" اسے نیچے سے اٹھاتیں اسکا ہاتھ تھامے دوبارہ اسی کمرے میں لائیں جہاں سے تھوڑی دیر" پہلے اسے ذلیل کر کے نکالا گیا تھا۔

بیوی ہے اب یہ تمہاری۔ خبردار اب اسے کمرے سے باہر نکالا۔" اسکے کمرے میں لا کر وہ" نوشیرواں سے بولیں جو بیڈ پر ٹانگیں لٹکائے غصے سے بیٹھا تھا۔ آنکھیں اٹھا کر قہر برساتی نظروں سے ان کے دائیں جانب کھڑی لڑکی کو دیکھا۔ جو اب اس کی بیوی تھی۔

اس کو کہے یہ سب فوراً "چینج کرے۔ وحشت ہو رہی ہے مجھے اسے یوں دیکھ کر" اپنی سرخ انگارہ آنکھیں اس پر سے ہٹا کر ماں سے بولا۔

اوکے لیکن اسکے بعد کوئی بد تمیزی نہیں ہونی چاہیئے۔" وہ انگلی اٹھا کر اسے وارن کرتی ہوئی بولیں۔

اسی لئے کہا تھا آپ کو مجھے نہیں کرنی شادی۔ یہ سب لڑکیاں ایک سی فراڈ ہوتی ہیں۔ پتہ نہیں کس کس نے اس کو دیکھا ہو گا۔ کس کس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا کر آئی ہے یہ ادھر۔ جب سب باہر لٹا آئی ہے تو مجھ سے کیا چاہتی ہے۔ جائے کسی کے بھی ساتھ رات گزارے۔۔" اس سے پہلے کہ وہ مزید گل افشانی کرتا نادرہ یکدم اس کا نام پکار کر غصے سے اسے دیکھنے لگیں۔

چپ ہو جاؤ اب" وہ آنکھیں نکال کر بولیں۔ ایک ہاتھ سے نواہ کو ڈریسنگ روم میں جانے کا اشارہ کیا۔ جو اپنے لئے اتنے غلیظ الفاظ سن کر سن ہی تو رہ گئی تھی۔ یہ اس کا شوہر تھا۔ بجائے اسکے سر اپے کو سراہنے کے وہ اسکے بارے میں انتہائی برے الفاظ استعمال کر کے اسکی تذلیل کر رہا تھا۔ اور وہ بے بس تھی۔

ڈریسنگ روم میں جا کر وہ اپنی بے بسی پر بلک بلک کر روئی۔ اس کا دل ہی نہیں کر رہا تھا وہاں سے باہر جانے کو۔ مگر کتنی دیر وہاں بیٹھی رہتی۔ آخر تو باہر جانا تھا۔ گھنٹے بعد اپنی ہمت مجتمع کرتی وہاں سے کپڑے چینج کر کے اس نے باہر کا رخ کیا۔

کمرے میں قدم رکھتے ہی ہلکی سی روشنی نے اس کا استقبال کیا۔ طائرانہ نگاہ کمرے میں ڈالی۔ یہ دیکھ کر تسلی ہوئی کہ وہاں ایک صوفہ کم بیڈ موجود تھا۔ اپنے دکھتے سر کو ہولے سے دباتی صوفہ کم بیڈ کی جانب بڑھی۔

بیڈ پر دیکھنے کی اس نے ہمت نہیں کی۔

ادھر آؤ" یکدم ایک گھمبیر آواز کمرے میں گونجی۔"

دیکھیں۔ اب بھی شاید کچھ اپ سیٹ ہیں اور میں بھی اس سب سچوئیشن کو سمجھنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ بہتر ہے کہ ہم ایک دوسرے کو کچھ وقت دیں۔" وہ سبھی الفاظ سوچ کر باہر آئی تھی۔

ہاں اور اس وقت میں تم نجانے کتنوں کو اپنے پیچھے لگا لو" وہ پھر سے غصیلی آواز میں بولا۔"

میں ایسی نہیں ہوں" وہ بے بسی سے منمنائی۔ مگر اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوئی۔ اس کے اور بیڈ کے درمیان راستہ کچھ بہت زیادہ نہیں تھا۔ جسے وہ لمحوں میں مختصر کرتا تیزی سے بیڈ سے اٹھ کر اسکی جانب لپکا۔

بیوی بن کر آئی ہو تو بیوی کا کردار بہتر انداز میں نبھاؤ" اسکے بازو پر نوشیرواں کی گرفت بے حد سخت تھی۔

آپ۔۔ آپ پلیز میری بات سمجھیں" اپنا بازو چھڑواتے وہ بے حال ہو رہی تھی۔"

یہ سب تمہیں اس کمرے میں واپس آنے سے پہلے سوچنا اور سمجھنا چاہئے تھا۔ یور ٹائم از اوور ناؤ"" وحشت سے اب کی بار اسکا چہرہ اپنے ہاتھ کی سخت گرفت میں جکڑا۔

اور کل اگر کسی کو میرے بارے میں کچھ بتایا۔ خاص طور پر اپنے والدین کو تو تمہاری قبر یہیں اس کمرے میں بنادوں گا" وہ جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس وحشی کو دیکھ رہی تھی۔ اور پھر اس نے مزید نواہ کو کچھ سوچنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ وہ رات اسکی زندگی کی سیاہ راتوں میں سے پہلی سیاہ رات تھی۔

کیسی ہو؟" اس کا بجھا بجھا چہرہ دیکھ کر فروا کے دل کو کچھ ہوا۔ جس پارلر سے نواہ نے تیار ہونا تھا۔ فروا" نے بھی وہیں کی بکنگ کروائی تھی تاکہ اسکے ہمراہ رہے۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ آئی تھی۔ آتے ساتھ ہی ریسیپشن سے نواہ کا پوچھا۔ اس نے اسکے پہنچنے کی تصدیق کی۔ وہ سیدھی اسی روم میں گئی۔

اسکے ستے چہرے کو دیکھ کر وہ کچھ پریشان ہوئی۔

ٹھیک ہوں" وہ آہستہ سے بولی۔ فروا یہی سمجھی کے وہ تھکی ہوئی ہے۔"

تم نے شرٹ چینج نہیں کی ابھی" اسے یوں ہی بیٹھے دیکھ کر وہ بولی۔"

ہاں ابھی نمبر آنے والا ہے میرا۔ میں چینج کرتی ہوں۔" وہ غائب دماغی سے بولی۔"

سب ٹھیک ہے نواہ؟ سب ٹھیک تھے تمہارے ساتھ" آخر وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔ اسکی حالت فروا کو" اب تشویش میں مبتلا کر رہی تھی۔

اس کے مزید سوالوں سے بچنے کے لئے "سب ٹھیک ہے آپی۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں چینج کرلوں" وہ شرٹ ہاتھ میں تھامتی چینجنگ روم کی جانب بڑھی۔ فروا نے الجھی نظروں سے اسے جاتے دیکھا۔

کچھ دیر بعد نواہ کی آواز آئی۔

آپی یہ بیک زپ بند کر دیں پلیز" وہ چینجنگ روم سے سر باہر نکال کر اسے بلانے لگی۔ "

فروا سر ہلاتی فورا اسکی جانب بڑھی۔ کمرے میں آئی جہاں نواہ اسکی جانب پشت کئے کھڑی تھی۔ آدھی زپ اس نے جیسے تیسے بند کر لی تھی مگر آدھی ہو نہیں پا رہی تھی۔ جوں ہی فروا اسکے قریب آئی۔ اسکی کمر پر وحشت زدہ نشان دیکھ کر وہ دنگ رہ گئی۔

نواہ۔۔۔ یہ یہ۔۔ کیسے نشان ہیں؟" اسکے سوال پر نواہ کو رات کی اس شخص کی سفاکی یاد آئی جو " نجانے کس کس کے بدلے اسکے وجود سے نکالتا رہا۔

وہ۔۔ وہ جو کل شرٹ پہنی تھی نا اسکا کام بہت رف تھا۔ تو بس وہ چبھا" اس نے حتی الامکان بات " بنانے کی کوشش کی۔

جھوٹ مت بولو نواہ" یکدم اس کا رخ اپنی جانب کیا۔ جو سر جھکائے کسی مجرم کی طرح کھڑی تھی۔ "

آپی۔ بس مجھ سے۔۔۔ غلطی ہوئی۔۔ میں تھوڑا روڈ ہو گئی تھی ان کے ساتھ۔۔ تو بس ایسے ہی انہیں " غصہ آگیا" وہ اب بھی سر جھکائے اپنی عزت بچانے کو جھوٹ سچ ملاوٹ کر کے بتا گئی۔ فروا حق دق رہ گئی۔

تھوڑا۔۔ غصہ "اسے لگا اسکی آواز کسی گہری کھائی سے آرہی ہو۔"

اسے نہیں یاد پڑتا کبھی حنزل نے اپنا غصہ اسکے وجود سے نکالا ہو۔ کبھی اس نے غصے سے اسکا بازو تک سختی سے نہیں پکڑا تھا۔ اور یہاں تو وحشت کی ایک داستان رقم تھی۔

پلیز آپی۔ کسی کو مت بتائیے گا" وہ یکدم پریشان سی اسکے ہاتھ تھام کر بولی۔ فروا کا دل گویا کسی نے" مٹھی میں زور سے جکڑا۔ اسکی پیاری بہن ایک ہی رات میں اتنی بڑی ہو گئی کہ اپنی تکلیفیں ان سے چھپانے لگی۔ یکدم بڑھ کر اسے خود میں سمو لیا۔

الفاظ ہی نہیں تھے۔ کیا کہتی۔ فقط دعا تھی۔ جو وہ اسکے لئے کر سکتی تھی۔ نواہ نے بمشکل اپنے آنسو باہر آنے سے روکے۔ ساری رات وہ اتنا رو چکی تھی کہ اب اور ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ و

رسم کے مطابق آج نواہ اور نوشیرواں ہماری طرف چلیں" ولیمے کا فنکشن اختتام پر تھا جب فرحانہ" نے نادرہ سے ان دونوں کو ساتھ لے جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

برا مت منائیے گا بہن۔ ہمارے ہاں داماد سسرال جا کر نہیں رہتے آپ نواہ کو لے کر جانا چاہیں تو سو" بار لے جائیں۔ ہماری جانب سے کوئی اعتراض نہیں۔ ایک دو دن یہ آپکے ہاں رہ لے پھر ہم اسے لینے

آجائیں گے۔تب نوشیرواں بھی آئے گا۔" انہوں نے بڑے سبھاؤ سے انہیں نوشیرواں کو نہ لے جانے کا عذر بیان کیا۔فرحانہ نے ایک نظر پاس کھڑے رفاقت صاحب کو دیکھا۔ جنہوں نے نظروں ہی نظروں میں انہیں نادرہ کی بات سے اتفاق کرنے کا اشارہ کیا۔

چلیں جیسے آپ کی مرضی" فرحانہ ان کے دوٹوک انداز پر برا مانے بنا خوش اخلاقی سے بولیں۔" بیٹیوں کے ماں باپ کو جھکنا ہی پڑتا ہے وہ بھی یہی سوچ کر خاموش ہو گئیں۔فروا اور حنا کو نواہ کو اسٹیج سے اٹھانے کا اشارہ کیا۔

نجانے کیوں نواہ کے چہرے پر انہیں وہ خوشی اور مسکراہٹ نظر نہیں آئی تھی جو فروا اور حنا کی اپنی شادی کے اگلے دن محسوس ہوئی تھی۔نوشیرواں پہلے دن کی طرح ہی اکھڑا اکھڑا ملا تھا۔

دل میں ہزاروں وسوسے لئے وہ نواہ کو اپنے ہمراہ لے آئیں تھیں۔

حنزل نے محسوس کیا تھا کہ فروا کل کی طرح آج چہک نہیں رہی تھی۔جب سے وہ پارلر سے تیار ہو کر آئی تھی عجیب گم صم تھی۔کتنی ہی بار اسکے پکارنے میں چونک کر غائب دماغی سے ایسے دیکھا جیسے وہ وہاں ہو ہی نہ۔

فنکشن کی مصروفیت کے سبب وہ پوچھ نہ سکا۔اس وقت دونوں گاڑی میں باقیوں کی گاڑیوں کے ہمراہ واپسی کے راستے پر تھے۔وہ جانتا تھا گھر جا کر وہ پھر سے مصروف ہو جائے گی۔لہذا اس سے بہتر وقت اسے فروا کی گم صم کیفیت کی بابت جاننے کا کوئی اور نہ لگا۔

کیا ہوا ہے؟ آج پھر تمہیں کسی نے کچھ کہا ہے۔کچھ پوچھا ہے؟"یکدم گاڑی میں حنزل کی بھاری" آواز گونجی۔

نہیں تو"وہ گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو دیکھتے ہولے سے سر نفی میں ہلا کر بولی۔"

تو پھر اتنی ایبسٹ مائنڈڈ کیوں ہو؟"سامنے سیاہ سڑک پر دیکھتے اس کا لہجہ کھوجتا ہوا تھا۔"

حنزل ایک بات پوچھوں؟"نظریں مسلسل گود پر دھرے ہاتھوں پر جمائے وہ سوال کرنے لگی۔"

پوچھو میری جان"حنزل کو وہ بے حد الجھی لگی اور الجھ وہ واقعی گئی تھی۔"

یہ۔۔یہ میریٹل ریپ کیا ہوتا ہے؟"اسکے سوال نے حنزل کو لمحہ بھر کر سناٹوں سے دوچار کیا۔"

تم نے کسی ویکٹم کو دیکھا ہے؟"اسکے سوال کا جواب دینے کی بجائے وہ الٹا اس سے سوال کرنے لگا۔"

آپ سے جب سے شادی ہوئی ہے مجھے نہیں یاد پڑتا آپ نے کبھی میری مرضی کے بغیر مجھے ہاتھ لگایا ہو۔ ایسی لڑکی کیا محسوس کرتی ہے جب اسکی مرضی اور منشاء کے بغیر کوئی درندوں کی طرح اسے نوچ لے اور وہ کوئی اور نہیں اس کا شوہر ہو۔ جسے عورت کا لباس کہا گیا ہے۔ کوئی اپنے ہی لباس کو تار تار کیسے کر سکتا ہے" اس کا لفظ لفظ حنزل کو چکرا کر رکھ گیا تھا۔

کس کی بات کر رہی ہو۔ کس کے ساتھ ایسا ہوا ہے۔ فروا تم مجھے پاگل کر دو گی یار۔ کیا ہوا ہے؟" فروا کی حالت کے پیش نظر اس سے گاڑی چلانی دشوار ہو گئی تھی۔ آہستہ سے سڑک کے کنارے گاڑی روک کر اب کی بار وہ پوری طرح اس کی جانب متوجہ ہوا۔ جو سر جھکائے اپنے آنسو روکنے کی کوشش کر رہی تھی اور یہ انداز اس کا ہمیشہ تب ہوتا تھا جب وہ حنزل سے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش کرتی تھی۔

بس ایسے ہی آج پارلر میں ایک لڑکی کی باتیں سنی تھیں۔ تب سے دل بہت بوجھل ہو رہا ہے" سر اونچا کر کے بمشکل آنسو پیتے بھرائی نظروں سے ایک نظر حنزل کے پریشان چہرے پر ڈالی۔

تم اتنی حساس کیوں ہو یار" وہ بے بسی سے اپنی حساس بیوی کو دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسی ہی تھی کسی کو روتا" دیکھ لیتی۔ کسی کی تکلیف وہ بات سن لیتی ایسے ہی رو پڑتی تھی۔ بس ایک یہی عادت اسکی نواہ سے الگ تھی۔ نواہ صبر کر جاتی تھی اور وہ بکھر جاتی تھی۔

ایک لمحہ حنزل کی جانب دیکھ کر یکدم اسکے کندھے پر سر رکھ گئ۔ کیا بتاتی اسے کہ وہ لڑکی کوئ اور نہیں اسکی ایک دن کی بیاہی عزیز از جان بہن ہے۔

حنزل نے نرمی سے اسے سمیٹ لیا۔ جانتا تھا جب تک وہ رو کر دل ہلکا نہیں کر لے گی ایسے ہی پریشان رہے گی۔

اس وقت وہ رات کے پہر چھت پر اکیلی بیٹھی اپنی زندگی کے اس خوفناک حادثے کو سوچ رہی تھی۔ اس نہیں یاد پڑتا تھا اس نے زندگی میں کبھی کسی کے ساتھ برا کیا تھا۔ نہ کسی کا انجانے میں کبھی دل دکھایا تھا۔ پھر بھی اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کے ساتھ ایسا کیوں ہوا تھا۔ ایک نیم پاگل، شکی ذہنیت شخص اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا تھا۔

کل کی رات اسکی زندگی کی سب سے تکلیف دہ رات تھی۔ جس گھر میں وہ بے فکری اور بے پرواہی سے رہتی تھی۔ اس لمحے ایک ایک پل خوف سے گزار رہی تھی۔ آنے والے دنوں کا خوف۔ جب دوبارہ اسے اسی گھر چلے جانا تھا۔ جہاں چند گھنٹے گزار کر اسے لگ رہا تھا کہ وہ کسی زندان میں آگئی ہو۔

سب کے سونے کا اطمینان کر کے اس وقت وہ خاموشی سے سیڑھیاں چڑھ کر اوپر چھت پر آ گئی تھی۔ کل کے دیئے گئے اسکے شوہر کے زخم اسکے جسم پر نہیں روح پر پڑے تھے۔ وہ کیسے اپنی ماں کو بتاتی، اپنی بہنوں سے شئیر کرتی۔ وہ تو خود ابھی یقین اور بے یقینی کی کیفیت میں تھی۔ وہ اپنی ہی سوچوں میں غلطاں چھت پر موجود کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی اتنی محو تھی کہ اپنے پیچھے ابھرنے والی قدموں کی چاپ کو سن نہیں سکی۔

یہاں کیا کر رہی ہو نواہ" باپ کی آواز پر وہ بری طرح چونکی۔"

کچھ نہیں ابا، آپ۔۔ آپ سوئے نہیں ابھی" چاند کی روشنی میں وہ دونوں ایک دوسرے کو باخوبی" دیکھ سکتے تھے۔ رفاقت چند قدم بڑھا کر اسکے قریب رکھی دوسری کرسی پر بیٹھ گئے۔

کیا بات ہے۔ اپنے ابا سے بھی چھپاؤ گی؟" وہ سبھی بیٹیوں میں سب سے زیادہ انہی کے قریب تھی۔ " اپنی ہر چھوٹی بڑی بات انہیں بتاتی۔ انکی پریشانی کو پل میں سمجھنے والی۔ وہ ان کے دل کے بے حد قریب تھی۔

کچھ بھی نہیں۔ بس ویسے ہی۔ میں کیوں کچھ چھپاؤں گی" انکی جانب دیکھنے سے احتراز برتتے وہ" سامنے دیکھتے بولی۔

جھوٹ ہمیشہ انسان نظریں چرا کر بولتا ہے" انکی بات پر اس نے چونک کر انکے شفیق چہرے کی جانب" دیکھا۔

ابا کیا بیٹیوں کی شادی کرنا بہت ضروری ہوتا ہے؟" نظروں میں نجانے کیوں انہیں عجیب سی التجا" لگی۔

ابھی ایک دن ہوا ہے۔ اسی لئے تمہیں سب اجنبی لگ رہا ہے۔ دیکھنا چند دن بعد ہم تمہیں یاد بھی" نہیں آئیں گے" انہوں نے بہت سے وسوسوں کو شدت سے جھٹک کر اسے بہلایا۔

یہ میرے سوال کا جواب نہیں ہے" وہ جو کبھی کسی سے لمبی لمبی باتیں نہیں کرتی تھی۔ انہیں ہمیشہ " باتوں میں ہرا دیتی تھی۔

ہاں بیٹے۔ یہ فرض نبیوں نے ادا کئے ہیں تو ہم کون ہوتے ہیں اس سے انحراف کرنے والے۔" ان کی بات پر وہ لمحہ بھر کو خاموش ہوئی۔

کیا۔۔کیا ایک ان چاہے شخص کے ساتھ ساری زندگی گزر سکتی ہے؟" اس کا اگلا سوال انہیں تکلیف سے دوچار کر گیا۔

کیا زبردستی کے رشتے کا بوجھ سنبھالتے سنبھالتے انسان ذہنی مریض نہیں بن جاتا؟" ایک رات کی دلہن تھی وہ چند لمحوں پہلے اپنے شوہر کے ساتھ تھی۔ ایسا کیا ہوا تھا ان چند گھنٹوں میں کہ انہیں لگا وہ برسوں کی مسافت طے کر آئی ہو۔

نواہ۔ وہ تمہیں اچھا نہیں لگا؟" وہ اسکے سوالوں کے جواب نہیں دے سکتے تھے۔ وہ کسی ایسے تجربے سے کبھی نہیں گزرے تھے۔

تم۔۔۔ تم اگر کسی اور میں انٹرسٹڈ تھی تو مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں نے تو رشتہ طے کرتے بھی تم پر کوئی زبردستی نہیں کی تھی۔" ان کی بات پر وہ ہولے سے مسکرائی۔ مگر یہ مسکرانا عام مسکرانا نہیں تھا انہیں اسکی مسکراہٹ میں درد محسوس ہوا تھا۔

نہیں ابا یہ بات نہیں ہے۔اچھا ہے وہ۔۔بس ایسے ہی پوچھ لیا" اور انسان بس ایسے ہی جیسے الفاظ تب" کہتا ہے جب مقصد خود کو چھپانا اور اپنے پیاروں کو تکلیف سے بچانا ہو۔

چلیں کافی رات ہو گئی ہے۔ آپ بھی آرام کریں۔ میں تو بس کچھ یادیں اکٹھی کرنے کو یہاں آ گئی" تھی" اس کا چہرہ نجانے انہیں کیوں چیخ چیخ کر یہ کہہ رہا تھا کہ ان کی بیٹی بڑی ہو گئی ہے۔ جواب ان سے اپنی تکلیف چھپانے لگی ہے۔

نواہ" اس سے پہلے کہ وہ اٹھ کر وہاں سے جاتی وہ بے اختیار اسے روک گئے۔"

زندگی مشکل لگے تو یہ مت سوچنا کہ تم اس گھر میں کبھی واپس نہیں آ سکتیں۔ میں ان والدین میں" سے نہیں جو بیٹی کو یہ کہیں کہ ظلم اور جبر برداشت کرنا اور واپس نہ آنا۔ ظلم برداشت کرنے والا ظالم کو تقویت دیتا ہے کہ ظلم کرتے رہو۔اسی لئے اس کی بھی معافی نہیں ہے۔خود کو مسخ مت ہونے دینا کسی ان چاہے رشتے کا بار اٹھا کر۔یہ یاد رکھنا تمہارے ہر فیصلے میں۔۔ میں تمہارے ساتھ ہوں" اس نے ساکت نظروں سے باپ کی شکل دیکھی۔جو اسکے قریب آکر اسکے سر پر ہاتھ تھتھپا کر اسے سونے کی تلقین کرتے اس سے پہلے وہاں سے جا چکے تھے۔چند آنسو اسکی آنکھوں سے اپنے ظلم پر بہے۔

بہت مسکرا رہی تھیں تم" وہ جو کچھ دیر پہلے ہی واپس اس زندان میں آئی تھی یہ سوچ کر کہ شاید اس" شخص میں ان دو دنوں میں کوئی بہتری آئی ہو۔ اسے اپنے قیاس محض دھوکہ لگے۔ بلیک ساڑھی میں وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔ ابھی وہ اپنا بیگ صوفے کے قریب رکھ کر پلٹی بھی نہیں تھی کہ وہ اس کے سر پر کھڑا قہر برساتی نظروں سے اسے گھورتا اس کا بازو اپنی سخت گرفت میں لیتے پھنکارا۔

آپ کو میرا ہنسنا نہیں پسند" پچھلے دو دن اب اسے کوئی خواب محسوس ہوئے۔ جو اس نے سکون سے" بغیر کسی خوف کے اپنے میکے میں گزارے تھے۔ نوشیرواں، اسکی ماں اور بہن اسے آج واپس لے جانے آئے تھے۔

اس نے ان دو دنوں میں کسی سے نوشیرواں کے متعلق کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ کیسے اپنے ہنستے مسکراتے گھر پر یہ طوفان توڑتی کہ انہوں نے کسی دھوکے میں اسکی شادی کی ہے۔ فی الحال وہ اس رشتے کو ایک موقع دینا چاہتی تھی۔

کیا پتہ کوئی بہتری کی صورت نکل آتی۔

مجھے تو تم ہی پسند نہیں تو کیا کرو گی؟" وہ الٹا اس کا مذاق اڑاتا بولا۔"

اور وہ۔۔ تمہارا بہنوئی۔کیانام ہے اس خبیث کا"نواہ نے بڑی مشکل سے اسکی بکواس برداشت کی۔وہ یوں ہی بات بہ بات گالی دے دیتا تھا۔

حنزل بھائی"وہ لڑکھڑاتے لہجے میں بولی۔کس قدر عزیز تھا وہ اسے اور اس کا شوہر کس انداز میں اس کا ذکر کررہا تھا۔

ہاں وہی۔(گالی) آئندہ میں تمہیں اس سے بات کرتے نہ دیکھوں۔"اسکے بازو کو جھٹکا دیتے وہ غراتے لہجے میں بولا۔

بھائیوں جیسے ہیں وہ میرے"اس کی ذہن کی غلاظت پر وہ دنگ رہ گئی۔"

آواز نیچی رکھو"اسکے اونچا بولنے پر وہ زوردار تھپڑ اسکے منہ پر مار کر غرایا۔"

بھائیوں جیسا ہے بھائی نہیں ہے وہ۔۔ سمجھ آئی تمہیں۔اور اب تو بھائی بھی کیا کچھ کر جاتے ہیں بہنوں کے ساتھ کبھی ایسے کیسز پڑھے نہیں تم نے۔۔بڑی معصوم ہو تم تو"اسکی بات سن کر وہ جو اسکے تھپڑ پر سکتے میں جا چکی تھی،کس کرب سے گزری تھی وہ وہی جانتی تھی۔

ایسی گھٹیا باتیں آپ ہی سنتے ہوں گے۔"منہ پر ہاتھ رکھے وہ شدید تکلیف سے بولی۔"

جب آپ کو بیوی کی ضرورت نہیں تھی۔تو کیوں شادی کی آپ نے" وہ آنسو بھری آنکھوں سے" اسکے وجیہہ چہرے کو دیکھ کر بولی۔ جس کے پیچھے کس قدر غلاظت چھپی تھی۔

کیا کہنا چاہتی ہو تم۔۔نامرد ہوں میں کہ مجھے بیوی کی ضرورت نہیں تھی" اسکے بالوں کو ہاتھ میں" جکڑتے اسے سر کو جھٹکا دے کر بولا۔

بول نامرد ہوں میں۔۔۔تیری تو" اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی ایک اور بھیانک رات ان کے مابین" موجود تھی۔

یار انوائیٹ نہیں کیا تم نے ابھی تک انہیں؟" ناشتے پر یکدم حنزل نے سوال کیا۔ فروا نے کچھ حیران" ہو کر اسکی جانب دیکھا۔ اسی کے لئے سلائس پر مکھن لگاتے ہاتھ رکے۔

کسے؟" حیرانگی سے سوال کیا۔"

ارے یار! نواہ اور اسکے میاں کو۔ ایک ہفتہ ہونے والا ہے۔ تمہیں انہیں پہلے ہی کھانے پر انوائیٹ کر لینا چاہیئے تھا۔ کچھ دیر میں کال کر کے پوچھ لو۔ ہفتے یا اتوار کو اگر وہ مصروف نہ ہوں تو ہماری طرف لنچ یا ڈنر کر لیں" اسکی بات پر فروا کو اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔

صحیح کہہ رہے ہیں آپ مجھے پہلے ہی کہہ دینا چاہیئے تھا۔ ویسے بھی غیر لوگ ہیں پتہ نہیں برا ہی نہ منا جائیں کہ ایک ہی شادی شدہ بہن یہاں موجود ہے اس نے بھی ابھی تک نہیں بلایا" وہ سر ہلاتے بولی۔

حنزل کے نکلتے ہی ساری چیزیں سمیٹتے، دوپہر کا کھانا بناتے اسے گیارہ بج چکے تھے۔ سب کاموں سے فارغ ہو کر اس نے نواہ کو کال کی۔ چند بیلوں کے بعد کال اٹھالی گئ۔

کیسی ہو بہن۔۔ تم تو بھول ہی گئیں بہن کو؟" سلام کرتے ساتھ ہی نواہ کا جواب سنے بنا وہ شروع ہو گئ۔

میں نوشیرواں بات کر رہا ہوں؟" نواہ کی بجائے نوشیراوں کی آواز سن کر وہ یکدم سنبھلی۔"

اوہ سوری میں نواہ کو ایکسپیکٹ کر رہی تھی۔ آپ۔۔ آپ بتائیں کیسے ہیں آپ؟" معذرت کرتے ساتھ ہی لہجے میں تکلف سموئے بولی۔

ٹھیک ہوں۔نواہ نیچے ہے آتی ہے تو میں بتادوں گا کہ آپ کو کال بیک کرلے۔"اسکی خوش اخلاقی کا" جواب نہایت روکھے انداز میں دے کر اس سے پہلے کہ وہ کال بند کرتا فروا فوراً اسے ٹوک گئ۔

نہیں کوئ ایسی ضروری بات نہیں کرنی تھی۔نواہ کی جگہ آپ نے کال اٹینڈ کرلی تو ایک طرح سے" اچھا ہی ہوا۔اصل میں۔۔میں اور حنزل آپ کو انوائیٹ کرنا چاہ رہے ہیں۔اگر آپ لوگ اس ویک اینڈ پر بزی نہیں تو ڈنر یا لنچ جو مناسب لگے ہمارے ساتھ کریں"وہ خوش دلی سے اپنا مدعا اسی کو بتانے لگی۔

دیکھتے ہیں" حنزل کا نام سن کر اسکا دماغ گویا الٹ گیا۔"

جی جی آپ لوگ مشورہ کرلیں پھر نواہ سے کہئیے گا مجھے انفارم کردے۔ تھینکس"وہ مسلسل اس کی" بدلحاظی کو نظر انداز کررہی تھی۔فون رکھتے ہی دل پھر سے دکھی ہوا۔کیسے اسکی نرم گفتار بہن ایسے سخت دل شخص کے ساتھ رہ رہی ہو گی۔

نجانے کتنی ہی بار یہ سوچ اسے پریشان کرچکی تھی۔

وہ جیسے ہی واش روم سے نکلی نوشیرواں کو اپنا موبائل تھامے پایا۔ یہ نئی بات نہیں تھی۔ اس کا موبائل ولیمے کے اگلے دن سے ہی وہ اپنے قبضے میں لے چکا تھا۔

اسکی کوئی بھی کال وہ اس سے پوچھے بغیر اٹینڈ نہیں کر سکتی تھی۔ اور خود سے تو کسی کو کال کرنے کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتی تھی۔

چہرے کو دوپٹے سے صاف کرتے وہ اس پر سے نظر ہٹا گئی۔

تمہاری بہن کا فون تھا۔ ہمیں اپنے گھر انوائیٹ کر رہی ہے۔" اسے کمرے میں آتا دیکھ کر وہ آنکھوں میں ترشی لئے اسے دیکھ رہا تھا۔

آپ نہیں جانا چاہتے تو میں منع کر دوں گی" وہ اب کوشش کرتی تھی کہ اس سے بحث نہ کرے۔ شاید ایسے ہی وہ نہ بھڑکے مگر یہ اسکی خام خیالی تھی۔

میں نہیں چاہتا۔۔ کہنا کیا چاہتی ہو تم۔" نواہ کو سمجھ نہیں آئی اس نے کیا غلط کہا ہے۔"

میرا مطلب ہے کہ میں نہیں جانا چاہتی۔" وہ اسے اس کے رشتوں سے دور کر رہا تھا تا کہ کوئی اس" دھوکے کو جان نہ سکے جو اس نے اور اس کے گھر والوں نے نواہ اور اس کے گھر والوں کو دیا تھا۔

مجھے وہ شخص ایک آنکھ نہیں بھاتا۔" وہ جیسے اسے وضاحت دے رہا تھا۔"

جی" وہ بس اسی قدر کہہ سکی۔ جانتی تھی اگر اپنے گھر والوں کو ڈیفنڈ کیا تو وہ انسان سے جانور بننے میں ایک سیکنڈ کی دیر نہیں لگائے گا۔ اور وہ اس ایک ہفتے میں اس کا یہ روپ دیکھ دیکھ کر خود پر ترس کھانے لگ گئی تھی۔ لہذا کوشش کرتی جس حد تک اس سے کم بات کرے اتنا اچھا ہو۔ کبھی کبھی وہ اتنا نارمل ہوتا تھا جیسے اس کا یہ روپ ایک خواب سا ہو۔ نواہ چکرا کر رہ گئی تھی۔

کچھ دیر میں ہم ماموں کے گھر جا رہے ہیں۔ تمہارے منہ پر مجھے ذرا سی بھی لیپا پوتی نظر نہ آئے"" اسے مزید تنبیہہ کی۔

جیسے آپ کہیں "اس کا سارا میک اپ تو کچھ دن پہلے ہی وہ کوڑے کی نظر کر چکا تھا۔ جیولری کو بھی" لاکر میں رکھ دیا تھا۔ سوائے کام والے کپڑوں اور جوتوں کے اس نے ہر طرح کا سنگھار اسے کرنے سے قطعیت سے منع کر دیا تھا۔

نواہ کو پہلے بھی کبھی ان چیزوں کا شوق نہ تھا مگر اب کسی ایسی چیز کو ہاتھ لگانے کو دل نہیں کرتا تھا جسے استعمال کرنے کی پاداش میں وہ شخص اسکی روح گھائل کر دے۔

خاموشی سے اسی کے پسند کردہ کپڑوں کو زیب تن کئے وہ کچھ دیر بعد اپنی ساس کے ہمراہ کھڑی تھی۔

ایسے لے کر جاؤں گی میں اسے ؟" انہوں نے کڑی نظر نوشیرواں پر ڈالی۔"

لے کر جانا ہے تو لے جائیں۔ نہیں تو میں راستے میں اسے کہیں پھینک آؤں گا" وہ بولتے وقت "
انتہائی سفاک ہو جاتا تھا۔ نواہ نے خود کی وقعت پر آنکھوں سے باہر نکل آنے والے آنسوؤں کو بڑی
مشکل سے روکا۔

نادرہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئیں چند ہی لمحوں بعد وہ اسی کے ہمراہ گاڑی میں اسی کے برابر فرنٹ سیٹ پر
خاموشی سے بیٹھی باہر دیکھتی خود کا مستقبل سوچ رہی تھی۔

وہی ہوا اس کی ممانی نے نواہ کو دیکھتے ہی حیرت کا اظہار کیا۔

ارے نادرہ! بہو کو بس کپڑے بدلوا کر لے آئی ہو" حیرت سے اپنی نند سے پوچھا۔ وہ خود شاید پارلر "
سے تیار ہوئیں تھیں۔

بس بھابھی آپ کو تو پتہ ہے آجکل کی بچیاں۔ نہ زیور پہنتی ہیں اور میک اپ سے نواہ ویسے ہی بہت "
چڑتی ہے" نواہ نے حیرت سے جھوٹ پر جھوٹ بولتی اپنی ساس کو دیکھا۔

ایسا بھی کیا الرجیک ہونا۔ ایک ہفتہ ہوا ہے ابھی تو۔ یہی دن تو ہوتے ہیں پہننے اوڑھنے کے" وہ ایک ادا "
سے سر ہلا کر بولیں۔

آنٹی ٹھیک کہہ رہی ہیں۔مجھے ان سب چیزیں بہت بری لگتی ہیں" وہ لہجہ متوازن رکھتی جن نظروں" سے نادرہ کو دیکھ کر

بولی۔وہ نظریں چرانے پر مجبور ہو گئیں۔

کبھی کبھی انسان کو ایک سچ چھپانے کے لئے ہزاروں جھوٹ کا سہارا لینا پڑتا ہے "نوشیرواں کی ممانی" کے وہاں سے جاتے ہی نواہ نے نادرہ کو لاجواب سا کر دیا۔

تمہاری بات ہوئی نواہ سے؟" حنزل منتظر تھا کہ وہ خود کچھ بتائے مگر رات تک جب اس نے کچھ نہیں" بتایا تب آخر حنزل کو اس سے خود پوچھنا پڑا۔

جی میں نے کال کی تھی صبح۔نوشیرواں نے کال اٹینڈ کی تھی۔میں نے اسے ہی انویٹیشن دے دیا" تھا۔لیکن پھر کچھ دیر بعد نواہ کی کال آئی،وہ کہنے لگی کہ ابھی کچھ ویک اینڈز وہ لوگ فری نہیں ہیں۔ اور شاید کچھ دن تک ہنی مون پر کہیں چلے جائیں۔" وہ کچھ شرمندہ سی اسے بتانے لگی۔حنزل کو اب سمجھ آئی کہ فروا نے اسے کیوں کچھ نہیں بتایا تھا۔

نواہ خوش ہے نوشیرواں کے ساتھ ؟" اس کی بات کے جواب میں حنزل کا سوال اسے گنگ کر گیا۔ " دونوں بیڈ پر لیٹے تھے۔ مگر دونوں کا رخ چھت کی جانب تھی۔ حنزل کے سوال نے اسے بے اختیار اسکی جانب دیکھنے پر مجبور کیا۔

ہاں۔۔کیوں۔۔ آپ ایسا کیوں پوچھ رہے ہیں؟" فروا نے ہچکچا کر سوال کیا۔ "

مجھے نہیں لگتا وہ ہماری طرف آئیں گے " حنزل کی بات نے لمحہ بھر کو اسے گنگ کر دیا۔یہی سوال " فروا نے نواہ سے کیا تھا۔ جس کے جواب پر وہ خاموش رہی تھی۔ اور فروا حیران تھی کہ آخر نوشیرواں یہ سب کیوں کر رہا ہے۔ انہوں نے تو اس سے مذاق تک کبھی نہیں کیا تھا۔ اس کے لئے دیئے انداز کی وجہ سے وہ سب اس سے محتاط ہو کر ملتے تھے۔

ان سب کی تو اس سے ملاقات شادی کے بعد بس اسی دن ہوئی تھی جب وہ نواہ کو میکے سے لینے آیا تھا۔ اتنی سرسری ملاقات میں ان سے ایسی کیا بات ہوئی کہ وہ انہیں ایوائیڈ کر رہا تھا۔

ایسا نہیں ہے۔ نواہ کہہ رہی تھی کہ وہ آئیں گے " فروا نے یکدم بات سنبھالنے کی کوشش کی۔ وہ " نہیں چاہتی تھی کہ حنزل اس کی بہن سے بدگمان ہو۔

آئی وش ایسا ہی ہو۔ تم کیوں اتنی ٹینس ہو رہی ہو۔" اسکے لیٹے سے اٹھ کر بیٹھ جانے پر وہ حیران سا ہوا۔

نہیں بس ویسے ہے۔ آپ ربانی انکل کے نئے کرائے داروں سے ملے۔ افف حنزل انکے بچے اتنے کیوٹ ہیں کہ کیا بتاؤں" وہ یکدم اس کا دھیان ہٹانے کی غرض سے بولی۔ مگر نہیں جانتی تھی کہ اسکے لہجے کی حسرت حنزل کو پریشان کر دے گی۔

نہیں میں نہیں ملا۔ تم کب ملیں ان سے؟" وہ خود کو کمپوز کرتے بشاش لہجے میں بولا۔"

آج جب دوپہر میں سبزی لے رہی تھی۔ تب ان کے کرائے داروں کی بہو بھی نکلی۔ بس تبھی " دیکھا" وہ اکثر بچوں سے متعلق بات کرتے اپنے ہاتھوں کی لکیریں دیکھنے لگ جاتی تھی۔

اچھی بات ہے۔ چلو لیٹو۔۔ صبح مجھے جلدی نکلنا ہے میٹنگ ہے" وہ موضوع بدل کر بولا۔"

وہ خاموشی سے کروٹ لے کر لیٹ گئی۔ حنزل نے حسرت سے اسکی پشت دیکھی۔ جانتا تھا وہ لیٹ گئی ہے مگر نجانے کب تک سوئے گی۔

کیا ہم کوئی بچہ ایڈاپٹ نہیں کر سکتے" اسکی توقع کے عین مطابق وہ سوئی نہیں تھی۔"

فروا۔۔۔تم جانتی ہو کہ یہ ممکن نہیں۔کوئی بچہ لیا تو وہ بڑا ہو کر تمہارے لئے نامحرم ہو گا۔بچی لی تو وہ" میرے لئے۔کتنی بار تمہیں یہ بات سمجھائی ہے۔"وہ پھر سے وہی سب دہرانے لگا جو نجانے کتنی بار اسے بتا چکا تھا۔کروٹ اسکی جانب لے کر اسکا رخ اپنی طرف کیا۔

جن لوگوں کی بیٹیاں ہوتی ہیں وہ ماں باپ بھی تو انہیں بیاہنے کے بعد اکیلے ہو جاتے ہیں نا۔تم بھی" یہی سمجھو کہ ہم نے اپنی بیٹیاں بیاہ دی ہیں"اسکی بات پر فروا نے ایک اداس نظر اسکے خوبرو چہرے پر ڈالی۔

لیکن ان بیٹیوں کی اولاد تو ہوتی ہے نا جو بوڑھے والدین کو مصروف رکھتے ہیں۔"اسکے پاس ہر جواز" موجود تھا اپنی بات کو پورا کرنے کے لئے۔

جب مجھے کوئی ٹینشن نہیں تو تم کیوں اس بات کو ہر وقت سوچتی ہے۔اللہ کی رضا سمجھ کر صبر کر لو۔" وہ کہتا ہے نا کہ کچھ کو میں دے کر آزماتا ہوں اور کچھ کو نہ دے کر۔سبھی کو دینے لگ جائے تو محرومی کا احساس دنیا سے مر جائے۔"اس کے بالوں میں محبت سے ہاتھ چلاتے وہ اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

حل موجود ہے حنزل۔ مگر آپ کبھی غور نہیں کرتے۔ کبھی سیریس نہیں لیتے میری بات کو" وہ اسی موضوع پر آئی جس سے حنزل کو شدید چڑ تھی۔

"تمہیں سیریس لینے کے بعد اب کچھ اور میں سیریس نہیں لے سکتا" محبت سے اسکی پیشانی کو چھوا۔

"اب سو جاؤ۔ میں نے پریزینٹیشن دینی ہے صبح نیند پوری نہ ہوئی تو کلائینٹ کے سامنے بے عزتی ہو گی۔" اب کی بار اسے رعب سے خاموش کروانا پڑا۔

"اللہ کرے فضول پریزینٹیشن ہو" وہ منہ بنا کر اسی کے سینے پر سر رکھتے بولتی حنزل کو مسکرانے پر مجبور کر گئی۔

"شرم کرو بد دعائیں دے رہی ہو" وہ اسے چھیڑنے والے انداز میں بولا۔

"اب سونا نہیں آپ کو۔" اپنی بات کا رائیگاں جانا اسے برداشت نہیں ہو رہا تھا۔ اس پر حنزل کا غیر سنجیدہ انداز۔

"اوکے بوسی" ایک بار پھر اسکے خفا چہرے کو محبت سے چھوتے اسے بھی مسکرانے پر مجبور کر گیا۔ وہ ہمیشہ اسے بوس کی بجائے بوسی کہا کرتا تھا۔

نادرہ کے زور دینے پر وہ آج اسے لانگ ڈرائیو پر لے آیا تھا۔ سارا وقت وہ خاموش رہا جیسے مارے باندھے آیا ہو۔

ایک جگہ گاڑی روک کر اسے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ رات کے وقت دونوں خاموشی سے سڑک پر چل رہے تھے۔

"ایک بات پوچھوں؟" وہ بہت کم اسے مخاطب کرتی تھی۔ اور دوسری جانب بھی یہی حال تھا۔ نواہ کو تو کبھی کبھی سمجھ ہی نہیں آتی تھی اس کا مستقبل کیا ہو گا۔

"پوچھو" سر تھوڑا سا جھکائے ہاتھوں کو پشت پر باندھے وہ بادل نخواستہ اسے اجازت دیتے بولا۔"

آپ۔۔ آپ کب جاتے ہیں اپنے ڈاکٹر کے پاس سیشن کے لئے؟" نواہ نے جھجکتے ہوئے پوچھا۔"

اسکے سوال پر نوشیرواں نے اچنبھے سے اس کی جانب دیکھا۔

کون سا ڈاکٹر؟" وہ حیران ہوا تھا۔"

آپ کے سائیکاٹرسٹ" نواہ بھی اسکی حیرانگی پر حیران ہوتے بولی۔"

کیوں مجھے سائیکاٹرسٹ کی کیا ضرورت ہے۔ پاگل ہوں کیا میں؟" لمحوں میں وہ بگڑا۔"

لیکن آنٹی نے تو کہا تھا کہ آپکے سیشنز چل رہے ہیں۔"اسکی بات پر نوشیرواں کی آنکھوں کے تاثرات یکدم بگڑے۔ماتھے پر ڈھیروں بل پڑے۔

اور ویسے بھی سائیکاٹرسٹ کی ضرورت تو کسی بھی شخص کو ہو سکتی ہے۔ضروری تھوڑی ہے کہ کوئی پاگل ہو تو تبھی جائے۔جیسے جسمانی بیماریاں ہوتی ہیں۔اسی طرح ذہنی مسائل بھی ہوتے ہیں۔ہمیں انہیں یوں اگنور نہیں کرنا چاہئیے"اسکی خاموشی سے نواہ کو تقویت ملی۔

بس۔"اس سے زیادہ وہ اسکی باتیں برداشت نہیں کر سکتا تھا۔"

اپنا یہ علم کا ذخیرہ اپنے پاس رکھو۔مجھ پر جھاڑنے کو ضرورت نہیں ہے۔واپس چلو"وہ گرجنے کے سے انداز میں کہتا قدموں کو واپس گاڑی کی جانب موڑ گیا۔اور وہ نادرہ کے ایک اور جھوٹ پر حیران رہ گئ۔

افسردہ سی وہ اسکے پیچھے چل پڑی۔

خراب موڈ کے ساتھ اس نے باقی کا راستہ طے کیا۔

شومئ قسمت کہ نادرہ اور ذوالفقار لاؤنج میں انہیں مل گئے۔

کیا جھوٹ بولا ہے آپ نے اس کے ساتھ؟"وہ غصے سے بھرا نادرہ کی جانب آیا۔"

"کیا ہو گیا ہے ؟" جاتے وقت تو اس کا موڈ بہتر تھا۔ انہوں نے کڑی نظروں سے نواہ کو دیکھا۔ جو متاسف نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"کیوں کہا آپ نے اسے کہ میں سائیکاٹرسٹ کے پاس جاتا ہوں۔ پاگل ہوں کیا میں۔۔ بتائیں مجھے پاگل ہوں میں" یکدم وہ اپنے بال نوچتے ہوئے چیخنے لگا۔

"کیا ہو گیا ہے بیٹے میں نے اس سے ایسی کوئی بات نہیں کی" وہ یکدم مکر گئیں۔"

جھوٹ بولا تم نے میرے سے ؟" یکدم وہ نواہ کی جانب مڑتے غصے سے اسے گھورنے لگا۔"

آپ نے ہی تو کہا تھا کہ۔۔۔" اس سے پہلے کہ نواہ اپنا جملہ مکمل کرتیں نادرہ نے اسکی بات اچک لی۔"

کیا کہا تھا میں نے۔۔ من گھڑت باتیں مت کیا کرو۔ دیکھو کیا حالت کر دی ہے میرے بیٹے کی۔ چلو" میں تمہیں کمرے تک چھوڑ آؤں" اسے خشمگیں نظروں سے دیکھتیں وہ نوشیرواں کو دونوں ہاتھوں سے سہارا دیتیں کمرے کی جانب بڑھیں۔ جو غصے سے ہانپ رہا تھا۔

نواہ حیرت زدہ سی نادرہ کی پشت کو دیکھتی رہ گئی۔ گردن موڑ کر ذوالفقار کی جانب دیکھا جو نظریں چرا گئے۔

آپ لوگوں کو خوف نہیں آتا۔۔" کسی قدر تکلیف سے وہ بولی یہ وہی جانتی تھی۔"

تمہیں کیا ضرورت تھی اسکے سامنے سائیکاٹرسٹ کی بات کرنے کی۔ ٹھیک ہے ہمارے بیٹے کے "ساتھ تھوڑا سا ذہنی مسئلہ ہے۔ مگر اب تم بیوی ہو تم اسے ٹھیک کرو" ان کی بات پر نواہ کو لگا وہ واقعی پاگل ہو جائے گی۔

میں بیوی ہوں۔ سائیکاٹرسٹ نہیں۔۔ کیا کسی شخص کو ہارٹ پرابلم ہوتا ہے تو اس کی بیوی ٹھیک "کرتی ہے یا کارڈیالوجسٹ۔۔ کسی کو آنکھوں کا مسئلہ ہوتا ہے تو وہ اپنی بیوی سے علاج کرواتا ہے یا آئی اسپشلسٹ سے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی آپ لوگ پڑھے لکھے ہیں کیا۔ کس قسم کی سوچ ہے آپ لوگوں کی۔" وہ آج گویا پھٹ پڑی تھی۔

ہمیں زیادہ پڑھانے کی ضرورت نہیں ہے۔" نادرہ اس کے عقب سے نکل کر آتیں غصے سے بولیں۔ "

میں آپ لوگوں کو کچھ پڑھا بھی نہیں سکتی" وہ فقط افسوس ہی کر سکتی تھی۔ اسکی یہ امید بھی دم توڑ گئی "تھی کہ وہ سائیکاٹرسٹ کے پاس جاتا ہے اور وہ اس سے نوشیرواں کا کیس ڈسکس کرے۔ ان پر ایک تلخ نظر ڈال کر وہ کچن کی جانب چلی گئی۔ حلق سوکھتا محسوس ہو رہا تھا۔ کمرے میں ابھی وہ جانا نہیں چاہ رہی تھی۔ جانتی تھی نوشیرواں اس وقت کس موڈ میں ہو گا اور اس وقت اسکا جبر اور تشدد برداشت کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔

کتنے دن ہو گئے ہیں نواہ نہ آئی ہے نہ فون اس کا آتا ہے" رفاقت صاحب فرحانہ سے مخاطب ہوئی۔"

قریب ہی بیٹھی منہا جو بظاہر تو کتاب میں مگن تھی مگر باپ کی بات پوری توجہ سے سنی۔

ان سے پوچھنے سے بہتر ہے آپ اس کی ساس یا شوہر سے پوچھیں۔ میں نے ایک دوبار اسے کال کی" تو نوشیرواں بھائی نے اٹھائی۔ بھلا بندہ پوچھے اتنی بھی پرائیویسی نہیں کہ میاں بیوی کا موبائل ہی الگ الگ ہو۔ مجھے تو لگتا ہے انہوں نے اس کا موبائل بھی ہتھیا لیا ہے" فرحانہ کی کڑی نظروں سے بے پرواہ وہ اپنی ہی بولے جا رہی تھی۔

زبان ہے کہ خں دق۔۔ رکتی ہی نہیں" آخر انہیں بولنا پڑا۔"

اچھی بات ہے اگر وہ ایکدوسرے کا موبائل اٹیں ڈکر لیتے ہیں۔ تمہیں کیا تکلیف ہے" رفاقت" صاحب کے سامنے انہیں منہا کا یہ انداز ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا۔

تصحیح کر لیں ایک دوسرے نہیں صرف ایک کا ہی موبائل دوسرے کی دسترس میں ہے" فرحانہ کا" بس نہیں چل رہا تھا جوتا اٹھا کر اسے دے مارتیں۔ مگر رفاقت صاحب کے سامنے وہ ان کی چہیتیوں کو ہاتھ لگانے کی غلطی نہیں کرتی تھیں۔

چھوٹی ہو ابھی چھوٹی بن کر رہو۔ بڑوں کے معاملات میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اٹھو۔ چائے بنا کر لاؤ۔ پڑھ تو رہی ہو نہیں" تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے فورا منظر سے ہٹایا۔ بہت سے خدشے ان کے دل میں بھی تھے۔

مگر وہ کسی کے سامنے اظہار نہیں کرنا چاہتی تھیں۔ ابھی دو اور بیٹیوں کو بھی بیاہنا تھا۔ کسی ایک کا بھی گھر اجڑتا اثر سبھی پر ہونا تھا۔

چھوٹے بڑے سے فرق نہیں پڑتا اماں۔۔ فرق صرف چیزوں، رویوں اور حالات کو سمجھنے میں ہے۔ آپ سمجھ کر بھی سمجھنا نہیں چاہ رہیں" رفاقت صاحب نے خاموشی سے منہا کی شکل دیکھی۔ وہ سادہ الفاظ میں بہت بڑی بات کہہ گئی تھی۔ شاید ان کے خدشات کو الفاظ دے دیئے تھے۔

چند کتابیں پڑھ کر آج کل کے بچے بڑوں کے مقابلے پر اتر آتے ہیں۔ ارے جاؤ بی بی کام کرو" وہ ناک پر سے مکھی اڑانے کے انداز میں بولیں۔

کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہی" اسکے جاتے ہی رفاقت صاحب نے تائید کی۔"

آپ ایسے ہی پریشان ہو رہے ہیں۔ کل شام میں میری بات ہوئی تھی نواہ سے۔۔ یہ چپ کرتی تو میں آپ کو کچھ بتاتی نا۔۔ ماشاء اللہ ٹھیک ہے۔ خوش ہے اپنے گھر۔ اور روز روز بلا کر ہم نے کیا کر لینا

ہے۔اچھاہے اپنے گھر کو سمجھے۔گھر والوں کے ساتھ وقت گزارے۔اب وہی اس کا گھر ہے" ان کی بات پر رفاقت صاحب نے چونک کر فرحانہ کی شکل دیکھی۔

"میرے گھر کے دروازے ہمیشہ میری بیٹیوں کے لئے کھلے ہیں۔ان کا ایک نہیں دو گھر ہیں۔یابات آپ بھی اپنے ذہن میں بٹھالیں اور میری بیٹیوں کو بھی اچھی طرح سمجھادیں۔میں ان کے ساتھ کبھی کوئی ناانصافی برداشت نہیں کروں گا۔وہ چاہے میرے گھر سے کوئی کرے یا ان کے اس گھر سے جو بقول آپ کے ان کا اصل گھر ہے۔" ان کے مبہم انداز میں کہی جانے والی وارننگ انہیں بخوبی سمجھ آگئی تھی۔

"یہ فرسودہ باتیں ان کے ذہن میں بٹھا کر ان کی شخصیت مسخ مت کریں کہ وہ شادی کے بعد کسی بھی طرح کا ظلم اور ناانصافی سہیں۔کچھ بھی غلط ہو گا میں سیکنڈ سے پہلے انہیں اس گھر میں لانے میں دیر نہیں کروں گا۔" آج بہت واضح الفاظ میں وہ فرحانہ کو بہت کچھ سمجھا گئے۔

"اپنی بیٹیوں کو اعتماد دیں۔انہیں خوفزدہ مت کریں کہ وہ ان چاہے رشتے بچانے کے چکر میں اپنی زندگی برباد کرلیں۔معاشرے نے جن زنجیروں میں قید کردیا ہے انہیں توڑنا بے حد ضروری ہے۔ خاص کر اس صنف کے لئے جس نے ایک نسل پروان چڑھانی ہے۔جو خود ہی معاشرے کی

ناانصافیوں کی ستائی ہوئی ہو۔ ہم کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ منتشر ذہن کے ساتھ بہترین نسل معاشرے کو دے گی۔ یہ ہماری کوتاہیاں ہیں کہ ہم بیٹیوں کو ہر چیز برداشت کرنے کا کہتے ہیں۔ کیا میں نے کبھی آپ سے کہا کہ میری ہر غلط صحیح برداشت کریں۔ جب آپ نے ایسا نہیں کیا تو میری بیٹیوں کو یہ ترغیب مت دیں۔ کسی کی قسمت کا اثر دوسرے کی قسمت پر نہیں ہوتا۔ جس کی قسمت میں جو ہوتا ہے اسے وہی ملتا ہے۔ باقیوں کی زندگی بچانے کے لئے میں اپنی ایک اولاد کے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتا۔ ماں باپ کو بھی اولاد کے معاملے میں اتنا ہی حساب دینا ہے جتنا اولاد کو والدین کے معاملے میں۔

نواہ سے رابطے میں رہیں۔ کوئی بھی اونچ نیچ ہو۔ آپ نے مجھ سے نہیں چھپانا۔ اللہ کرے کہ کبھی اسے تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے مگر حقیقت سے نظریں چرانا بھی ٹھیک نہیں ہوتا۔" وہ بڑے واضح الفاظ میں وہ سب کہہ گئے جو وہ کچھ دنوں سے ان سے کہنا چاہتے تھے۔

باپ جتنا بھی بیٹی کے نزدیک ہو شادی کے بعد بہت سی باتیں وہ ماں سے ہی کرتی ہے۔ اسی لئے وہ خود سے نواہ سے بہت کچھ پوچھ نہیں سکتے تھے۔

ابا اور اماں عمرے پر جارہے ہیں" وہ ٹی وی مگن تھا جب نواہ نے اسے مطلع کیا۔ اس کی بات کا فقط "ہمم؛ سے جواب دیا۔

میں۔ میں چاہ رہی تھی کہ میں ایک رات ان کے پاس رہ لیتی" ولیمے کے بعد سے پھر کبھی " نوشیرواں نے اسے اس کے میکے میں رات نہیں گزارنے دیا تھا۔

چند گھنٹوں کے لئے جاتی۔ کبھی وہ ساتھ ہوتا کبھی وہ اکیلی جاتی۔

اللہ کے گھر جارہے ہیں۔ اللہ کے پاس نہیں جارہے جو تمہیں ان کے ساتھ رات گزارنی ہے۔ آ ہی " جائیں گے آخر" کس قدر سفاکی سے اس نے نواہ کے ماں باپ کے بارے میں اتنی بڑی بات کی تھی۔

وہ بڑی مشکل سے ضبط کر کے رہ گئ۔

ابھی کل ہی تو فرحانہ نے اسے بتا کر بڑی آس سے پوچھا تھا کہ ایک رات رہ لو۔

اماں چاہ رہیں تھیں کہ اگر" اس نے اپنی طرف سے ایک اور کوشش کی۔ اب کی بار وہ سیدھا ہو کر " رخ اسکی جانب کر کے بیٹھا جو بیڈ پر تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھی تھی۔

ساری زندگی تمہارے ماں باپ کا دل نہیں بھرا تمہیں ساتھ رکھ کر جو اب پھر انہیں مصیبت ہے کہ " تم وہاں جاؤ۔ تمہاری ماں جیسی ہی مائیں ہوتیں ہیں جو بیٹیوں کے گھر نہیں بسنے دیتیں۔ جاؤ دفع ہو جاؤ۔

مگر یاد رکھنا اگر تم گئیں تو واپس اس گھر میں دوبارہ نہیں آؤ گی۔ آوارہ عورت" وہ کس قدر غلیظ زبان استعمال کر جاتا تھا اسے احساس بھی نہیں ہوتا تھا۔

نواہ بمشکل آنسو پی کر رہ گئ۔ اتنا کچھ سننے کے بعد اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ اپنی خواہش پوری کر سکتی۔

اب یہ ٹسوے کیوں بہا رہی ہو۔ گم کرو اپنی شکل" وہ پھر سے دھاڑا۔ نواہ فوراً ڈریسنگ روم میں گم" ہو گئ۔ ایک یہی اس کی جائے پناہ تھی۔

اگلے دن صبح اس نے بجھے دل سے فرحانہ کو فون کیا۔

اماں میں شام میں کچھ دیر کے لئے آؤں گی آپ سے اور ابا سے ملنے۔" لہجے کو بشاش رکھنے کی پوری" کوشش کی۔

رات نہیں رکو گی" ان کی بات سن کر اس کا دل کر لا یا۔"

کل رات آنٹی کی ایک فرینڈ کی طرف جانا ہے۔ آپ۔۔ آپ آجائیں گی تو پھر آؤں گی رہنے۔""
آنکھوں سے آنسو رواں تھے مگر لہجے کو ہموار رکھنے کی کوشش کی۔

اللہ تمہیں خوش رکھے۔ میں تمہارے لئے بہت دعا کروں گی نواہ" ماں تھیں اسکے لہجے کا درد کیسے نہ" جانتیں۔ بمشکل اس کی شادی کو ایک ماہ ہوا تھا۔ وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھیں کہ وہ کس کرب سے گزر رہی ہے۔

ائیر پورٹ تک تو تم چلتیں" شام میں ان سے ملنے کے بعد دو گھنٹے بعد ہی وہ جانے کو تیار کھڑی تھی۔ " نوشیر واں ہمیشہ کی طرح وہ اکھڑا سا بیٹھا بس نواہ کو گھورے جا رہا تھا۔

حنزل نے نوٹ کیا تھا کہ نوشیر واں تو نوشیر واں مگر نواہ بھی اس سے بہت اکھڑی اکھڑی ملی تھی۔

جب آئیں گے تب آؤں گی" فروا کی بات پر اس نے سہولت سے ٹالا۔ "

بہت ہی بے وفا ہو گئی ہو تم" فروا نے خفگی سے اسے دیکھا۔ نوشیر واں کو یہ التفات ایک آنکھ نہیں بھا" رہے تھے۔

ارے نہیں۔" محبت سے بہن کو خود سے لپٹایا۔ "

بھئی اب آپ لوگ قسم توڑ دیں اپنی اور آجائیں ہماری طرف" فروا نے اپنی طرف سے خوشدلی سے" نوشیر واں کو مخاطب کیا۔

آپ کی بہن ہی شاید مجھے لانا نہیں چاہتی آپ کی طرف۔ میں تو بہت بار کہہ چکا ہوں" جس چالاکی سے اس نے نواہ کو پھنسایا وہ گنگ رہ گئ۔

ارے نواہ" فروا نے بھی حیرت سے اسے دیکھا۔"

نہیں آپا ایسی کوئ بات نہیں۔ ہم آئیں گے" وہ گڑبڑا گئ۔ اپنی ماں کی طرح وہ بھی کس قدر جھوٹا اور منافق تھا۔ نواہ کا دل جل کر رہ گیا۔

بہت بے چاری زندگی ہو گئ ہے تمہاری تو میرے ساتھ۔ کس قدر بے چارگی طاری رکھتی ہو تم۔" تمہارے چہرے سے ہی لگ رہا تھا کس قدر مارے باندھے بیٹھی تھیں تم وہاں۔ میری موجودگی کے باعث ایسا تھا نا۔۔ بولو" گاڑی میں بیٹھتے ہی وہ اس پر برس پڑا تھا۔

ایسا کچھ نہیں ہے" وہ پہلے ہی اپنے ماں باپ کے جانے سے افسردہ تھی اس وقت اس سے کوئ لڑائ" مول نہیں لینا چاہتی تھی۔

ایسا ہی ہے اور۔۔ وہ تمہارا کمینہ بہنوئ۔ کس قدر غور سے تمہیں دیکھ رہا تھا۔" اس کی بات پر نواہ نے" بے بسی سے لب بھینچے۔ حالانکہ جس قدر روڈ انداز میں اس نے حنزل کے " کیسی ہو" کا جواب دیا تھا اور اس کے چہرے پر حیرانگی اترتی دیکھتی تھی یہ وہی جانتی تھی اس کا دل کیسے خون کے آنسو رویا تھا۔

وہ سبھی اس کی بے حد عزت کرتے تھے مگر آج اسے حنزل سے بدتمیزی کرنی پڑی تھی۔

سامعہ کے رشتے والے کل آئیں گے؟" وہ یکدم بات بدل گئی اس کی بہن کا ذکر لے آئی۔"

کیوں تم نے اپنا رشتہ کروانا ہے کیا سامعہ کی جگہ۔ میرے ساتھ تو تم ویسے بھی خوش نہیں۔ ہر وقت" منہ پر بارہ بجائے پھرتی ہو۔ سبھی کو بتاتی پھرتی ہو کہ میں ظالم ہو۔ پاگل ہوں جو تمہارے پلے پڑ گیا"

نواہ نے خاموشی سے منہ کھڑکی کی جانب کر لیا۔ وہ کچھ بھی کہتی نوشیرواں جب تک مغلظات بک کر اپنا دل ہلکانہ کر لیتا اسے سکون نہیں آتا تھا یہ احساس کئے بنا کہ اس کے الفاظ نواہ کی روح کو کس طرح گھائل کر رہے ہیں۔

دل کیا کوئی ایسا ہو جس کے پاس جا کر وہ چھپ جائے۔

ابھی ماں سے ملتے جو نصیحتیں انہوں نے کی۔ کسی سے کچھ کہنے کی اس کی ہمت وہیں دم توڑ گئی۔

دیکھو بیٹے شادی کے بعد بہت کچھ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ صرف اپنے لئے نہیں کبھی کبھی اپنے ساتھ" جڑے رشتوں کے لئے۔ مجھ اندازہ ہے تمہیں انہیں سمجھنے میں اور ان لوگوں کو تمہیں سمجھنے میں کچھ وقت لگے گا۔ مگر تم ہمت سے یہ وقت گزار لو گی۔ اس معاشرے میں شادی شدہ بیٹی اگر گھر بٹھالی جائے اور خاص کر وہ جو ایک ماہ کی بیاہی ہو تو تم جانتی ہی ہو کہ یہ معاشرہ صرف اس لڑکی کو نہیں اس کی

سبھی بہنوں کو غلط سمجھتا ہے۔ مرد کا کچھ نہیں جاتا قصور عورت کے کھاتے میں آتا ہے چاہے قصور مرد کا ہو۔ وہ جیسا تمہیں کہتا ہے تم ویسے کرو۔ دیکھنا پھر ایک وقت آئے گا۔ جیسا تم چاہو گی وہ ویسا کرے گا" فرحانہ کی باتیں سن کر وہ بس خاموشی سے انہیں دیکھتی رہ گئی۔

آہ یہ معاشرہ" وہ فقط یہی سوچ سکی۔"

تم جانتی تو ہو میں نے دوبارہ ایسی کوئی کوشش نہیں کی" نادرہ کی آواز ڈرائینگ روم سے آئی۔ "کچھ دیر پہلے ہی ان کی کوئی دوست آئیں تھیں۔ وہ بہت کم ان کی دوستوں سے ملتی تھی۔ اور نادرہ کو بھی اسے کسی سے ملوانے کا کوئی خاص شوق نہیں تھا۔

عجب روکھے لوگ تھے۔

اسے اپنے گھر کا ماحول لمحہ لمحہ یاد آتا تھا جہاں ہر کوئی ایک دوسرے کی فکر میں غلطاں رہتا تھا۔

لیکن تمہیں چاہیئے کہ دوبارہ اسے کسی ڈاکٹر کو دکھاؤ" وہ لوازمات کی ٹرالی پہلے ہی ڈرائینگ روم میں بھجوا چکی تھی اس وقت اس کا ارادہ لان کی بیک سائیڈ پر جانے کا تھا۔ مگر ان کے مابین ہوتی گفتگو وہ ناچاہتے ہوئے بھی سننے پر مجبور ہو گئی۔

نہیں بھئی۔ تمہیں پتہ تو ہے نوشیرواں بچپن سے ہی کتنا ایگریسیو تھا۔ اور اب اس منحوس لڑکی کی بے وفائی نے تو بالکل ہی میرے بیٹے کو توڑ دیا ہے۔ پہلے بھی جب اسکا علاج کروانا چاہا وہ ایسا ہتھے سے اکھڑا کہ گھر ہی چھوڑ کر نکل گیا۔ کتنے واسطے دے کر میں اسے واپس لائی تھی۔ اب میں ایسا رسک نہیں لے سکتی۔ وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گا۔" نواہ ان کی گفتگو سن کر بری طرح چونکی۔

مگر اب اس کی بیوی بھی ہے۔ اور نوشیرواں کی جو حالت ہم دیکھ چکے ہیں۔ میرا نہیں خیال تمہاری بہو اس کے عتاب سے بچتی ہو گی" ان خاتون کی بات پر نواہ کی آنکھوں میں آنسو بھرنے لگے۔

تم ایسا کرو اسکی رپورٹس مجھے دو میں کسی اچھے سائیکیٹریسٹ سے بات کرتی ہوں۔ ایسا کب تک چلے گا۔ تمہیں اس معصوم پر رحم نہیں آتا۔ تمہاری اپنی بھی بیٹی ہے نادرہ" نجانے وہ کون تھیں اس کی اس قدر ہمدرد۔ ایسے ظالموں میں بھی کوئی اس کے لئے آواز اٹھانے والا تھا۔

تم کیا چاہتی ہو میں ایک اور لڑکی کے لئے پھر سے اپنے بیٹے کو کھو دوں" کس قدر سفاکی سے وہ" بولیں۔

اچھا رپورٹس تو دکھا دو۔ پھر کچھ دیکھتے ہیں" وہ بھی شاید ٹلنے والی نہیں تھیں۔ یا شاید اللہ نے اسکے" لئے کوئی رحمت کا فرشتہ بنا کر انہیں بھیجا تھا۔

نوشیرواں کے روم میں اسکے لاک میں ہیں۔ ابھی تو وہ مال پر گیا ہے رات میں واپس آئے گا تو" نکالوں گی۔ وہ لاک لگا کے جاتا ہے" انہوں نے گویا ہتھیار ڈالتے ہوئے کہا۔

چلو یہ تو اچھا ہے کہ وہ مال جانے لگا ہے۔ شاید اپنی ذمہ داریاں سنبھالے تو بہتر ہو جائے۔ گارمنٹس" والے پلازہ میں بیٹھتا ہے وہ؟" وہ مزید نادرہ سے سوال کرنے لگیں۔ نواہ کے لئے مزید کوئی دلچسپی کی بات نہیں تھی۔ کچھ سوچتے وہ تیزی سے واپس اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔

کچھ دن پہلے ہی اس نے دیکھا تھا کہ نوشیرواں الماری میں ایک دراز کو لاک لگا رہا تھا۔ اس نے یوں ہی اسے غور سے اس لاکر کی چابی ایک شرٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے دیکھا۔ پھر وہ یہ بات بھول بھی چکی تھی۔

اس وقت ان دونوں کی گفتگو سنتے اسے وہ چابی یاد آئی۔ دماغ میں تیزی سے کچھ پلین ترتیب دیتے وہ اس الماری کی جانب بڑھی۔ اسے یہ اطمینان تھا کہ نوشیرواں رات گیارہ بجے سے پہلے نہیں آئے گا۔

کمرے کا دروازہ لاک کر کے وہ الماری کی جانب بڑھی۔ اسی شرٹ میں ہاتھ مار کر دیکھا تو چابی موجود تھی۔ اسے نکالتے جیسے ہی دراز کا لاک گھمایا وہ دراز آرام سے کھل گیا۔

اس میں بہت سی فائیلیں رکھیں تھیں۔ نواہ نے ترتیب یاد رکھتے فائلوں کو دیکھنا شروع کیا۔ تیسری ہی فائل اس کی مطلوبہ فائل تھی۔ جس میں بہت سے ٹیسٹس اور رپورٹس موجود تھیں۔ اس نے وہ فائل نکالتے احتیاط سے دراز دوبارہ لاک کیا۔ چابی اسی شرٹ کی جیب میں دوبارہ رکھی۔

تیزی سے کچھ سوچتے وہ ڈریسنگ روم کی جانب بڑھی۔ چادر لیتے فائل کو اپنے بیگ میں رکھا۔ شکر تھا کہ بیگ کافی بڑا تھا جس میں فائل آرام سے آ گئ تھی۔

کچھ سوچتے اپنا موبائل اٹھایا۔ ایک نمبر پر میسج بھیجا جیسے ہی جواب آیا۔ اس نے دونوں میسجز کو ڈیلیٹ کر دیا۔

بیگ لئے کمرے سے باہر نکلی۔

کچن میں ملازمہ موجود تھی۔ اسے کچھ ہدایات دیتی۔ وہ ڈرائینگ روم کی جانب بڑھی جہاں ابھی بھی نادرہ اپنی دوست کے ساتھ موجود تھیں۔

آنٹی میں کچھ کام سے اپنی ایک دوست کی طرف جارہی ہوں اس نے ضروری بلایا ہے۔ ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤں" اس نے اس انداز میں بات کی کہ ان کے روکنے کا کوئی جواز نہیں تھا۔

ہاں چلی جاؤ کب تک آؤ گی؟" اپنی دوست کے سامنے کیسے اسے منع کرتیں۔"

بس ایک ڈیڑھ گھنٹے تک۔" کہتے ساتھ ہی وہ خدا حافظ کرتی ڈرائینگ روم سے باہر آئی۔"

ڈرائیور کو ایڈرس سمجھاتی وہ دل میں اللہ کا نام لیتی نکل پڑی۔

کچھ دیر پہلے ہی حنزل آفس سے آیا تھا۔ دونوں اس وقت شام کی چائے لان میں بیٹھے پی رہے تھے جب کچھ سوچتے فروا اس سے مخاطب ہوئی۔ "میں سوچ رہی تھی کہ اگر نواہ ہماری طرف نہیں آرہی تو ہم خود اس کی طرف چلے جائیں"۔ حنزل نے ایک نظر اس کی جانب دیکھ کر دوبارہ سے اپنی نظر ہاتھ میں پکڑی کتاب پر مبذول کی۔

میرا نہیں خیال اس کے شوہر کو ہمارا اس سے ملنا پسند ہے۔" حنزل کوئی بچہ نہ تھا جو نوشیرواں کی نظروں کی ناگواری جان نہ سکتا۔

اب اس کے شوہر کا منہ دیکھتے ہم اپنی بہن کو تو نہیں چھوڑ سکتے۔ کچھ لوگ ہوتے ہیں جو اتنے سوشل نہیں ہوتے۔ آہستہ آہستہ وہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔ ملیں جلیں گے تب ہی تو اجنبیت کی دیوار ختم ہو گی" وہ بھی اپنے تئیں ٹھیک کہہ رہی تھی۔

سوشل نہ ہونے میں اور کسی کو ناپسند کرنے میں بہت فرق ہوتا ہے۔ آپ سوشل نہ بھی ہوں مگر اتنی کرٹسی تو ہونی چاہئے کہ کسی کی بات کا جواب ہی ڈھنگ سے دے دیں۔ مگر اسے یہ بھی توفیق نہیں۔ ایسے بندے سے میں تو ہرگز بات چیت نہیں کر سکتا جو انتہائی روڈ ہو" حنزل نے صاف الفاظ میں اسے جتایا۔

میں تمہیں ملنے سے منع نہیں کر رہا۔ تمہیں جانا ہے تو میں تمہیں نواہ کی طرف ڈراپ کر دوں گا۔" لیکن میں اسکے شوہر سے نہیں ملوں گا۔ پتہ نہیں کیا سوچ کے ابی جان نے یہاں نواہ کا رشتہ کیا۔" جن دنوں نواہ کا رشتہ طے ہوا حنزل آفس کی جانب سے کورس کے سلسلے میں ملک سے باہر تھا۔ لہذا وہ اپنے طور پر کوئی چھان بین نہیں کروا سکا۔ جب واپس آیا تب اس کی شادی تیار تھی۔

اب ایسے تو مت کہیں۔ آپ بھی روایتی داماد بن رہے ہیں" وہ منہ بنا کر بولی اسے حنزل سے اتنے صاف انکار کی توقع نہیں تھی۔

بات روایتی پن دکھانے کی نہیں۔ تم اب یہ زیادتی کر رہی ہو" حنزل بھی برا مانتے بولا۔"

آئی نو کے آپ ایسے نہیں اسی لئے تو آپ سے یہ کہا تھا" وہ لاڈ سے بولی۔"

تمہیں اپنی بات منوانے کے سارے گر آتے ہیں" آخر کار وہ ہار مانتے ہوئے بولا۔"

یہ مان بھی تو آپ کا ہی دیا ہوا ہے۔ جہاں بات منوائی جا سکے وہیں انسان بات منواتا ہے" وہ محبت سے اسے دیکھتے بولی۔

آج سورج کہاں سے نکلا تھا۔ کچھ زیادہ تعریفیں نہیں ہو گئیں میری۔ یا کچھ اور بھی منوانا ہے" وہ اسے چھیڑنے والے انداز میں بولا۔ جانتا تھا وہ سیریس ہو جائے گی اور وہی ہوا۔

اب آپ زیادتی کر رہے ہیں۔ مجھے مطلبی کہہ رہے ہیں یا خوشامدی" وہ تیور بدلے اسے گھورنے لگی۔"

مذاق کیا تھا یار۔ تم سے مذاق نہ کروں تو کیا اب کیا محلے کی عورتوں سے مذاق کروں۔" اس کا لہجہ ہنوز شرارتی تھا۔

جب مر جاؤں گی تب اپنے شوق پوری کر لینا" وہ مذاق کو انتہائی غلط جانب لے گئ۔"

فروا۔ اسٹاپ اٹ یار" وہ فوراکتاب ایک جانب رکھتے خفگی سے اسے دیکھتے بولا۔"

بہت شوق ہے محلے کی عورتوں سے پینگیں بڑھانے کی۔ ہر بار یہی کہتے ہیں۔ کون ہے جسے تاڑ لیا ہے" محلے میں" چائے کا کپ سامنے موجود ٹیبل پر رکھے وہ تو اس سے دو دو ہاتھ کرنے کو تیار کھڑی تھی۔

حنزل کی نادیدہ گرل فرینڈ سے اسے کی جیلیسی حنزل کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئ۔

حد ہے یار کوئ نہیں ہے۔ معاف کرو مجھے جو تم سے مذاق کیا" دونوں ہاتھ جوڑتے وہ ہنستے ہوئے بولا۔"

نہیں نہیں آج بتا ہی دیں۔ میں اس کا قصہ ختم کر کے آؤں" حنزل نے بے اختیار ہنستے ہوئے اسے" ساتھ لگایا۔

اتنا سا دل ہے تمہارا۔ سچ میں کوئ نہیں ہے۔ دیکھوں گا بھی تو کیا محلے میں دیکھوں گا تا کہ تمہیں" شک ہو جائے" وہ بھی کہاں باز آنے والا تھا۔

حنزل" وہ دانت پیستے اسکے حصار سے نکلتی اسکے بازو پر مکے برسانے لگی۔ جسے وہ ہنستے ہوئے سہہ رہا تھا" کہ اسکے نازک ہاتھوں کے مکے اسکے کسرتی بازو کو رتی برابر نقصان نہیں دے رہے تھے۔

مشورے جناب دوسری شادی کے دیتی ہیں اور ہمت اتنی سی ہے کہ کسی کا نام میرے ساتھ برداشت نہیں" اسکے ہاتھ تھامتے اس کے ماتھ کو ہولے سے چھوتے ہوئے بولا۔

وہ کوئی اور وجہ سے برداشت کروں گی" وہ منہ لٹکا کر بولی۔"

اور جو مجھے اس دوسری سے پیار ہو گیا پھر۔۔۔" حنزل نے ساتھ لگی فرواکے گرد بازو حمائل کرتے اسے اپنے حصار میں گویا قید کیا۔

محبت بس مجھ سے ہی کرنا۔پیار بے شک اس سے کر لینا۔ محبت نہیں کرنا" اسکی منطق پر وہ مسکرائے" بغیر نہ رہ سکا۔

کچھ ہی دیر میں وہ اپنی دوست کے گھر موجود تھی۔

جناب نے کیسے آج اپنے درشن کروادیئے۔ میں تو سمجھی تھی میاں کو پیاری ہو گئیں" زریں محبت" سے ملتے ہوئے بولی۔

بس یار۔ کچھ کام کے سلسلے میں آئی ہوں۔ پہلے مجھے بتاؤ تمہارا ایک اسکینر ہوتا تھا وہ چل رہا ہے؟""" یونیورسٹی کے دنوں میں وہ اکثر زریں کے گھر آتی تھی۔ حالانکہ دونوں کے سبجیکٹ الگ تھے۔ وہ ایم

بی اے کر رہی تھی اور زرین سائیکاٹرسٹ بن رہی تھی۔ مگر فیملی فرینڈ ہونے کی وجہ سے زریں سے اس کی بہت دوستی تھی۔ گھروں میں آنا جانا تھا۔ اس کے پاس اسکینز ہونے کی وجہ سے بھی وہ اکثر کچھ نہ کچھ اسکین کروانے اس کے گھر آتی رہی تھی۔

ہاں جی میری یاد کام کے ہی سلسلے میں آنی تھی" وہ لطیف سا طنز کرتے بولی۔"

خیر بیٹھو۔ آج کیا اسکین کروانا ہے؟" اسے بیگ سے فائل نکالتے دیکھ کر بولی۔"

اسکین بھی کروانا ہے اور تم سے یہ کیس ڈسکس بھی کرنا ہے۔" وہ اسے وضاحت دیتے بولی۔"

ہمم۔ دکھاؤ۔ ایک منٹ میں چائے کا کہہ آؤں پھر دیکھتی ہوں" وہ اٹھنے لگی جب نواہ نے اس کا ہاتھ" تھام کر روکا۔

آج نہیں پھر کبھی چائے پیوں گی۔ بس تم اس کو دیکھو۔ مجھے جلدی جانا ہے" اسے سہولت سے منع" کیا۔

اچھا کوئی تکلف نہیں کرتی۔ صرف چائے کا کہہ آتی ہوں" اس کے زبردستی کرنے پر آخر نواہ کو" خاموش ہونا پڑا۔

کچھ ہی دیر میں وہ واپس ڈرائینگ روم میں آئی۔ فائل ہاتھ میں لیتے ایک ایک صفحہ کو پڑھا۔

یہ کس بندے کی ہے؟" آخر اسے پوچھنا پڑا۔"

میرے شوہر کی" نواہ کی بات پر وہ لمحہ بھر کو کچھ بول ہی نہ سکی۔ بس حیرت زدہ آنکھوں سے اس" بہادر لڑکی کو دیکھا۔ ایک ماہ پہلے ہی تو اس کی شادی اٹینڈ کی تھی۔

وہ تمہیں ٹارچر کرتا ہے؟" اگلا سوال بہت تکلیف دہ تھا نواہ جانتی تھی۔ اسی لئے خود کو سارے راستے" تیار کر کے لائی تھی۔

آہستہ سے سر اثبات میں ہلایا۔ زریں لب بھینچ کر رہ گئی۔

انکل آنٹی یا گھر میں کسی اور کو پتہ ہے؟" وہ جان گئی تھی کہ دھوکا دے کر یہ شادی کی گئی ہے۔"

نہیں اور پلیز تم بھی ابھی کسی کو کچھ مت بتانا۔ اماں کو اتنا اندازہ تو ہو گیا ہے کہ نوشیرواں ڈومینیٹنگ" مرد ہے مگر میں اتنی بڑی بات ابھی انہیں نہیں بتا سکی کہ ہمارے ساتھ دھوکہ ہوا ہے۔ کیا تم مجھے بتا سکتی ہو کہ یہ کون سا سائیکی ڈس اوڈر ہے کہ جس میں ایک ایسے بندے کو ٹارچر کیا جائے جس کا ایسے شخص کے ماضی سے کوئی لینا دینا نہیں۔" وہ اب کھل کر اس سے بات کر رہی تھی۔

رپورٹس کے مطابق یہ تمہارے شوہر کی اس کی منکوحہ سے بے وفائی کے نتیجے میں سب ہوا۔ لیکن" اس طرح کے ڈس اوڈرز ایکدم وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ تمہارے شوہر یا تو سیڈیسٹ ہے یا سائیکو

پیتھ۔ کیا وہ تمہارے ساتھ زیادتی کے بعد نادم ہوتا ہے" وہ تفصیل سے بتاتے پھر سے ایک اور سوال کر گئی۔

نہیں کبھی نہیں۔۔ ایسا لگتا ہے کہ اس کے نزدیک میں انسان ہی نہیں جسے تکلیف بھی ہو سکتی ہے۔" وہ بس لاپرواہ سا ہو جاتا ہے جیسے۔۔ جیسے میں اس کی زندگی میں ہوں ہی نہیں۔ یا میری کوئی حیثیت نہیں" اس کی بات پر زریں نے ایک گہرا سانس لیا۔

انفیکٹ سائکوپیتھ اور سیڈیسٹ میں یہی ایک فرق ہے۔ دونوں بے ضرر لوگوں کو تکلیف دیتے" ہیں۔ ان کے لئے ان کی خوشی دوسروں کو تکلیف دینے میں ہوتی ہے۔ اور خاص کر وہ جس کا ان کے کسی مسئلے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ سیڈیسٹ عموما اپنے اس پیک لیول سے جب باہر آتے ہیں تو دوسروں کو دی جانے والی تکلیف پر نادم ہوتے ہیں اور معذرت بھی کرتے ہیں۔ لیکن سائیکوپیتھ کسی کی تکلیف کو محسوس نہیں کرتے۔ نہ ہی وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ وہ حق سمجھ کر کرتے ہیں۔ اور اس کی منکوحہ کا واقعہ اسے صرف ٹریگر کیا ہے۔ اس کے اندر یہ سب بہت پہلے سے چل رہا تھا۔ عموما ایسے لوگ بہت ایگریسیو اور کچھ کیسز میں اینٹی سوشل ہوتے ہیں۔ مگر وہ خود کو چھپا کر دوسروں کے سامنے نارمل نظر آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور جب کوئی ان سے ان کے اس مسئلے کا ذکر کرتا ہے تو وہ

انکاری ہو جاتے ہیں کہ ان کے ساتھ ایسا کوئی ذہنی مسئلہ ہے۔ کیا تمہارا شوہر بھی ایسے ہی ری ایکٹ کرتا ہے" اسکے بیان کرتے نواہ کو ایسا ہی لگا جیسے وہ نوشیرواں کو بیان کر رہی ہو۔

ہاں بالکل میرے سامنے ایک ہی بار یہ بات ہوئی اور وہ تو ہتھے سے اکھڑ گیا۔ تم بتاؤ اس کا کیا علاج ہے؟" اس کی بات پر زریں چند لمحے خاموش رہی۔

دیکھو سائیکو پیتھس کے لئے کوئی خاص دوائی موجود نہیں ہے۔ ہاں ٹریٹمنٹ اور تھیریپی سے وہ" نارمل لاف گزار سکتے ہیں اگر ان کے ارد گرد موجود سب لوگ ایفرٹ کریں۔ کسی ایک کی کوشش سے ایسا ممکن نہیں ہو گا۔ اور سب سے بڑھ کر تمہارے شوہر کی خواہش درکار ہے۔ جو خود کو سائیکو کبھی نہیں مانے گا۔ لیکن تمہارے سسرال کی مدد سے اگر اسے زیادہ سے زیادہ فیملی کے ساتھ انگیج کیا جائے اور تمہارے ساتھ اس کے سلوک کو ڈس کرج کیا جائے۔ احساس دلایا جائے کہ جن پر وہ تشدد کر رہا ہے وہ بھی انسان ہیں۔ میڈیٹیشن ایک اہم تھیریپی ہے۔" زریں نے اسے کسی جھوٹی آس میں نہیں رکھا۔

چلو تم یہ پیپرز اسکین کر کے اپنے پاس رکھ لو۔ میں پھر تم سے بات کروں گی" گھڑی پر وقت دیکھتی" وہ اٹھی۔ گھنٹے سے اوپر ہونے والا تھا۔

ایک بات کہوں ابھی اتنا وقت نہیں گزرا۔ تم کیوں اپنی زندگی ایسے شخص کے ساتھ برباد کر رہی ہو؟" اسکی محبت پر وہ ہولے سے مسکرائی۔

ہمارے معاشرے میں جہاں زیادہ بیٹیاں ہوں وہاں ہر بیٹی کی زندگی دوسری بیٹی پر اثر کرتی ہے۔" کبھی کبھی کچھ چیزیں اپنے پیاروں کے لئے برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ ہو سکتا ہے میرے اس صبر کا بہتر نتیجہ نکلے۔" زریں اس کی ہمت پر فقط حسرت سے اسے دیکھ کر رہ گئی۔ کچھ جھوٹ بھی تو نہیں کہا تھا اس نے۔

نجانے کتنے سالوں سے ہم اسلام کی روش سے ہٹ کر معاشرے کی ان فرسودہ رسموں کی نذر کر کے اپنی زندگیوں کو برباد کر رہے ہیں جن کا تصور بھی کبھی اسلامی معاشرہ میں نہیں تھا۔

کہاں گئیں تھیں تم آج" وہ ابھی نماز پڑھ کر فارغ ہوئی تھی جب وہ کمرے میں آتے ہوئے گھڑی سائیڈ ٹیبل پر رکھتے انتہائی سنجیدہ اور روکھے لہجے میں استفسار کرنے لگا۔ جاء نماز ریک میں رکھتا اس کا ہاتھ پل بھر کو تھما۔

آنٹی سے پوچھ کر ہی گئی تھی۔ کیا انہوں نے یہ نہیں بتایا" جاء نماز رکھ کر وہ بھی سنجیدہ مگر جتاتے لہجے میں بولی۔

پڑھی لکھی ہو تو یہ سمجھتی ہو کہ ہر بار تم مجھے لاجواب کر دو گی۔ مجھے نیچا دکھاؤ گی" ایک سادی سی بات کو وہ پھر سے غلط رخ پر لے جانے لگا۔

مجھے نہ تو آپ کو نیچا دکھانا ہے نہ پڑھائی کا رعب جمانا ہے۔ میں اپنی ایک دوست کی طرف گئی تھی۔ " اگر آپ کو مجھ پر یقین نہیں تو میرے موبائل پر زریں کے نام سے نمبر سیو ہے۔ آپ اسے فون کر کے پوچھ سکتے ہیں کہ کیا آج میں اسی کے گھر گئی تھی یا نہیں" بیڈ پر رکھا موبائل ہاتھ میں پکڑ کر وہ اسکے سامنے رکتے ہوئے بولی۔ شفاف چہرہ۔ جس کے گرد دوپٹہ لپٹا ہوا تھا۔ نوشیرواں نے یکدم اسکے چہرے سے نظریں پھیریں۔ نجانے کیوں دل کو کچھ ہوا۔

ٹھیک ہے۔ لیکن اپنی دوستیوں کو کم کرو۔ مجھے یہ فضول کا میل ملاپ پسند نہیں" لہجہ تھوڑا سا دھیما پڑا۔ نواہ جو اس سے مزید کسی تلخ بات کی توقع کر رہی تھی۔ چونکی۔ شاید برف پگھلنے کا عمل شروع ہو چکا تھا۔

میں سوچ رہی تھی کہ کل گھر سے ہو آؤں اگر آپ اجازت دیں تو۔ بھائی اور دونوں چھوٹی اکیلی ہوں گی" اسکے دھیمے پڑنے پر اسے تھوڑی تقویت ملی۔ وہ جو بیڈ پر بیٹھا اپنے موبائل میں مصروف تھا یا اسے اگنور کر رہا تھا اسے سمجھ نہیں آسکی۔ اسکے قریب بیٹھ کر اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے آرام سے بولی۔

چھوٹے بچے تو نہیں ہیں وہ جن کا خیال رکھنے تم جاؤ۔ اپنے گھر میں سکون نہیں تمہیں۔ وہیں آئے" دن جانا تھا تو شادی کیوں کی تمہارے ماں باپ نے۔" اس کا ہاتھ جھٹک کر وہ ترشی سے بولا۔

نواہ لب بھینچ کر اٹھ گئی۔ مزید بات کرنی بے کار تھی ایسے شخص سے۔ جانتی تھی اسے اپنی تلخی کا رتی بھر بھی گلٹ نہیں ہو گا۔ وہ بھی سر جھٹک کر پھر سے موبائل میں مصروف ہو گیا۔

وہ اپنی جانب آکر ابھی تکیہ ٹھیک کر رہی تھی کہ اس کا موبائل بجنے لگا۔

اس سے پہلے کے نوشیرواں کے قریب رکھا موبائل وہ اٹھاتی اس سے پہلے وہ اس کے موبائل کو ہاتھ میں پکڑ کر کال کرنے والے کا نام دیکھنے لگا۔

فروا آپی کا نام دیکھنے کے بعد اس نے وقت دیکھا۔ ساڑھے دس بج چکے تھے۔

اتنے مینرز بھی نہیں تمہاری بہنوں کو کہ شادی شدہ بہن کو رات کے اس وقت فون نہیں کرتے۔ یہ" تو خود میریڈ ہے۔ اتنی عقل تو اسے ہونی چاہئے۔" موبائل اسکے سامنے پھینکتے وہ غصے سے بولا۔

نواہ کو سمجھ نہیں آئی اٹھائے یا نہ اٹھائے۔ موبائل مسلسل بجتے دیکھ کر نوشیرواں نے گردن موڑ کر ایک نظر کشمکش کا شکار نواہ پر ڈالی۔

اٹھالو اب۔ تمہاری ہی طرح تمہاری بہنیں بھی ڈھیٹ ہیں۔ ہٹیں گی نہیں" نجانے اسکے گھر والوں کو" برا بھلا کہہ کر اسے کیا سکون ملتا تھا۔ نواہ نے ایک پر شکوہ نگاہ اس کے چہرے پر ڈال کر فون اٹھا لیا۔

ہیلو" اسکے ہیلو کہتے ہی فروا نے گویا سکون کا سانس لیا"

سوری یار اس وقت کال کر دی تمہیں" اسکی بات پر نجانے وہ کیوں چور سی بن گئی۔"

کوئی بات نہیں آپا۔ خیریت تھی" وہ آہستہ آواز میں بولی۔"

ہاں یار تم سے ملنے کا بہت دل کر رہا تھا۔ تم تو آؤ گی۔ نہیں سوچا میں خود آکر تم سے مل لوں" اسکی" بات پر نواہ کے تو ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ وہ ہرگز ہرگز اپنی بہن یا حنزل کی بے عزتی اپنے نیم پاگل شوہر کے ہاتھوں نہیں کروانا چاہتی تھی۔

ابھی کچھ دن میں بزی ہوں۔ پھر بتادوں گی تمہیں توپروگرام بنالینا" اس نے یکدم بات بناتے اسے" ٹالا۔

اوہ اچھا۔۔ خیر ہے کہیں ہنی مون کا پلین تو نہیں" وہ جو یکدم نواہ کے کہنے پر خاموش ہو گئ۔ کچھ" سوچتے اسے چھیڑنے والے انداز میں بولی۔

ہاں بس کچھ یہی سمجھ لو" اس جنگلی کے سامنے وہ کیسے اسے مزید کچھ کہتی نجانے خاموش بیٹھا کیا" نوٹ کررہاہو۔ اس وقت وہ مزید اسکی کوئ تلخ بات سننا نہیں چاہتی تھی۔

اچھا چلو ٹھیک ہے یار انجوائے۔ کرو۔ یہی تو دن ہوتے ہیں" وہ خوشدلی سے بولتی فون بند کر گئ۔"

کیا فرما رہی تھی؟" اسے فون بند کرتے اسے تیکھی نظروں سے دیکھتا بولا۔"

کچھ خاص نہیں بس خیر خیریت" تھوک نگلتی وہ سرسری سا لہجہ اپنا کر بولی۔"

مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے سمجھی تم" وہ یکدم بپھرا۔"

اس کی بات پر نواہ نے جن نظروں سے اسے دیکھا وہ اسے چپ کروا گئیں۔

مجھ سے ملنے کا اور اس گھر آنے کا کہہ رہی تھی۔ کیا کہتی اس کو کہ میرے شوہر کو میرا تم لوگوں سے" ملنا پسند نہیں ہے۔ خاص طور سے تمہارے شوہر کے بارے میں وہ مشکوک ہیں کہ وہ مجھ پر نظر رکھتے ہیں" استہزائیہ ہنستے وہ جس انداز میں بولی نوشیرواں نظریں چرانے پر مجبور ہو گیا۔

کچھ سمجھ نہ آئی تو غصے سے موبائل سائیڈ ٹیبل پر پٹخ کر ڈریسنگ روم کی جانب بڑھا۔

نواہ سر جھٹک کر کمفرٹر سر تک تان کر لیٹ گئ۔

یہ پہلی بار تھا کہ آج وہ اسے چپ کروانے میں کامیاب ہوئی تھی۔ ورنہ اسکی بات پر وہ بپھرے شیر کی طرح اس پر جھپٹ پڑتا تھا۔

ہو گئ تمہاری تسلی" اس کا لٹکا منہ دیکھ کر حنزل سمجھ گیا کہ اس نے اپنے گھر آنے سے منع کر دیا ہے۔"

نہیں وہ بس بزی ہے۔ ہنی مون پر جارہے ہیں وہ لوگ۔ اسی لئے منع کر دیا۔ جب آئے گی تب کا اس" نے کہا ہے کہ پلین بنالیں گے" اس کی بات پر حنزل مسکرائے بغیر نہ رہ سکا۔

تم اتنی بے وقوف کیوں ہو؟" بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگاتے شرارتی لہجے میں بولا۔ نظریں بھی" مسکرا رہی تھیں۔

اسی لئے کہ آپ حد سے زیادہ چالاک ہیں" وہ صاف سمجھ گئ تھی کہ وہ مذاق اڑا رہا ہے۔"

ہاہاہا۔۔ سمجھدار بھی کہا جاسکتا تھا۔" وہ بے ساختہ قہقہہ لگا کے بولا۔"

اس کا شوہر ہم سے اس کا ملنا پسند نہیں کرتا۔ تمہیں یہ بات اب سمجھ لینی چاہئے۔ اور بہتر ہے کہ نواہ" کو اس سب میں مت گھسیٹو۔ میں جانتا ہوں کہ وہ بھی مجبور ہوگی۔ اس معاشرے میں آدھی سے زیادہ شادیاں کمپرومائز پر گزرتی ہیں۔ اسے اپنے گھر میں سیٹ ہونے دو۔ وہ اپنے شوہر کے ساتھ اگر خوش ہے تو ہم کیوں اپنی وجہ سے اسکی زندگی خراب کریں۔" اس کے دونوں ہاتھ تھام کر وہ اسے سمجھانے والے انداز میں بولا۔

فروا نے ایک نظر اسے محبت بھرے چہرے پر ڈالی۔ کیا بتاتی اسے کہ جس خدشے کے سبب وہ بار بار اسی جانب لپکتی ہے وہ اسی کے شوہر کی محبت نہیں وہ وحشت ہے جس کا شکار اس کی معصوم بہن ہو گئ ہے۔

مجھے لگتا ہے ہم نے نواہ کے ساتھ زیادتی کر دی ہے" اسکی بات پر حنزل اب کی بار چونکا۔ یہ فکر عام" فکر نہیں تھی۔

کچھ کہا ہے نواہ نے تمہیں نوشیرواں کے بارے میں۔کیا وہ ٹھیک نہیں اس کے ساتھ؟" حنزل اسکی بہنوں کے لئے ہمیشہ اس سے کہیں زیادہ فکر مند رہتا تھا۔اسفند سے زیادہ وہ ان کا سگا بھائی لگتا تھا۔فروا جانتی تھی کہ اگر حنزل کو یا اسفند کو بھنک بھی پڑی کہ نواہ کا شوہر اس کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کرتا وہ دونوں تو ایک طوفان برپا کر دیں گے۔

نہیں بس۔عجیب روکھا سا ہے نا۔۔نواہ کتنی صلح جو سی ہے۔"وہ اسکی کھوجتی نظروں سے نظریں چرا کر بولی۔

فروا اگر نواہ نے کچھ بھی بتایا ہے تو تم مجھ سے شئیر کر سکتی ہو۔دیکھو اگر اسکی لائف میں ذرا سی بھی" کوئی گڑبڑ ہوئی تو تم اس میں قصوروار ٹھہرائی جاؤ گی۔کہ تم نے صحیح وقت پر کچھ کیوں نہیں بتایا۔اور ابی جان اگر تمہاری کسی کوتاہی کو معاف کر بھی دیں تو تم جانتی ہو۔ان چاروں کے لئے میں تمہاری کوئی کوتاہی معاف نہیں کروں گا" حنزل نے دوٹوک انداز میں کہا۔یہی مان تو تھا کہ وہ شادی کے بعد بھی کبھی اپنے پچھلوں کے لئے پرائی نہیں ہوئی تھی۔

خیر اب لیٹو۔اسفند کھانا لے گیا تھا؟" اسے سونے کی ہدایت کر تا وہ کچھ یاد آنے پر پوچھنے لگا۔"

جی" فروا ابھی بھی گومگوں کی کیفیت میں تھی۔"

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ اس کا بتانا اسکی زندگی خراب کردے گا یا اس کا نواہ کے حالات چھپانا۔

حالانکہ ولیمے کے بعد کبھی نواہ نے اسے کچھ نہیں بتایا تھا۔

مگر وہ اتنا ضرور سمجھ گئ تھی کہ نوشیرواں اسی فیصد ٹیپکل مردوں جیسی ذہنیت رکھنے والا ہے۔ جو عورت کو اپنی ملکیت سمجھتے ہیں۔

مگر وہ انجان تھی کہ وہ صرف ٹیپکل مرد ہی نہیں۔ ایک سائیکو مرد ہے۔

کیا میں آج آپ کے ساتھ واک پر جا سکتی ہوں" وہ روزانہ صبح جاگنگ پر جاتا تھا۔ آج نواہ کا بھی دل" کیا کہ اس کے ساتھ جائے۔

کچھ دنوں سے وہ محسوس کررہی تھی کہ وہ زیادہ تر خاموش رہنے لگا تھا۔ اسکے ساتھ الجھنا بھی کم ہو گیا تھا۔

اسے یہی لگا کہ شاید ک-چھ بہتری آرہی ہے۔

میں جاگنگ کروں گا تم وہاں کیا کرو گی" جاگرز کے لیسز بند کرتے وہ مصروف سے انداز میں بولا۔"

میں پودوں سے باتیں کرلوں گی۔ صبح کا یہ وقت انجوائے کرلوں گی۔ پرندوں کی چہچہاہٹ سن لوں گی" دوپٹہ اپنے گرد لپیٹتے، اپنے اسنکرز پہنتے وہ سرسری سا اسے اپنے ارادوں سے آگاہ کرنے لگی۔

نوشیرواں نے سیدھے ہوتے ایک نظر دوپٹے کے ہالے میں اس کے صبیح چہرے کو دیکھا۔یکدم نظریں چراتے وہ اٹھا۔

چلو" اپنی عادت کے برخلاف وہ اسے ساتھ آنے کی اجازت دے گیا۔وہ خوشی خوشی اسکے پیچھے چلنے لگی۔

پارک لاکر وہ واقعی اس سے ایسے الگ ہوا جیسے بھول گیا ہو کہ اس کے ساتھ کوئی آیا ہے۔پارک کے داخلی دروازے سے اندر آتے ہی وہ جاگنگ ٹریک کی جانب بڑھ گیا اور وہ درختوں کی جانب۔ صبح کا منظر اپنی پوری تازگی کے ساتھ جلوہ افروز تھا۔ ہرے بھرے درختوں کو دیکھتے نواہ کو لگا آنکھوں کے ذریعے اس کے اندر تک ٹھنڈک بھر گئی ہو۔ آتے وقت وہ تھوڑا سے کچے چاول ساتھ لے آئی تھی۔

ایک درخت کے قریب اس نے وہ چاول ڈالے۔ دیکھتے ہی دیکھتے ڈھیروں چڑیا اور کئی اور پرندے خوراک کی تلاش میں آگئے۔نواہ یہ منظر دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ اسے وقت گزرنے کا احساس ہی نہ ہوا۔

اس وقت چونکی جب پسینے میں شرابور نوشیرواں اس کے قریب کھڑا بڑے بڑے پانی کے گھونٹ بھر رہا تھا۔

ہوگیا تمہارا شوق پورا چلیں اب؟" اسکی جانب گردن موڑ کر دیکھا جو ابھی بھی درختوں اور پرندوں کو دیکھنے میں مگن تھی۔

کبھی کبھ کچھ واقعات ہماری زندگی میں ہمیں بہت کچھ احساس دلانے کے لئے ہوتے ہیں۔ جیسے آپ" کے ساتھ وہ واقعہ۔ آپ کو نہیں لگتا کہ وہ صرف ایک بھیانک خواب تھا۔ آپ کو اب اپنی زندگی کو موو آن کرنا چاہئے۔ کبھی کبھی ہماری خوشی دوسروں کی خوشی میں ہوتی ہے۔" وہ الجھ کر اسکی جانب دیکھنے لگا۔ جیسے سمجھ نہ پا رہا ہو کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔

جیسے ان پرندوں کو یہ دانا ڈال کر مجھے خوشی ملی۔ ویسے ہی آپ اپنی می کی خوشی میں کیوں خوشی" محسوس نہیں کرتے" اب کی بار وہ اسکے سامنے آئی۔ اسکی آنکھوں میں دیکھتے جیسے کوئی التجا، کوئی خواہش کا اظہار کر رہی ہو۔یں۔

جس لڑکی کے لئے آپ خود کو اور دوسروں کو تکلیف دے رہے ہیں وہ تو کب کی اس منظر سے آگے" بڑھ چکی ہے۔ مگر آپ نے خود کو اسی منظر میں قید کر لیا ہے۔ اپنے ارد گرد دیکھیں۔ شاید اس صبح کی

طرح آپ کی زندگی میں بھی ایک تازہ اور خوشگوار صبح آچکی ہے بس آپ کی آنکھوں کے سامنے کی دھند چھٹنے کی دیر ہے۔ منظر تو بڑا واضح ہے" اس کی بات کے برعکس نوشیرواں ک چہرے پر زلزلے کے آثار نمودار ہوئے۔

کیا میں نے تمہیں اجازت دی ہے کہ تم میرے ماضی کو یوں سرعام دہراؤ" دانت کچکچا کر وہ آنکھوں" میں شدید غصہ لئے بولا۔

آپ ٹھنڈے دماغ سے سوچیں تو۔ زندگی پر آپ کا بھی اتنا ہی حق ہے جتنا اس لڑکی کا۔۔۔" اس سے" پہلے کے اسکی بات پوری ہوتی وہ دبے دبے انداز میں چلاتے اسے خاموش کرواگیا۔

بس۔۔۔ واپس چلو"۔ غصے سے ایک نظر اسے دیکھتا وہ واپسی کی طرف قدم موڑ گیا۔ نواہ نے ایک" گہرا سانس بھرتے اسکے پیچھے قدم بڑھائے۔

بہت بہت مبارک ہو میری جان" وہ جو ماں کے بلاوے پر تھوڑی دیر پہلے ہی گھر آیا تھا۔ ان کا خوشی" سے جھلملاتا چہرہ دیکھ کر حیران ہوا۔ اس سے بڑھ کر ان کے الفاظ۔

کس بات کی مبارک" ایک نظر وہیں لاؤنج میں شرمائی سی نواہ کو دیکھ کر وہ اور بھی حیران ہوا۔ اس" کے اور اس کی ماں کے اتنے اچھے تعلقات نہیں تھے۔ کہ وہ یوں سکون سے اکٹھے بیٹھتیں۔ اس بات سے وہ بہت اچھی طرح آگاہ تھا۔

ارے تم باپ بننے والے ہو" اسکے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھامتیں وہ اسے شاک لگا گئیں۔"

میکانکی انداز میں حیران نظریں گھما کر اس نے نواہ کی جانب دیکھا۔ اس کا شرمایا انداز اب اس کی سمجھ میں آیا۔

بڑی مشکل سے خود کو کمپوز کر کے وہ ہلکا سا محض سر ہلا گیا۔

سامعہ بھی خوشی میں نجانے اسے کیا کہہ رہی تھی وہ کچھ سن نہیں پا رہا تھا۔

شام کی چائے پینے کے بعد وہ اسے باہر جانے کا کہہ کر چابی لئے گاڑی کی جانب بڑھا۔

کچھ دیر گاڑی میں بالکل خاموشی رہی۔ نواہ کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ خوش ہے یا نہیں۔

خود سے اسے اس بارے میں بات کرتے شرم بھی محسوس ہو رہی تھی۔

ہم کہاں جا رہے ہیں؟" آخر وہ سوال کئے بنا نہ رہی۔ کسی بات سے تو بات شروع کرنی تھی۔"

ڈاکٹر کے پاس" مختصر جواب نے نواہ کو حیران کیا۔کیا اسے یقین نہیں تھا۔"

لیکن کیوں؟"وہ حیرت سے بولی۔"

آئی ڈونٹ نیڈ اینی چائلڈ" اسکے جواب پر نواہ گنگ اسے دیکھنے لگی۔ جیسے جو اس نے کہا ہے وہ اسے" سمجھ نہیں آیا ہو۔

اس بات کا مقصد؟"خود پر ضبط کرتے اس نے ہمت مجتمع کرتے اس سے سوال کیا۔"

سمجھ آئی تمہیں۔مجھے کوئی بچہ نہیں چاہئے۔ سو ہم ابارشن کے لئے جا رہے ہیں"نواہ اتنی بڑی بات" اس کے اتنے آرام سے کہنے پر غائب دماغی سے اسکی جانب دیکھنے لگی جیسے بے یقین ہو کہ جو اس نے سنا ہے وہ غلط ہو۔

آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں"وہ بے بسی سے بولی۔"

جیسے ہم کرنے جا رہے ہیں"وہ اتنے ہی آرام سے بولا جیسے یہ کوئی بات نہ ہو۔"

میں ایسا کچھ نہیں کروں گی"ایک لمحہ بھی سوچے بنا وہ غصے سے بولی۔"

تم کرو گی۔۔اور اگر نہیں کرو گی تو میں تمہارا وہ حال کروں گا کہ تمہاری سوچ ہے۔"وہ غصے سے" دانت بھینچ کر بولا۔

کیوں کر رہے ہیں آپ ایسا ہماری اولاد ہے یہ "اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیسے اسے اس سب" سے روکے۔

قین نہیں ہے کہ یہ میری ہی اولاد ہے "اس کی بات سن کر نواہ کو لگا اس کی برداشت کی حد ختم مجھے ي" ہو گئی ہے۔

تو پھر آپ بھی کان کھول کر سن لیں میں ایسا ہرگز نہیں کروں گی "وہ پر عزم لہجے میں بولی۔"

اسکی بات پر یکدم اس نے گاڑی روکی۔نواہ نہیں جانتی تھی کہ اگلا قدم وہ اتنا بھیانک اٹھائے گا۔تیزی سے اسکی جانب کا دروازہ کھول کر اس نے اس قدر زور سے اسے دھکا دیا کہ نواہ اس سے پہلے کہ اس کے ارادوں کو سمجھتی اسکے زوردار دھکے سے گاڑی سے لڑھک کر باہر گری۔

اور وہ ظالم سفاک انسان یہ دیکھے بنا کہ وہ کہاں گری ہے۔کس حال میں ہے تیزی سے گاڑی بھگا لے گیا۔

اسے گرتے دیکھ کر چند ہی لمحوں میں ایک ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا۔ جبکہ وہ ہوش و خرد سے بے گانہ سڑک پر بے یارو مدد گار پڑی تھی۔

کیسے گری یہ بچی؟" ایک بوڑھی آواز بہت سی آوازوں میں شامل ہوئی۔ "

کوئی گاڑی پھینک گئی ہے" کوئی عینی شاہد بولا۔ "

زیادتی کا شکار تو نہیں کہیں" ایک اور آواز سنائی دی۔ "

پولیس کیس ہے یہ" کسی اور نے مشورہ دینا ضرور سمجھا۔ "

کیا ہو رہا ہے۔۔؟" وہ بھیڑ کو چیرتی وہاں آئی۔ "

اٹھاؤ اسے کیا سب تماشا دیکھ رہے ہو؟" وہ اسے گھور کر بولی۔ "

ارے بی بی۔ کوئی گاڑی اسے پھینک گئی ہے۔ ہم کیسے اٹھائیں۔ پولیس کیس ہے۔ نجانے کیا کر کے آئی ہے" کسی اجنبی کی اس سفاک بات نے گویا اس کا دماغ ہی گھوما دیا۔ "

تمہاری بہن اسکی جگہ ہوتی تو یہی بکواس کرتے" وہ غصے سے بولی۔ "

میں ڈاکٹر ہوں۔پلیز خاتون آپ میرے سے اتھ مل کر اسے اٹھائیں میں اسے اپنے ہاسپٹل لے جاتی ہوں" وہاں موجود چند عورتوں سے مخاطب ہوتے اسے نے نواہ کو بازو سے پکڑا۔ کہنیاں سڑک پر رگڑ کھانے کے باعث پھٹ چکی تھیں اور قمیض کے بازو کے بھی چیتھڑے اڑے ہوئے تھے۔ ماتھے سے خون بہہ رہا تھا۔اور نجانے کہاں کہاں چوٹیں لگیں تھیں۔یہ تو معائنے کے بعد معلوم ہونا تھا۔

لمحوں میں اسکے ساتھ کچھ اور مردوں اور عورتوں نے اسے مل کر اٹھایا اور

صالحہ کی گاڑی میں ڈالی جسے وہ خود ڈرائیو کر رہی تھی۔اس کی اس وقت ڈیوٹی تھی۔ سڑک پر بھیڑ دیکھ کر وہ لازمی اتر جاتی تھی۔ڈاکٹر ہونے کے ناطے وہ اپنا فرض سمجھتی تھی کہ ایسی کسی حالت میں بھی وہ اپنے فرائض انجام دے۔

ڈاکٹری کی ڈگری اس نے صرف ہاسپٹل میں کام کرنے کی نہیں لی تھی۔

اپنی عادت کے مطابق اس وقت بھی وہ گاڑی سے باہر آکے دیکھنے لگی کہ شاید کسی کو اس کی مدد کی ضرورت ہو۔اپنے سامنے گری لڑکی کو دیکھ کر وہ معاملے کی نوعیت تو نہیں جانتی تھی۔ مگر اپنے فرض سے منہ نہیں موڑ سکتی تھی۔

آناً فاناً فیصلہ کرتے اس نے اس لڑکی کو اپنی گاڑی میں ڈالا۔ اور لمحہ ضائع کئے بغیر اسے ہاسپٹل لے آئی۔

تم اکیلے اس وقت۔ نواہ کہاں ہے؟" رات کے وقت وہ گھر آیا۔ نادرہ اسے اکیلے آتے دیکھ کر حیران رہ گئیں۔

وہ جانتی تھیں کہ اسے نواہ کا اپنے میکے جانا پسند نہیں۔ تو پھر کیسے وہ وہاں چلی گئی۔

ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے وہ منہ نیچے کئے ایسے لاؤنج سے گزرا جیسے کوئی وہاں ہو ہی نا۔

نوشیرواں میں کچھ پوچھ رہی ہوں تم سے۔ کہاں ہے نواہ؟" اب کی بار وہ پریشان ہوئیں۔ قریب آنے پر انہیں وہ اپنے حواسوں میں نہ لگا۔

جہنم میں ہے" وہ پھاڑ کھانے والے انداز میں بولا۔ وہ بھونچکی رہ گئیں۔"

کیا بکواس کر رہے ہو۔ اپنے میکے گئی ہے؟" اسے جھاڑ کر انہوں نے ایک اور سوال کیا۔"

مجھے نہیں پتہ کہاں ہے۔ دفع ہو گئی ہے وہ بھی کہیں" اپنے بازو پر رکھا ان کا ہاتھ جھٹکتے وہ دھپ دھپ کرتا اپنے کمرے کی طرف بڑھا۔

نادرہ ماتھے پر شکن لئے اسکے پیچھے ہولیں۔

"سیدھی طرح بتاؤ کہاں ہے وہ۔ ٹھہرو میں اسے ہی کال کر کے پوچھ لیتی ہوں۔ تم تو بالکل ہی آؤٹ آف کنٹرول ہو رہے ہو" اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھتے وہ اپنا موبائل لاؤنج سے لینے کے لئے مڑیں۔ ابھی ایک قدم بھی اسکے کمرے کے دروازے سے نہیں نکال پائیں تھیں کہ اس کے جواب نے ان کے قدم منجمد کر دیئے۔

"پھینک آیا ہوں اس گھٹیا عورت کو۔ نجانے کس کی اولاد کو میرے سر پر تھوپ رہی تھی۔ نہیں چاہیئے مجھے کوئی بچہ۔" وہ صدمے سے اس کی جانب مڑیں۔

"پاگل ہو کیا تم" وہ بدقت بولیں۔ کس قدر خوش تھیں وہ شام میں۔ کسی قدر مطمئن بھی ہوئیں تھیں کہ اولاد کی خبر ملتے ہی وہ اور بہتر ہو جائے گا۔ مگر ان کا ہر اندازہ اس نے ہمیشہ کی طرح غلط ثابت کر دیا تھا۔

ہاں ہاں۔۔ ہوں میں پاگل۔۔ کہہ دیں آپ بھی۔۔" وہ اپنے بال نوچتے چلایا۔"

نوشیرواں میرا دل مت ہولاؤ۔ بتاؤ کیا کیا ہے تم نے اسکے ساتھ "اس کی حالت دیکھ کر ان کے اپنے حواس گویا ساتھ چھوڑنے لگے تھے۔

پھینک آیا ہوں۔ ابارشن کے لئے نہیں مان رہی تھی" وہ ایسے بولا جیسے معمول کا کوئی کام کر کے آیا ہو۔ نادرہ نے بے اختیار دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر پھٹی پھٹی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

مار دیا کیا تم نے۔ قتل کر دیا کیا؟" وہ اسی قدر سوچ سکیں۔"

سڑک پر پھینک کر آیا ہوں۔ ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ گلا گھونٹ دیتا" وہ دانت کچکچا کر بولا۔"

کہاں کدھر۔۔ چلو میرے ساتھ واپس لاؤ اسے "وہ اس کا بازو تھام کر تیزی سے بولیں۔"

نہیں آئے گی اب وہ یہاں کبھی جب تک اس بچے کو ختم نہیں کر دے گی" وہ بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔"

کیا ہو گیا ہے نوشیرواں وہ تمہاری اولاد ہے۔۔ تم ایسا کیسے کر سکتے ہو" وہ جھنجھلا کر رہ گئیں۔"

نہیں ہے کوئی میری اولاد۔۔ نہیں چاہئے مجھے اولاد" وہ پھر سے وہی رٹ لگانے لگا۔"

اس معاملے کو ہم بعد میں دیکھیں گے۔ تم چلو۔ کیسے اس اکیلی کو پھینک آئے۔ کچھ ہو گیا اسے تو۔۔" کیا کریں گے۔ اسکے گھر والوں کو کیسے جواب دیں گے۔ ذرا سی بھی عقل ہے تم میں" ان کے تو ہاتھوں کے طوطے اڑ چکے تھے۔

نہیں آئے گی اب وہ یہاں۔۔۔ نہیں چاہیئے مجھے کوئی بیوی۔ جائیں جان چھوڑیں آپ بھی میری" وہ غصے سے انہیں دیکھتا زور سے دھاڑا۔

کیا بات ہے جب سے آیا ہوں تم پریشان ہو" شام کی چائے پیتے وہ بار بار اسے دیکھ رہا تھا جو نجانے کس سوچ میں تھی۔

پتہ نہیں کیوں دل گھبرا رہا ہے؟" وہ جو کب سے نجانے کیا محسوس کر رہی تھی۔ حنزل کے پوچھنے پر بولی۔

ابی جان سے بات ہوئی؟" وہ یہی سمجھا کہ ماں باپ کے لئے پریشان ہو۔"

ہاں ان سے بھی بات ہو گئی ہے۔ گھر میں بھی بات ہوئی ہے۔ لیکن عجیب سا دل بیٹھا جارہا ہے۔" آپ پلیز مجھے نواہ کی طرف لے چلیں۔ کب سے اسے فون کر رہی ہوں وہ فون نہیں اٹھا رہی" اسکی بات پر حنزل نے نفی میں سر ہلایا۔

تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ انہوں نے ہنی مون کا پلین کیا ہے۔ شاید وہ کہیں چلے بھی گئے ہوں۔"" حنزل کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔

ہاں شاید۔ نوشیرواں کو بھی کر رہی ہوں وہ بھی نہیں اٹھا رہا۔ اللہ کرے خیر سے ہوں دونوں جہاں بھی ہوں" دعائیہ انداز میں ہاتھ اٹھاتے بولی۔

اس کی ساس کا نمبر نہیں ہے تمہارے پاس ان سے کال کر کے پوچھ لو" حنزل نے ایک اور مشورہ دیا۔

ہاں یہ خیال ہی نہیں آیا۔ میں پوچھتی ہوں۔"وہ تیزی سے موبائل لینے کمرے کی جانب بڑھی۔"

موبائل کی آواز سنتے وہ دونوں جو کب سے لڑ رہے تھے خاموش ہوئے۔ نادرہ تیزی سے باہر آتیں سینٹرل ٹیبل پر رکھے اپنے موبائل کی جانب بڑھیں۔

فرواکانام دیکھ کر انہیں سمجھ نہیں آئی کیا کریں۔ کچھ سوچ کر فون اٹھالیا۔

ہیلو آنٹی کیسی ہیں آپ؟" دوسری جانب سے فرواکی آواز نے اسے مخمصے میں ڈالا کہ کیا کہیں۔" کہیں اسے پتہ تو نہیں چل گیا۔ کہیں نواہ اس کے پاس تو نہیں چلی گئی۔ ڈھیروں سوال دماغ میں آئے۔

میں۔۔ میں ٹھیک ہوں" اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی کوشش کی۔"

وہ اصل میں۔۔ میں نواہ کو فون کر رہی تھی وہ اٹھا نہیں رہی۔ ایک دو دن پہلے بتا رہی تھی کہ شاید" ہنی مون پر جانا ہو۔ وہ دونوں کہیں گئے ہوئے ہیں کیا۔ نوشیرواں بھی فون نہیں اٹھارہا" وہ جلدی جلدی فون کرنے کا مقصد بتانے لگی۔

جہاں نادرہ کو یہ جان کر یک گونہ سکون ملا کہ نواہ اسکے پاس نہیں وہاں فکر بھی لاحق ہوئی کہ اب اسکے نہ ہونے کا کیا جواز پیش کرے۔

ہاں ہاں۔۔ وہ دونوں کل ہی دبئ گئے ہیں"۔ فرواکے استفسار میں سے انہوں نے جلدی سے مطلب" کی بات نکال کر اسے مطمئن کیا۔

اوہ اچھا۔۔ چلیں کوئی بات نہیں۔ جب آپ کی بات ہو میرا سلام کہیئے گا۔ ویسے واپسی کب تک ہے؟" وہ مطمئن ہوتی سوال کرنے لگی۔

شاید ایک دو ہفتے تک واپس آجائیں۔ جیسے بچوں کا دل چاہے گا" جبراً مسکراتے بولیں۔"

جی جی بالکل۔۔ اللہ اپنی امان میں رکھے۔" انہیں دعا دیتے اس نے فون بند کر دیا۔"

دیکھا ابھی اسکی بہن کا فون آیا ہے۔ پھر اسکے باقی گھر والے بھی آئیں گے۔ میں انہیں کیا جواب دوں گی۔ چلو میرے ساتھ جہاں اس پھینکا تھا لے کر چلو مجھے ابھی" فون بند کرتے وہ تیزی سے اسکے کمرے میں واپس آئیں۔

ہر گز نہیں۔ بتادیں انہیں کہ بھاگ گئی ہے وہ گھر سے" نہایت کھردرے لہجے میں کہتا وہ باتھ روم میں بند ہو چکا تھا اور پیچھے نادرہ سر تھام کر رہ گئیں۔

کیا ہوا اپیا۔ کون ہے یہ؟" وہ ابھی ڈیوٹی سے آف کر کے گھر واپسی کے لئے نکلا ہی تھی۔ پارکنگ میں آکر اپنی گاڑی کی جانب بڑھا جب صالحہ کو دوڑتے ہوئے اسٹریچر پر کسی کو ڈالتے دیکھ کر اس کے پاس آگیا۔

پتہ نہیں کون ہے۔ سڑک پر کوئی اسے پھینک گیا تھا" اریب کے قریب آتے ہی وہ نظریں چراتے" بولی۔ وہ بھی تیزی سے اسکے پیچھے ہاسپٹل کے ایمر جنسی وارڈ کی جانب بڑھا۔

تمہاری ڈیوٹی تو ختم ہو گئ ہے تم گھر چلے جاؤ" وہ تیزی سے چلتے اس سے مخاطب ہوئی۔ "

کوئی بات نہیں میں آپکے ساتھ مل کر انہیں چیک کر لیتا ہوں۔" بہن کی طرح وہ بھی اسی قدر نرم " دل تھا۔

وہ چند اور نرسز اور ڈاکٹرز کو ہدایات دیتی ایمر جنسی میں اسے لے گئ۔

معائنہ کرکے یہ تو معلوم ہو گیا کہ اس کے ساتھ کوئی ریپ نہیں ہوا۔ مگر وہ امید سے تھی۔ سڑک پر گرنے کے باوجود بچہ سیف تھا۔ مگر وہ کون تھا جو اسے سڑک پر چھوڑ گیا اور آیا یہ بچہ جائز تھا یا۔۔۔ صالحہ کے ذہن میں اٹھنے وال یہ سبھی سوالات کا جواب اسکے ہوش میں آلے کے بعد ہی مل سکتے تھے۔

صالحہ کی فوری ٹریٹمنٹ کے سبب اس کا خود بہت نہیں بہا تھا۔ ماتھے پر گھٹنوں اور کہنیوں پر شدید رگڑیں آئیں تھیں۔ جنہیں فوری ٹریٹ کر دیا تھا۔ سکون آور انجکشن لگانے کے دو تین گھنٹے تک ہی اسے ہوش آنا تھا۔

تبھی وہ کچھ بتا سکتی تھی۔

کیا ہوا؟" اریب کو اندر آتے دیکھ کر اس کی سوچوں کا تسلسل ختم ہوا۔"

پولیس آگئی تھی۔ پتہ نہیں کس نے انہیں انفارم کر دیا تھا اس لڑکی کا۔ بس پوچھ گچھ شروع ہو گئی۔" بڑی مشکل سے انہیں واپس بھیجا ہے" اس نے تشکر بھری نظروں سے اپنے سے دو سال چھوٹے بھائی کو دیکھا۔

چلیں میں پھر چلتا ہوں۔ کوئی ضرورت ہو تو مجھے کال کر لینا آپ" محبت سے اسکے ماتھے پر پیار کر کے" وہ اس روم سے باہر نکل گیا جہاں صالحہ نے ٹریٹمنٹ کے بعد نواہ کو شفٹ کر دیا تھا۔

یکدم اسکے قریب آتے اس پر چادر درست کرتے صالحہ کو نجانے کیوں اس لڑکی سے شدید ہمدردی ہوئی تھی۔ نجانے کون تھی۔ گھر والے کہاں تھے۔ اس کے چہرے کی معصومیت سے بالکل نہیں لگتا تھا کہ وہ کوئی غلط لڑکی ہو۔

گھڑی پر ٹائم دیکھا۔ اس کے راؤنڈ کا وقت ہو چکا تھا۔

ایک نرس کو کال کر کے اسکے کمرے میں آنے کا کہتے وہ باہر نکل گئی۔ و

میم آپکی پیشنٹ ہوش میں آگئ ہے" وہ ابھی راؤنڈ لے کر اور چند مریضوں کو دیکھ کر فارغ ہوئ ہی تھی کہ اس نرس کا میسج آیا جسے وہ نواہ کے کمرے میں چھوڑ کر آئ تھی۔

وہ تیزی سے اپنے کمرے سے نکل کر نواہ کے کمرے کی جانب بڑھی۔

جس لمحے وہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئ۔ نواہ چت لیٹی خاموشی سے چھت کو گھور رہی تھی۔

تم جاؤ" صالحہ نے نرس کو فوراّ وہاں سے روانہ کیا۔ اسکے جاتے ہی وہ آہستہ سے چلتی نواہ کے بیڈ کے قریب آئ۔

کیسی ہو اچھی لڑکی؟" وہ اسکے نام سے ناواقف تھی۔"

آپ نے کیوں بچایا مجھے" شاید نرس اسے بتا چکی تھی کہ اسے ہاسپٹل لانے والی صالحہ تھی۔"

میں نے کہاں بچایا۔ بچانے والی ذات تو اللہ کی ہے۔ اس نے تمہاری زندگی لکھی تھی تو تم بچ گئیں۔""

اب کی بار وہ ہولے سے اس کے بیڈ پر بیٹھتے سینے پر رکھا اس کا ہاتھ تھام گئ۔

نواہ نے اب کی بار گردن نیچے کرتے اسے دیکھا۔

گھنگریالے بالوں والی، مہربان مسکراہٹ ہونٹوں پر لئے صاف رنگت والی صالحہ اس لمحے اسے بے حد اپنی لگی۔

کیا آپ مجھے زہر کا انجکشن دے سکتی ہیں؟" خاموشی سے اسکی جانب دیکھتے رہنے کے بعد جو الفاظ" اسکے منہ سے نکلے صالحہ کے لئے ناقابل یقین تھے۔ آخر ایسا کیا ہوا تھا اسکے ساتھ کہ اس میں جینے کی امنگ ختم ہو چکی تھی۔

تم۔۔۔ تم جانتی ہو کہ تم ایکسپیکٹ کر رہی ہو؟" وہ جھجھک کر بولی۔"

ہاں۔۔ ایسی اولاد پیدا کرنے چلی ہوں جس کا باپ اسے اوون نہیں کرتا۔ حالانکہ میرا بچہ جائز ہے۔" آپ بتائیں ایک ماہ اور چند دن کی شادی کے بعد سوائے اس بچے کے باپ کے اور کسی غیر مرد نے مجھے ہاتھ نہیں لگایا۔ تو یہ بچہ ناجائز کیسے ہوا۔؟" اس کے سوالات نے صالحہ کو چکرا کر رکھ دیا۔

جن ماں باپ کی بیٹیاں زیادہ ہوں۔ انہیں ان کی شادی نہیں کرنی چاہئے۔ یا پھر انہیں زندہ ہوتے مار" دینا چاہئے۔ ایک بیٹی کی زندگی کی تباہی باقی بیٹیوں پر اثر کرتی ہے۔ یہ کیسا معاشرہ ہے۔ جہاں ایک بے گناہ کی سزا پورے خاندان کو دی جاتی ہے۔ ماں باپ بیٹیوں کو سر سے بوجھ کی طرح اتارتے ہیں۔ چاہے شوہر ذہنی مریض ہو۔ کچھ بھی ہو مگر بیٹی کو گھر بسانا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی ہے۔ باخدا

میں نے بہت کوشش کی ہے۔ مگر وہ شخص مجھے رکھنا نہیں چاہتا تو کیسے زبردستی اسکے ساتھ رہوں۔ آپ بتائیں مجھے ایسے حالات میں میں مرنے کی خواہش نہ کروں تو کیا کروں" صالحہ کو کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں پڑھی۔ نجانے وہ کب کا غبار دل میں بھرے بیٹھی تھی۔ اسے ٹوکے بنا صالحہ نے اسے بولنے دیا۔ جو بولتے بولتے رو پڑی۔

صحیح تو کہہ رہی تھی وہ۔۔ یہ کیسا معاشرہ ہے جہاں بیٹی کو ہر تکلیف درد سہنا پڑتا ہے بغیر کسی قصور کے۔

کیا تمہارے گھر والوں کو پتہ تھا کہ تمہارا شوہر سائیکو ہے۔ اگر تم مجھے تفصیل سے سب بتاؤ گی تب ہی" میں تمہیں کوئی بہتر مشورہ دے سکتی ہوں" اسے مزید بولنے پر اکسانے کے لئے وہ پہ در پہ سوال کر گئی۔

اور پھر نواہ نے کچھ نہیں چھپایا سب کچھ اسے بتاتی چلی گئی۔

صالحہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کوئی اس قدر سفاک کیسے ہو سکتا ہے۔ چلو نوشیرواں تو ذہنی مریض ہے کیا اسکے ماں باپ بھی ذہنی مریض ہیں۔

میں نے اماں کو تھوڑا سا بتایا تھا مگر وہ کہنے لگیں تمہاری دو اور بہنیں بھی ہیں۔ شادی کے ایک ماہ بعد" میکے آکر بیٹھ جاؤ گی تو میں کس کس کو کیا جواب دوں گی" وہ روتے ہوئے بولی۔

اور تمہارے ابو، بھائی۔۔۔"صالحہ نے مزید پوچھا۔"

ابو نے تو مجھے شروع میں ہی کہا تھا کہ کوئی تکلیف ہو تو میرے گھر کے دروازے ہمیشہ کھلے ہیں۔ مگر" میں نہیں چاہتی میری وجہ سے میری باقی بہنیں بھی تکلیف سے گزریں۔ میں خود غرض نہیں ہوں" وہ بے بس لہجے میں بولی۔

اور جو خود غرضی تم اپنے ساتھ کر رہی ہو۔ دیکھو نواہ میں تمہیں ایک یا دو دن اس ہاسپٹل میں رکھ" سکتی ہوں۔ اس کے بعد کیا کرو گی۔ کیا واپس جاؤ گی؟" اس نے حقیقت پسندانہ انداز میں اسے ہر پہلو دکھاتے پوچھا۔

واپسی کا اب سوال نہیں۔ عورت خود پر ظلم برداشت کر سکتی ہے مگر اولاد پر نہیں۔ میری ایک بہن" اولاد کے لئے ترس رہی ہے۔ اور مجھے جسے اتنی جلدی خدا نے یہ نعمت دے دی۔ میں کیسے اسے ماردوں۔ چاہے اس کا باپ جو بھی ہے۔ جیسا بھی ہے۔ مگر اولاد تو اولاد ہے نا۔ میں اسے نہیں مار سکتی۔ مگر ایسے ذہنی مریض کے بھینٹ بھی نہیں چڑھا سکتی۔ اسی لئے کہہ رہی ہوں۔ ہم دونوں کو موت کی نیند سلا دیں" آخر میں وہ ہاتھ جوڑ کر تر چہرے سے بولی۔ صالحہ کا دل کانپ کر رہ گیا۔

ایسے مت کرو نواہ۔ اگر تم اولاد کو مارنے کا گناہ اپنے سر نہیں لے سکتیں تم جیسی معصوم کو مار کر میں" کیسے اتنا بڑا گناہ اپنے سر لے سکتی ہوں۔ اور ایک بات میری ہمیشہ یاد رکھنا۔ زندگی اللہ نے موت مانگنے کے لئے نہیں دی۔ میں جانتی ہوں یہ بہت مشکل ہے ابھی تمہارے لئے۔ یوں اس طرح اس زندگی کو گزارنا۔ مگر یاد رکھنا اتنی تکلیف کی وجہ بھی ضرور کوئی نہ کوئی ہوگی۔ جس پر غور کرو گی تو مجھے امید ہے تمہیں یہ تکلیف کم لگے گی۔

تم مجھے اپنی بہن کا نمبر دو جو شادی شدہ ہیں۔ میں انہیں بلاتی ہوں۔ تمہاری باتوں سے اندازہ ہوا ہے۔ کہ تمہاری امی اس معاشرے کی ماؤں جیسی ہیں۔ اولاد کے لئے فکرمند۔ لیکن کیا وہ یہ چاہیں گی کہ سب برداشت کرتے تم زندگی ہار جاؤ۔ نہیں نواہ۔ تو پھر ایک موقع دو خود کو اپنے پیاروں کو یہ سمجھنے کا کہ تم کس کرب سے گزر رہی ہو۔ بالکل ویسا ہی موقع جیسا تم نے اس ذہنی مریض کو دیا کہ وہ شاید ٹھیک ہو جائے۔ مگر کچھ کام ہمارے بس میں نہیں ہوتے۔ اور ان کے پیچھے کیا راز ہوتا ہے یہ سوائے اللہ کے اور کوئی نہیں جانتا۔

اس طرح سے موت بزدل مانگتے ہیں۔ تم اتنی بہادر ہو کر ایسی بزدلی کی بات کر رہی ہو۔ زندگی میں بہت سے چانسز ہوتے ہیں اور ہر ممکن طریقے سے ہر چانس اویل کرنا چاہئے۔ نہ جانے کہاں اللہ نے تمہارے لئے بہتری لکھی ہو" وہ سہولت سے اسے بہت سے پہلو دکھاتے سمجھانے لگی۔

آپ بہت اچھی ہیں" فرواکا نمبر دے کر وہ محبت سے اس نرم دل لڑکی کو دیکھنے لگی۔"

اچھے لوگوں کو سبھی اچھے لگتے ہیں۔ اس میں میرا کوئی کمال نہیں ہے" اس کی بات پر صالحہ " مسکراتے ہوئے بولی۔

موبائل پر تیزی سے فرواکا نمبر ڈائل کیا۔

وہ زبردستی نوشیرواں کو لے کر اسی روڈ پر آئیں۔ مگر وہاں تو نواہ کا نام ونشان تک نہ تھا۔ کس سے پوچھتیں اور کیا پوچھتیں۔

کہا تھا آپ کو ایسی لڑکیاں کہاں ٹکتی ہیں۔ بھاگ گئ ہو گی کہیں۔ وہ رہنا ہی نہیں چاہتی تھی میرے " ساتھ۔ آپ نے زبردستی کی" وہ تلخ لہجے میں بولا۔

وہ اپنی بہن کے گھر بھی نہیں۔ اور یقیناً اپنے میکے بھی نہیں گئ۔ میرے خدا۔ کیا ہو گا۔ کچھ اندازہ ہے " تمہیں۔ پولیس کیس بنادیں گے وہ لوگ۔" انہیں اب ایک نئ فکر لاحق ہوئ۔

بھاڑ میں جائے وہ اور اس کے گھر والے" وہ غصے سے گاڑی واپس گھر کی جانب بھگاتا بولا۔"

تم آج رات ہی دبئ چلے جاؤ۔کچھ عرصہ تم منظر سے غائب ہو جاؤ" نادرہ کے مشورے پر اس نے الجھ کر ماں کو دیکھا۔

اور میں ایسا کیوں کروں" وہ ضبط کرتے بولا۔"

تمہیں ذرا سی عقل ہے۔ نجانے کسی نے تمہیں دیکھ نہ لیا ہو۔وہ لڑکی پولیس کے پاس چلی گئ تو کتنے بدنام ہوں گے ہم۔اسکے گھر والوں کو علم ہو گیا تو وہ منٹ سے پہلے تمہیں جیل میں پہنچا دیں گے" وہ اسکی عقل پر ماتم کرنے لگیں۔

اور میرے چلے جانے سے جیسے آپ لوگوں کو وہ پھولوں کے ہار پہنائیں گے" وہ تلخی سے سر جھٹک کر بولا۔

آپ نے ہی اس مصیبت میں پھنسایا ہے مجھے اور خود کو۔ آپ ہی بھگتیں گی" وہ کسی قدر خود غرضی سے بولا۔

اور اب اپنا بھونا مہ بند کر دیں۔" جھنجھلاتے ہوئے بولتا وہ غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔"

کہا بھی تھا میں نے کہ وہ لوگ کہیں گئے ہوں گے۔ ہو گئی تمہاری تسلی" حنزل کی بات پر وہ محض سر" ہلا کر رہ گئی۔ مگر نادرہ سے بات کر کے بھی وہ مطمئن نہیں تھی۔ نجانے کیوں اسے نادرہ کا لہجہ عجیب سا لگا تھا۔ بہت کچھ چھپاتا اور لڑکھڑاتا ہوا۔

رات میں کھانا بھی اس نے بس زہر مار کیا۔ جس لمحے وہ کھانے کے برتن اٹھا رہی تھی۔ کسی ان نون نمبر سے فون آتے دیکھ کر وہ لمحہ بھر کو چونکی۔

ہمیشہ کی طرح موبائل ہاتھ میں لئے حنزل کے پاس آئی جو ٹی وی پر کوئی ٹاک شو دیکھنے میں محو تھا۔

یہ دیکھیں کوئی ان نون نمبر ہے" وہ کبھی ان نون نمبر خود سے نہیں اٹھاتی تھی۔ حنزل گھر پر ہوتا تو" اسے دیتی یا پھر فون بجنے دیتی۔

ہیلو" حنزل نے فوراً کال ریسیو کی۔"

میں فروا سے بات کر سکتی ہوں" دوسری جانب سے صالحہ نے فروا کا حوالہ دیا۔"

آپ کون؟" حنزل کچھ حیران ہوا۔ یہ کون تھی جسے فروا کا نام پتہ تھا۔"

معذرت آپ فروا کے کون ہیں؟" حنزل کو ہچکچاتے محسوس کر کے وہ پوچھے بنا نہ رہ سکی۔"

میں ان کا ہزبینڈ ہوں۔ لیکن آپ کون ہیں محترمہ تعارف کروانا پسند کریں گی" وہ تھوڑا جھنجھلایا۔"

میں ڈاکٹر صالحہ ہوں۔ مجھے ان کی بہن نواہ کے حوالے سے آپ سے بات کرنی تھی" وہ اب ریلیکس" انداز میں اس سے بات کرنے لگی۔

نواہ۔۔۔ اسے آپ کیسے جانتی ہیں۔ اور کیا بات کرنی ہے آپ کو" حنزل کی بات پر کچن میں کام" کرتی فروا فورا باہر آئی۔ وہ وہاں چیزیں رکھتے بھی حنزل کی جانب کان لگائے ہوئی تھی۔

ایکچولی نواہ اس وقت میرے ہاسپٹل میں موجود ہیں۔ معاملہ ایسا نہیں کہ میں کال پر ساری تفصیل" بتاؤں۔ آپ پلیز اسکی بہن سے میری بات کروادیں۔ مجھے کچھ اور بات بھی ان سے کرنی ہے" تھوڑا بتاتے وہ فروا سے بات کرنے پر اصرار کرنے لگی۔ حنزل نے فورا" مائیک آن کرکے موبائل فروا کو دیا۔

ہیلو میں۔۔ میں نواہ کی بہن بات کررہی ہوں۔ کیا ہوا ہے اسے۔ اور وہ آپ کے پاس کیسے ہے۔ وہ" تو دبئ گئ ہوئی تھی" وہ ایک ہی سانس میں پریشانی کے باعث پوچھنے لگی۔

دیکھیں فروا معاملہ کچھ ٹیڑھا ہے۔ نواہ اس کنڈیشن میں نہیں کہ آپ سے بات کرسکے۔ آپ کو میں" ہاسپٹل کا ایڈریس دیتی ہوں آپ آجائیں۔ بس یہ سمجھیں اللہ نے آپکی بہن کو بچالیا ہے ورنہ آپ

لوگوں نے تو ایک سائیکو کے ہاتھ بہن دے دی تھی۔ نہ صرف بہن بلکہ اس کا ہونے والا بچہ بھی معجزے کے تحت بچ گیا ہے" صالحہ کی بات سنتے جہاں حنزل کے ماتھے پر شکنیں نمودار ہوئیں وہیں فروا کا دل تشویش کے باعث تیز دھڑکنے لگا۔

فون بند ہوتے ہی صالحہ نے ہاسپٹل کی لوکیشن بھیجی۔

تو تم اس دن میرٹل ریپ کے بارے میں نواہ کی وجہ سے پوچھ رہی تھیں" حنزل کے دماغ میں یکدم کچھ سپارک ہوا تھا۔ خشمگیں نظروں سے اسے دیکھا۔

آئی سوئیر فروا۔ اگر اسے کچھ ہوا تو میں تمہیں ہر حال میں اس کا قصوروار ٹھہراؤں گا" غصے سے اسے دیکھتے۔ چادر لینے کا اشارہ کرتے گاڑی کی چابی کی جانب بڑھا۔ فروا کو لگا اس میں چلنے کی ہمت بھی ختم ہو چکی ہے۔ کیا ہوا ہے آخر اسکی بہن کے ساتھ؟

اور بچہ۔۔ اس کا ذہن مفلوج ہو کر رہ گیا تھا۔

حنزل کی اونچی آواز پر وہ تیزی سے کمرے کی جانب بڑھی۔ کبرڈ میں سے چادر نکالتے اوڑھی۔

نجانے وہ دونوں کس طرح ہاسپٹل پہنچے۔ کیا کیا خدشے تو دماغ میں آرہے تھے۔ ریسیپشن سے اسکا پتہ کرتے وہ تیزی سے سیکنڈ فلور پر بنے اسکے کمرے کی جانب بڑھے۔

کپکپاتے ہاتھوں سے فروا نے اسکے کمرے کا دروازہ کھولا۔

اندر کا منظر دیکھ کر وہ دہل گئ۔ نواہ کے نہ صرف ماتھے پر پٹیاں بندھی تھیں۔ بلکہ ہاتھوں پر بازو پر پٹیاں بندھی تھیں۔ چہرے سے لگتا تھا کسی نے خون نچوڑ لیا ہو۔

صالحہ انہیں اندر آتے دیکھ کر تیزی سے وہاں موجود ایک صوفے سے اٹھی۔

یہ کیسے ہوا؟" کپکپاتی آواز میں بولی۔ نواہ ایک بار پھر دوائیوں کے زیر اثر گہری نیند میں جاچکی تھی۔"

آپ پلیز بیٹھیں" اسکی غیر ہوتی حالت اور حنزل کی گم صم کیفیت دیکھ کر وہ بے اختیار بولی۔"

اس کا شوہر کہاں ہے۔ اس کی ساس تو کہہ رہی تھیں کہ یہ۔۔ یہ دبئ گئ ہوئ ہے" صالحہ کو تو کبھی نواہ" کو دیکھتے وہ ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولی۔

سفاک اور درندے ہیں وہ لوگ۔ کیسے آپ لوگوں سے انہوں نے اپنے سائیکو بیٹے کو چھپا لیا۔ جس" نے چند دنوں میں اتنا ٹارچر کیا ہے اسے۔ اور آج تو انتہا کردی۔ اپنی ہی ہونے والی اولاد کو ناجائز کہتے اسے فورس کرتا رہا کہ ابارشن کرواؤ۔ اور جب یہ نہیں مانی تو اسے گاڑی سے باہر سڑک پر پھینک کر

خود رفو چکر ہو گیا۔ اتنا بھی دیکھنا گوارہ نہیں کیا کہ کس حال میں ہے" اس کی بات سن کر وہ دونوں ششدر رہ گئے۔

گاڑی سے پھینکا" حنزل کے جبڑے بھینچ گئے۔ بس نہیں چل رہا تھا کہ نوشیرواں کہیں سے سامنے نظر آئے اور وہ اسے چیر کے رکھ دے۔ ان کی پھولوں سی بہن کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔

صالحہ نے شروع سے لے کر اب تک ایک ایک بات سے آگاہ کیا۔ ان دونوں کا تو یہ حال تھا جیسے کاٹو تو بدن میں خون بھی نہ ہو۔

میری پیاری بہن" وہ روتے ہوئے اسکی جانب بڑھی۔"

محبت سے اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ ایسے ہی تو صبح سے اس کا دل مضطرب تھ۔

کیا کچھ سہہ گئی ہے" اس کا ہاتھ تھامے وہ گویا کرلی۔"

چھوڑوں گا نہیں میں ایسے ذلیل انسان کو" وہ غصے سے بولا۔"

دیکھیں میں نواہ کو زیادہ دن یہاں نہیں رکھ سکتی۔ اسی لئے آپ دونوں کو بلایا ہے۔ بس ایک گزارش" ہے ایک درندے کے پاس دوبارہ اپنی بیٹی کو مت بھیجئے گا۔ وہ اس کو ڈیزرو نہیں کرتا۔ جو اپنی اولاد کو جائز ماننے سے انکار کر دے۔۔ وہ نواہ کے قابل نہیں" وہ اپنا سا مشورہ دے کر وہاں سے چلی گئی۔

"کیا ہوا ہے؟سب خیر ہے کون ہے یہاں؟" دستک کی آواز سنتے ہی حنزل دروازے کی سمت بڑھا۔

اسفند جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ حنزل کو اپنے سامنے کھڑے پریشان سے لہجے میں بولا۔

حنزل کے سامنے آنے کی وجہ سے وہ بیڈ پر لیٹے وجود کو دیکھنے سے قاصر تھا۔ حنزل کے پیچھے اسے فروا کی دائیں سائیڈ نظر آگئی۔ مگر بیڈ پر کون تھا وہ یہ نہیں سمجھ سکا۔

"ہاں تم آؤ" حنزل اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر جیسے ہی سامنے سے ہٹا۔ پیشنٹس بیڈ پر نواہ کو دیکھ کر وہ وہیں تھم گیا۔

کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔ اس کے چہرے بازوؤں اور پاؤں پر موجود پٹیاں اسے مزید پریشان کر رہیں تھیں۔

"کیا ہوا ہے اسے؟" وہ تیزی سے اسکے بیڈ کی جانب بڑھا۔ جب حنزل نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے گویا تسلی دی۔

نوشیرواں کہاں ہے؟" وہ حیران تھا کہ نواہ کا شوہر یا سسرال سے کوئی اسکے ساتھ ہونے کی بجائے وہ" دونوں وہاں کیوں تھے۔

یہ سب اسی کمینے انسان کی وجہ سے ہوا ہے۔۔وہ یہاں کیوں موجود ہوتا" حنزل کی بات سن کر وہ" گنگ رہ گیا۔ حنزل کیسے نوشیرواں کے بارے میں اس طرح سے بات کر سکتا تھا۔

تم بیٹھو بتاتے ہیں تمہیں۔" اس کا بازو تھام کر اسے اپنے ساتھ صوفے پر بٹھاتے وہ دونوں اسے" الف سے ے تک سب بتانے لگے۔ اسفند کا بھی حال یہ سب سن کر حنزل سے کم برا نہیں ہو رہا تھا۔

کیس کریں ان پر۔ انسان ہیں کے درندے۔ کیا سمجھ رکھا ہے انہوں نے بے آسرا ہے یہ۔ اس کا" کوئی آگے پیچھے نہیں ہے۔ میں بتاؤں گا انہیں کہ کیسے میری بہن کو اس حال میں پہنچایا ان بدبختوں نے۔" نواہ کو دیکھتے دل خون کے آنسو رو رہا تھا۔

تم فکر مت کرو۔ میں نے اپنے دوست کو کال کر دی ہے۔ وہی جو آجکل اسی علاقے کا اے ایس پی" ہے۔ اندر کروا کر رہوں گا انہیں" اسے تسلی دیتے حنزل کو لگ رہا تھا اسکے اندر بھی جیسے آگ بھڑک رہی ہو۔ خاص طور سے وہ الزام جو اس نے حنزل پر لگا کر نواہ کو ٹارچر کیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں نواہ ہوش میں آتے انہیں اپنے گرد دیکھتے جیسے صبر کا دامن پھر سے چھوڑ گئی۔

کیوں اتنا کچھ برداشت کیا میری جان۔ایک بار کھل کر مجھے بتاتی تو" فرواسے ساتھ لگائے خود بھی بے بسی سے رونے لگی۔

آپ سب کی زندگی خراب نہیں کرنا چاہتی تھی میں" اس کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ نے ان تینوں کو گویا چیر کر رکھ دیا۔

تمہاری شادی کرنے کا یہ مطلب نہیں تھا کہ تم سے ہر تعلق ختم کر دیا۔پاگل ہو تم۔ایسا سوچا بھی" کیسے کسی کی زندگی کسی اپنے کی وجہ سے خراب نہیں ہوتی۔سب کی اپنی قسمت ہے۔یہی فرسودہ سوچ نے اس معاشرے میں آئے دن جوان بیٹیوں کو خودکشی پر مجبور کر دیا ہے۔تم ہمارا حصہ ہو۔کوئی تمہیں تکلیف پہنچائے گا تو ہمیں تم سے زیادہ تکلیف محسوس ہو گی۔مگر ہم کسی کو اجازت نہیں دیتے کہ بلاوجہ تمہیں تکلیف پہنچائے۔یا تو تمہاری کوئی غلطی ہوتی، کوتاہی ہوتی۔مگر تب بھی کسی کو اجازت نہیں کہ تم پر ہاتھ اٹھائے۔" اسفند نے اسکے سر پر ہاتھ رکھتے جس انداز میں اس کی دلجوئی کی۔نواہ تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

اگر ہر بیاہی بہن کا بھائی ایسے ہی اس کے پیچھے کھڑا رہے تو کوئی بہن خودکشی کا تکلیف دہ لبادہ نہ اوڑھے۔

سبھی نے جیسے اس پر چھاؤں کر دی تھی۔

شاید اس نے واقعی غلط کیا تھا کسی کو ہمراز نہ بنا کر سوائے ماں کے۔

وہ بھی شاید اس معاشرے کے طور طریقوں کو سمجھتے اسی غلط فہمی کا شکار تھیں کہ انکی باقی بیٹیوں کی زندگی اسکی وجہ سے خراب ہو گی۔

تم مجھے اتنا کم ظرف سمجھتی ہو کہ تمہیں اس تلخ زندگی سے نکالنے کی بجائے میں تمہاری بہن کی زندگی کو تکلیف دہ بناؤں گا۔ اگر اتنے سالوں میں تم مجھے اتنا ہی سمجھی ہو تو شاید میری سنسیرٹی میں کوئی کمی رہ گئی ہے۔" اسے جن نظروں سے حنزل نے دیکھا۔ وہ حقیقت میں شرمندہ ہو گئی۔

اسی لمحے دروازہ ناک کر کے صالحہ اندر داخل ہوئی۔

کیا میں آپ لوگوں کو ڈسٹرب کر سکتی ہوں؟" مسکراتے ہوئے وہ انہیں دیکھتے بولی۔"

آپ ہمیں ڈسٹرب کر چکی ہیں" حنزل نے بھی اسی کے انداز میں خوشگوار لہجے میں کہا۔"

یہ تو مجھے لگتا ہے ففٹی پرسنٹ آپ سب کے ہونے کے سبب ٹھیک ہو چکی ہے۔ تو کیا میم آپ صبح اس ہاسپٹل سے ڈسچارج ہو کر ہمیں آپ کو مس کرنے کا موقع دیں گی" نواہ کے قریب آتے اسکی پٹیوں کو چیک کرتے وہ ساتھ ساتھ شریر لہجے میں اس سے باتیں کر رہی تھی۔

کیا ابھی ڈسچارج نہیں کیا جاسکتا؟" فروا کے سوال پر وہ ہولے سے مسکرائی۔"

نہیں صبح میرے سینئر ڈاکٹر ایک راؤنڈ لیں گے۔ اگر وہ سمجھیں گے کہ یہ بالکل فٹ ہے۔ تو پھر ہم" آپ کو مزید تنگ نہیں کریں گے" اسکی فائل دیکھتے اور اس پر کچھ لکھتے وہ تفصیل سے بتانے لگے۔

چلیں کوئی بات نہیں آج کی رات تو رکنا پڑے گا۔ ہم اس کو کچھ کھلا سکتے ہیں؟" فروا نے کندھے اچکا" کر کہا۔ پھر اس سے نواہ کے بارے میں پوچھنے لگی۔

جی جی بالکل جو بھی یہ کھانا چاہے۔ کینٹین ہمارے بیسمنٹ میں موجود ہے۔ بہت سی چیزیں ہیں" وہاں۔ جو اس کا دل کرے اسے منگوادیں۔" اس کی بات پر فروا نے ہولے سے سر ہلا کر حنزل کو دیکھا۔

کوئی بھی پریشانی ہو۔یہاں فون موجود ہے۔ اس پر آپ نے ون ٹو، ایکسٹینشن نمبر پریس کر دینا ہے۔" تو کال مجھے ڈائریکٹ مل جائے گی۔ میری آج نائیٹ شفٹ ہے" فروا کو تفصیل سے سمجھاتے فائل رکھ کر وہ روم سے چلی گئ۔

اسفند تم پھر گھر ہی چلے جاؤ۔ ہم اسے صبح لے آئیں گے۔ آپ اس کے لئے کچھ کھانے کو لے آئیں"" مڑ کر اسفند کو کہتے ساتھ ہی حنزل کو کہا۔

ہاں یہ بہتر ہے گھر میں دونوں چھوٹیاں بھی اکیلی ہیں۔اور ویسے بھی پرسوں ابی جان اور مامی کی واپسی ہے۔ان کے آنے سے پہلے معاملے کو تھوڑا ہینڈل کرنا پڑے گا۔" حنزل نے فروا کی تائید کرتے اسفند کو گھر جانے کا مشورہ دیا۔

ٹھیک ہے۔ صبح میں ناشتہ لے کر آجاؤں گا۔ویسے بھی کوئی ضرورت ہو تو مجھے کال کر لیجئے گا۔ میرا" موبائل آن ہی ہو گا" اسفند کہتے اٹھ کھڑا ہوا۔اسی کے ساتھ حنزل بھی باہر نکل گیا۔

ان کے جاتے ہی فروا اسکی جانب مڑی۔

اب تمہیں صرف اپنا نہیں ایک اور جان کا بھی خیال رکھنا ہے" محبت سے اسکے چہرے پر ہاتھ" پھیرتے جس حسرت بھری نظروں سے اسے دیکھا۔

آپا کیا میرا فیصلہ غلط ہے۔کیا۔۔ کیا میں اپنے بچے کو۔۔۔" اس سے آگے اس سے لفظ ادا نہیں" ہو سکے۔

ارے نہیں بے وقوف۔ تمہارا فیصلہ بالکل درست ہے۔ کوئی بھی ماں اتنی ظالم نہیں ہو سکتی۔ کہ اپنی" اولاد کو بے وجہ مار ڈالے۔ تم نے صحیح فیصلہ کیا کہ تم ڈٹ گئیں۔ کاش پہلے ہی اتنی تکلیفیں نہ سہتیں۔

تم نے اماں کو بھی کبھی کچھ نہیں بتایا" فروا کی بات پر وہ یکدم نظریں جھکا کر ہولے سے نفی میں سر ہلا گئ۔ مگر اسکے انداز نے فروا کو چونکا دیا۔

نواہ میری طرف دیکھ کر بولو" اسکی بات کے جواب میں وہ فقط آنسو بھری نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔

فروا کے چہرے پر موجود اذیت نے اسے بوکھلا دیا۔

آپا ان کا کیا قصور۔ انہوں نے تو وہی کیا جو اس معاشرے کے نوے فیصد مائیں کرتی ہیں۔ مجھے اماں سے کوئ شکوہ نہیں" فروا کا ہاتھ تھامتے وہ اسے تسلی دینے والے انداز میں بولی۔

مگر فروا کی آنکھوں سے نکلنے والے آنسو اسے سمجھا گئے کہ وہ ماں سے اس بات کو یوں اگنور کرنے کی توقع نہیں کرتی تھی۔

بس مجھے اپنے حصے کی تکلیف سہنی تھی۔" نظریں جھکائے بھرائ آواز میں بولتی وہ فروا کو دم بخود کر گئ۔ کوئ اتنے ظرف اور صبر والا کیسے ہو سکتا ہے۔

ہم سبھی جانتے تھے کہ تم صبر والی ہو۔ مگر ایسے صبر والی ہو اس کا اندازہ نہیں تھا نواہ۔ دیکھنا تمہارے" اس صبر کی بہت بھاری قیمت چکائے گا وہ شخص اور اسکے مکروہ ماں باپ۔"نوشیرواں اور اس کے گھر والوں کا ذکر کرتے فروا کا لہجہ نہایت نفرت آمیز تھا۔

آپ اس کو سمجھائیں کہ یہ صبح ہونے تک یہ ملک چھوڑ کر نکل جائے"اب وہ اپنے شوہر سے مخاطب" تھیں۔

تمہاری ماں ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ان کا جو بڑا داماد ہے وہ کافی اثرورسوخ والا ہے۔ اگر ابھی تک وہ ان" کے ہاتھ لگ چکی ہے تو پھر سمجھو کہ تمہاری پھر خیر نہیں"۔ ان کی بات پر وہ غصے سے سر جھٹک گیا۔

جب میں اسے طلاق دے دوں گا تو پھر میرا اس سے اور اس کے گھر والوں سے کیا تعلق؟"اسکی" بات پر وہ دونوں زچ ہو گئے۔

اول تو اس کے ایکسپیکٹ کرنے کے بعد تم اسے ڈیوارس نہیں کر سکتے۔ دوسرا وہ لوگ اتنے سکون" سے بیٹھنے والے نہیں ہیں"نادرہ کی بات پر وہ اسے ایسے دیکھنے لگا جیسے انہوں نے کوئی اور ہی بات کہہ دی ہو۔

جب میں اس بچے کو اوون ہی نہیں کرتا تو ڈیوارس کوئی ایشو نہیں ہے" اسکی بات پر نادرہ کا دل کیا کہ اپنا ماتھا پیٹ لیں۔

تمہارے اوون کرنے یا نہ کرنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب وہ عدالت میں گھسٹیں گے تب پوچھوں گی۔" وہ دانت کچکچا کر بولیں۔

کیا مصیبت ہے آس سب کی وجہ سے میری منگنی کا فنکشن خراب ہو جائے گا" کچھ ہی دنوں میں اسکی ہونے والی منگنی جس کے لئے کل تک تیاریاں چل رہیں تھیں وہ کھٹائی میں جاتا ہوا لگا۔ سامعہ کے بے باکی سے کہنے پر نادرہ نے اسے گھورا۔

یہاں ہم اپنے مسائل میں پریشان گھرے ہیں اس کو اپنی پڑی ہے" کسی قدر نخوت سے کہا۔"

اس کے تو مسئلے ساری زندگی ختم نہیں ہونے۔ نہ اس نے ہمارے ہونے دینے ہیں" غصے سے بولتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

تم یہاں سے دفع ہو جاؤ نہیں تو مار بیٹھوں گا میں تمہیں" اپنی لال انگارہ آنکھوں سے اسے دیکھتے" بولا۔

ہاں تم اور کر ہی کیا سکتے ہو۔ اچھا ہوا وہ چلی گئ۔" اس پر طنز کوتے وہ غصے سے اٹھ کر کسی کے بھی اٹھنے سے پہلے جا چکی تھی۔

چپ کروادیں اسے۔" ماں کو دیکھتے بولا جو سر پکڑے بیٹھی تھیں۔"

تمہاری میں ٹکٹ کروارہی ہوں میں کچھ نہ سنوں" اس کو خاموش کرواکر وہ موبائل تھامے اب کسی اور کا نمبر ڈائل کر رہی

کیسی ہے آپ کی پیشنٹ" وہ جو رات کی ڈیوٹی کر کے گھر پہنچی تھی۔ فریش ہونے کے بعد لنچ کرنے" ڈائننگ ٹیبل پر پہنچی۔ جہاں باقی سب پہلے سے ہی موجود تھے۔ اریب کا آج آف تھا۔
اسے بیٹھتے دیکھ کر وہ پوچھنے لگا۔

کون سی۔" رات ساری وہ اتنی بزی رہی تھی کہ اس کے ذہن سے نواہ چند لمحوں کے لئے محو ہو گئ۔"

وہی جسے کال بڑی عجلت میں آپ لائیں تھیں" اس کی بات پر یکدم نواہ کا چہرہ اسکی نظروں کے" سامنے گھوما۔

ہاں وہ۔۔ آج صبح ڈسچارج کر دیا تھا اسے۔ شکر ہے بچ گئ وہ" اپنے سامنے موجود پلیٹ میں پلاؤ نکالتے" وہ بتانے لگی۔

ہاں اریب بتا رہا تھا کہ کوئ پولیس کیس تھا؟"سمیعہ کی بات پر اس نے ایک خفگی بھری نظر بھائ پر" ڈالی

اوہ چھپانا تھا" وہ شرارت سے اسے دیکھ کر مسکراہٹ ہونٹوں میں دبا کر بولا۔"

نہیں اعلان کرنا تھا پورے شہر میں" وہ جانتی تھی سمیعہ تک جب بھی اس کے ایسے کارنامے پہنچتے " تھے وہ اس کی نوکری چھڑوانے کے درپہ ہو جاتی تھیں۔

بیٹا کیوں ایسے کاموں میں پڑتی ہو" اریب اپنا کام کر کے اٹھ کر جا چکا تھا۔"

امی کسی کی جان بچانا اگر میرا قصور ہے تو ہاں میں قصوروار ہوں" وہ مزے سے کھان کھاتے بولتی" انہیں ہمیشہ کی طرح لاجواب کر گئ۔ اور وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گئیں۔ وہ اور اریب ہی تو ان کی کل کائنات تھے۔

باپ بھی سر پر نہیں تھا۔

آپ کو پتہ ہے وہ بے چاری ڈومیسٹک وائلینس کا شکار تھی۔ کیسے کسی کو تڑپتا چھوڑ دیتی۔ اسکے شوہر" نے گاڑی سے دھکا دے دیا تھا اسے۔ اقف امی کیسے لوگ اتنے ظالم ہو جاتے ہیں کیسے۔ سائیکو ہے اس کا شوہر اور بجائے اسکا علاج کروانے کے اسکی ماں نے پکڑ کر اسکی شادی کروادی "وہ تفصیل سے انہیں نواہ کے بارے میں بتانے لگی۔

اللہ سب بچیوں کا نصیب اچھا کرے۔ بس یہی خوف ہوتا ہے بیٹی پیدا ہونے پر کہ اسکی قسمت کیسی نکلے "وہ بھی آبدیدہ ہو گئیں۔ دل سے نواہ کے لئے دعا نکلی۔

یہی تو ہماری غلطی ہے جب اسلام ہیں کہتا ہے کہ اگر عورت خوش نہیں تو وہ علیحدگی اختیار کر سکتی" ہے۔ مرد کی مارپیٹ نہیں سہے گی وہ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ وہ کسی غلط کام میں ملوث ہے۔ اس پر بھی کتنی کنڈیشنز ہیں کہ پہلے بستر الگ کرو۔ پھر اسے زبان سے سمجھائی اور ہاتھ بھی ایسے اٹھاؤ کہ اسکے جسم پر نشان نہ پڑے۔ اور یہاں صحیح ہوں یا پاگل عورت کو انسان ہی نہیں سمجھتے۔ معاشرے کا پتہ ہے۔ اسلام کا نہیں پتہ۔ کیسا اسلامی معاشرہ ہوا پھر۔ "وہ شاید کل کی بھری بیٹھی تھی۔

چلو تم نے اپنے حصے کا کام کیا۔ آگے اللہ اس کے لئے آسانیاں کرے۔ آرام کھانا کھاؤ اب "اپن" جذباتی بیٹھی کو دیکھ کر وہ اسکی توجہ کھانے پر مبذول کروانے لگیں۔

قاسم بھائی کو کتنے لیکچر ملتے ہیں روزانہ "وہ جو کہیں جانے کی تیاری کر کے باہر آیا تھا اسکی باتیں سنتے پھر " سے اسے چھیڑنے لگا۔

صالحہ اور قاسم کا ابھی صرف نکاح ہوا تھا۔ نکاح کے بعد قاسم کسی کورس کے لئے امریکا گیا تھا شادی اسکی واپسی پر ہونی تھی۔

اریب کی بات سنتے اس کی بھی زبان میں پھر سے کھجلی ہوئی

تمہاری طرح ویلے نہیں ہیں وہ "وہ کہاں چپ رہنے والی تھی۔ اسکے چیڑنے پر وہ زور سے ہنسا۔"

جاؤ بھئی اب تم۔ آرام سے اسے کھانے دو "اس سے پہلے کے وہ جوابی کاروائی کرتا سمیعہ نے اسے " گھر کا۔

میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ مجھ سے کچھ چھپائیں مت۔ اور بچیوں کو اس بات کا یقین دلائیں " کہ وہ شادی کے بعد بھی ماں باپ کے گھر جب چاہے اور جتنی دیر چاہے آسکتی ہیں "رفاقت غصے سے فرحانہ کو دیکھتے بولے۔

کل ہی تو وہ دونوں رات کو پہنچے تھے۔اور آگے نواہ کا سنتے اسکا حال دیکھتے جس کرب سے گزرے تھے یہ وہی جانتے تھے۔

اور یہ معلوم ہونے پر کہ فرحانہ کو نواہ سب بتا چکی تھی۔رفاقت کو سمجھ نہ آئی کہ وہ ان کی کم عقلی پر ماتم کریں یا غصہ کریں۔

مجھے کیا اندازہ تھا کہ وہ اسکا یہ حال کریں گے "وہ بھی زمانے کے خوف میں مبتلا۔اب نواہ کا حال" دیکھتے خود کو موردالزام ٹھہرانے لگیں۔

سب جاننے کے بعد بھی آپ اندازوں پر چل رہی تھیں۔اور اسی اندازے میں اسے کچھ ہو جاتا"""

رفاقت کمر پر ہاتھ باندھے صوفے پر موجود اپنی شریک حیات کو قہر برساتی نظروں سے دیکھ کر بولے۔

سبھی خاموشی سے وہاں بیٹھے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

پلیز ابا۔اماں کا کیا قصور "وہ جو کب سے خاموش بیٹھی ماں کو باپ سے ڈانٹ کھاتے دیکھ رہی تھی" آخر بول پڑی۔

دیکھو بیٹے۔ہر شخص اپنی قسمت خود لکھوا کر آتا ہے۔کسی کا اثر کسی دوسرے پر نہیں ہوتا۔اور اگر" ہوتا بھی تو مجھے اپنی بیٹیوں کو گھر بٹھاتے کوئی دکھ کبھی نہ ہوتا۔بہر حال۔اسفند اور حنزل پتہ کروایا

ہے تم لوگوں نے۔ نوٹس بھیجوا نہیں۔ اب یہ معاملہ کورٹ میں حل ہو گا" نواہ کو سمجاتے وہ ان دونوں سے مخاطب ہوئے۔

جی میں نے سیپریشن کا نوٹس بھیج دیا ہے۔ نواہ کی کنڈیشن کے سبب ابھی خلع نہیں مل سکتی۔ اور" دوسرے ابھی ہمارے پاس ثبوت نہیں کہ وہ مینٹلی سیک ہے یا نہیں۔ کورٹ میں آئیں گے تو پھر وہیں اب یہ نکتہ اٹھا کر ٹیسٹس کا کہیں گے۔" حزل کی بات پر نواہ کے ذہن میں یکدم ایک جھماکا ہوا۔

ثبوت ہیں" نواہ کے کہنے پر سب نے اسے اچنبھے سے دیکھا۔ کیونکہ جس لمحے اسے گاڑی سے نیچے " پھینکا گیا تھا وہ خالی ہاتھ تھی تو ثبوت کہاں سے آ گئے۔

میں نے اسکی رپورٹس زریں کو دکھائیں تھیں۔" نواہ نے رفاقت کو دیکھا۔ "

عمر کی بیٹی؟" ان کے استفسار پر اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ "

اور اسے رپورٹس اسکین کر کے اپنے پاس رکھنے کو کہا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ تو اسے کسی ڈاکٹر کو دکھانا" نہیں چاہتے تھے۔ تب میں نے سوچا تھا کہ کسی طرح اسے منا کر زریں کے پاس لے جاؤں گی۔ لیکن موقع نہیں ملا" اسکے تفصیل بتانے پر اسفند اور حزل نے ایک دوسرے کو دیکھا۔

بس پھر تو اسے پکڑنا کوئی مشکل بات نہیں" وہ پر امید نظر آئے۔"

میں نے اگلے ہفتے کی تمہاری دبئی کی ٹکٹس کروادی ہیں" نادرہ کے مخاطب کرنے پر اسکے ماتھے پر" تیوریاں چڑھیں۔

اس وقت وہ تینوں ہی لنچ پر اکٹھے تھے۔

مجھے کہیں نہیں جانا اور اس بدکردار عورت سے چھٹکارا دلوائیں مجھے۔ مجھے اب اسے ساتھ نہیں رکھنا" نہ ہی مجھے اس میں کوئی انٹرسٹ ہے۔ پتہ نہیں کیوں آپ نے میری شادی کروادی۔ اور ویسے بھی جب میں اسے طلاق دے دوں گا تو پھر کس بات کے لئے میں چھپتا پھروں" اس کے تلخ جواب پر نادرہ اپنا ماتھا پیٹ کر رہ گئیں۔

تمہارے خیال میں طلاق دے کر جان چھوٹ جائے گی تمہاری۔ جس طرح تم نے اسے مارپیٹ کی" ہے اور جو گاڑی سے گرایا وہ قتل کا اقدام تھا" وہ اسے مختلف پہلو دکھانے لگیں۔

ہاں اتناہی اندھیر مچاہے۔دوسرا مجھے وہ لوگ دبو سے لگتے ہیں۔ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ اس نے سب" کچھ اپنے گھر والوں کو بتایا نہ ہو۔اور سب جاننے کے بعد بھی اگر وہ خاموش تھے۔تو طلاق کے بعد بھی وہ خاموش ہی رہیں گی۔یوڈونٹ وری۔" وہ مزے سے ان کی ہر بات جھٹلا کر بولا۔

اور ویسے بھی سب سے پہلے تو وہ آپ کو جیل بھیجتے جنہوں نے میری کنڈیشن ان سے رشتہ طے" کرتے وقت چھپائی" وہ طنز سے انہیں دیکھتا نیپکن سے ہاتھ منہ صاف کرتا ابھی کھڑا ہی ہوا تھا کہ چوکیدار کی بیوی خاکی لفافہ لے کر اسکے قریب آئی۔

صاحب آپکے نام یہ ڈاک آئی ہے" وہ لفافہ تھامتے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔عدالت سے کوئی نوٹس" لگ رہا تھا۔اس نے تیزی سے لفافہ چاک کیا۔

کیا ہے؟" اسکے چہرے کی متغیر رنگت کچھ اور ہی خبر دے رہی تھی۔"

سیپریشن کا نوٹس آیا ہے۔اور مجھ پر ڈومیسٹک وائلنس کا الزام لگایا گیا ہے" ان کے سامنے وہ لفافہ" تقریباً پھینکتے ہوئے وہ دانت پیس کر بولا۔

دیکھا کہا تھا میں نے۔چلی گئی وہ اپنے ماں باپ کے پاس۔نہیں چھوڑنے والی وہ ہمیں۔کہتی تھی تب" نوشیرواں ہاتھ ہولا رکھو۔پیار سے بھی سمجھاؤ بجھاؤ۔مگر تم تو نجانے کون کون سے بدلے اس سے لینے

پر تلے تھے۔ ارے وہ بدھو سی تھی۔ بہتر انداز میں چلانے کی کوشش کرتے تو وہ لڑکی ساری زندگی تمہاری باندی بن کر رہتی۔ لیکن نہیں۔ ایک نہیں سنی تم نے "نوٹس پڑھتے انہوں نے غصے سے اپنے شوہر کو دیکھتے کہا۔

بھگتو اب تم لوگ" وہ بھی نوشیرواں سے ناراض نظر آرہے تھے۔"

میں کیوں بھگتوں۔ اس مصیبت میں آپ نے پھنسایا ہے مجھے۔ میں تو دبئ جارہا ہوں" وہ تن فن "کرتا وہاں سے واک آوٹ کر چکا تھا۔

کورٹ کے آرڈر کے مطابق ان کی پہلی پیشی تین دن بعد کی تھی جبکہ نوشیرواں کی روانگی ایک ہفتے بعد کی تھی۔

نادرہ نے فوراً ٹریول ایجنٹ کو کال کی۔ مگر وہاں سے بھی مایوسی ہوئ۔ ایک ہفتے سے پہلے فی الحال ان ممالک کی فلائیٹس اویلیویبل نہیں تھیں جہاں جہاں کا اس کا ویزہ تھا۔ کہیں اور جانے کے لئے ویزہ اپلائ کرنے اور اپرووہونے میں دس بارہ دن لگ سکتے تھے۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئیں۔

دو دن بعد وہ ماتھے پر لگے زخموں کے ٹانکے کھلوانے اسی ہاسپٹل آئی تھی۔ آج صالحہ کی دن کی ڈیوٹی تھی۔

کسی کام سے وہ او پی ڈی کے پاس سے گزری جب اسے ایک جانب صوفے پر بیٹھی لڑکی پر نواہ کا گمان گزرا۔

اس کے قدم بے اختیار او پی ڈی کی جانب بڑھے۔ اریب کی بھی آج دن کی ڈیوٹی تھی۔ اور اتفاق سے او پی ڈی میں ہی تھی۔

ہیلو پریٹی گرل "نواہ دروازے کے سامنے لگے صوفوں میں سے ایک پر بیٹھی تھی۔ فرحانہ کے " ساتھ ہی آئی تھی۔ وہ کوئی فون سننے باہر گئیں تھیں۔ اس وقت وہ اکیلی وہاں موجود تھی۔ نظریں جھکائے نجانے وہ کن سوچوں میں گم تھی کہ صالحہ کا اپنے قریب کھڑے ہونا نوٹ نہیں کر سکی۔

اسکی آواز پر اپنے خیالوں کی دنیا سے یکدم باہر آتے سر اٹھایا۔ چہرے پر مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

اریب صالحہ کو اندر آتے دیکھ چکا تھا۔

ایک مریض کو چیک کر رہا تھا جب اس کی نظریں ان دونوں کی جانب اٹھیں۔ نواہ کے چہرے پر ابھرنے والی مسکراہٹ اس لمحے صالحہ کے ساتھ ساتھ اسے بھی بھلی سی لگی۔ اس لڑکی کو وہاں بیٹھے دیکھ کر اسے بھی گمان گزرا تھا کہ یہ وہی لڑکی تھی جس کے لئے اسکی بہن بہت جذباتی ہو گئ تھی۔

صالحہ کو اس لمحے اسکے قریب دیکھ کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ وہی ہے۔

میں ٹھیک ہوں۔ آپ کیسی ہیں؟" اس کی بات کے جواب میں وہ بھی خوشگواری سے اس کا حال پوچھنے لگی۔

بالکل ٹھیک" وہ بھی مسکراتے ہوئ بولی۔"

بیٹھیں" اسکے برابر سیٹ خالی تھی۔ وہ اسے بیٹھنے کا کہتے تھوڑا سا اور کھسک کر دوسری جانب ہوئ۔"

تم ٹانکے کھلوالو پھر تم سے تفصیلی ملاقات ہو گی۔ کس کے ساتھ آئ ہو؟" وہ سہولت سے منع کر کے" بولی۔ کیونکہ اریب کے پاس موجود پیشنٹ کے بعد اسی کا نمبر تھا۔

اماں کے ساتھ آئ ہوں۔" اس نے سادگی سے اسکی بات پر سر ہلاتے جواب دیا۔"

چلو میں ابھی پانچ منٹ بعد آتی ہوں۔ ہوپ فلی تم تب تک فری ہو چکی ہو گی" وہ مسکراتے ہوئے" کہتی باہر کی جانب بڑھی۔

اسے جاتا دیکھتے بھی نواہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکان موجود تھی۔ نجانے کیوں اریب کی نظر بار بار ان دونوں پر اٹھ رہی تھی۔

پیشنٹ فارغ کرکے اس نے نواہ کو اپنے سامنے آنے کا اشارہ کیا۔

وہ آہستہ سے اٹھتی اسکی ٹیبل کے قریب رکھی چیئر پر بیٹھی۔ نرس نے اسکے ماتھے کی پٹی اتاری۔

فرحانہ کا بھی فون بند ہو چکا تھا وہ نواہ کے پیچھے آکر کھڑی ہو گئیں۔

ہمم۔ کافی بہتر ہے۔ بس اب میں یہ میڈیسن لکھ کر دے رہا ہوں۔ وہ مسلسل اس جگہ آپ نے لگانی ہے۔ کوتاہی نہ ہو نہیں تو یہ ہیل اپ ہونے میں ٹائم لگائے گا۔" اسے باتوں میں لگا کر وہ اسکے ٹانکوں پر کوئی اور دوا لگاتے مسلسل بول رہا تھا۔ نہایت پروفیشنل انداز میں اسکے زخموں کا جائزہ لے کر کچھ دوائیاں لکھیں۔

نواہ نے اسکی ہدایات پر فقط سر ہلانے پر اکتفا کیا۔

بیٹا گائنی کی کوئی ڈاکٹر اس وقت بیٹھیں ہیں یہاں؟" فرحانہ کی بات پر اس نے یکدم چونک کر نواہ کو دیکھا۔ جس کے چہرے پر اس وقت بھی نرم سا تاثر تھا۔ وہ حیران تھا کہ اتنا کچھ سہنے کے بعد بھی وہ لڑکی کتنی ہمت سے حالات کا مقابلہ کر رہی تھی۔

جی آنٹی۔ میں آپ کو ان سے ملوا لیتی ہوں" صالحہ جو کچھ دور کھڑی نواہ کے فری ہونے کا انتظار" کر رہی تھی۔یکدم آگے آ کر بولی۔

اماں انہوں نے ہی اس دن مجھے سڑک سے اٹھایا تھا۔" صالحہ کو قریب آتا دیکھ کر وہ ماں سے ملوانے" لگی۔

فرحانہ کے چہرے پر تشکر آمیز مسکراہٹ تھی۔

یہ یہیں پر ڈاکٹر ہیں" اس نے مزید بتایا۔"

بہت شکریہ بیٹا۔ آپکا یہ احسان ہم کبھی نہیں بھولیں گے" وہ مزید متشکر ہوئیں۔"

آپ پلیز ایسے مت کہیں۔ آئیے میرے روم میں چل کر بات کرتے ہیں" وہاں یوں کھڑے ہونا" مناسب نہیں تھا اسی لئے انہیں لئے وہ اپنے روم کی جانب بڑھی۔

بیٹھئیے آنٹی پلیز" ان دونوں کو اپنے سامنے موجود ٹیبل کے قریب رکھی دو کرسیوں کی جانب بیٹھنے" کا اشارہ کیا۔خود اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئ۔

بچانے والی ذات اللہ کی ہے۔ میں نے اس دن بھی نواہ سے یہی کہا تھا۔ کہ اگر میں نہ ہوتی تو کوئی اور ہوتا۔ اللہ نے اسکی زندگی لکھی تھی۔" انکے ساتھ باتیں کرتے کے ساتھ ساتھ اس نے وہاں موجود اپنی گائنی کی ڈاکٹر کی موجودگی کنفرم کی۔

بے شک ایسا ہی ہے" وہ بھی سر ہلا کر بولیں۔"

میں نے ڈاکٹر رافیعہ سے بات کرلی ہے۔ بہت اچھی ڈاکٹر ہیں۔ تھروآؤٹ اسکی بہت ہیلپ کریں گی۔" اسپیشلی ڈلیوری کے وقت آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔ اور میں بھی یہاں موجود ہوں گی۔ کوئی بھی ضرورت ہو مجھے بتائیے گا" اسکی بات پر نواہ یکدم مسکرائی۔

آپ جس طرح میرے لئے کنسرنڈ ہیں۔ یہی بہت ہے" اس کی بات پر صالحہ ہولے سے مسکرائی۔" دوستوں کے لئے کنسرنڈ ہوا جاتا ہے۔ میری دوست بنو گی؟" کہنے کے ساتھ ساتھ وہ ہاتھ آگے بڑھا" کر بولی۔

کیوں نہیں؟" نواہ نے بھی اس کا ہاتھ تھامنے میں پل بھر کے لئے بھی نہیں سوچا۔"

بس آنٹی کوشش کیجئے گا یہ دوبارہ اس شخص کے پاس نہ جائے۔ ہر بار قسمت ساتھ نہیں دیتی۔ "ظلم برداشت کرنا خود پر ظلم ہے اور اس ظالم سے بڑھ کر ہم خود اپنے ظالم بن جاتے ہیں۔ اول تو قصور پر

بھی یوں درندہ بننا کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور پھر کسی اور عورت کی تکلیف کا کسی دوسری عورت سے بدلہ لینا۔ یہ کہاں کا انصاف ہے۔؟ میں جانتی ہوں یہ آپ کا پرسنل میٹر ہے میرا یوں بات کرنا نہیں بنتا۔ مگر انسانیت کے ناطے تو میرا اتنا حق ہے۔" انہیں سمجھاتے وہ فرحانہ کے چہرے پر ابھرنے والی تکلیف دیکھتے بات سمیٹ گئ۔

"بیٹے بس اس معاشرے نے ہم ماؤں کو بھی ایسا ذہنی غلام بنا دیا ہے۔ کہ ایک بیٹی کا گھر بسانے کی خاطر دوسری کو درد اور تکلیف برداشت کرنے کی تلقین کرنی پڑتی ہے ورنہ کس ماں کا دل کرتا ہے کہ وہ بیٹی کو آگ میں جھونکے" ان کی آنکھوں سے بے بسی کے مارے آنسو نکل آئے۔

"جی میں جانتی ہوں یہ اس معاشرے کا المیہ ہے جس نے ہمارے ہاتھ باندھ دئے ہیں۔ مگر اللہ پر یقین تو ہے نا" اس کی بات پر وہ استہزائیہ مسکرائیں۔

"اللہ تو زندگی تنگ کرتا بھی نہیں بیٹے۔ یہ تو لوگ زندگی دوبھر کر دیتے ہیں۔ خیر تم فکر مت کرو۔ ہم نے سیپریشن کا نوٹس بھجوا دیا۔ اس سب کے بعد تو میں کبھی اپنی بچی انہیں نہ دوں" محبت سے نواہ کو دیکھتے وہ گویا ہوئیں۔

"یہ تو بہت اچھا کیا آپ نے۔ تم مجھے اپنا کوئی نمبر دے دو۔ جس پر کبھی کبھی تم سے بات ہو سکے" انہیں سراہتے اور دل میں شکر کرتے وہ نواہ سے بولی۔

ہاں کیوں نہیں "اس کا اپنا فون تو وہیں رہ گیا تھا اس دن گاڑی میں۔ اسفند نے اسے نیا دلا دیا تھا۔ اپنا" نمبر لکھواتے وہ ایک دو اور بات کر کے وہاں سے گائنی کی ڈاکٹر کے پاس گئیں۔

آپ ابھی بھی مجھ سے خفا ہیں" آج ہی وہ دونوں گھر واپس آئے تھے۔ اس دن کے بعد سے ان کے" مابین کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ ایک دو بار فروا نے بات کرنا بھی چاہی مگر حنزل کا انداز بے حد سرد تھا۔

اس سب کے بعد بھی تمہارا کیا خیال ہے کہ مجھے تم سے خفا نہیں ہونا چاہیے "اس کی جانب ایک خفگی" بھری نظر ڈال کر اس نے نظریں واپس ٹی وی کی جانب موڑ لیں۔

کتنی بار سوری کروں "اب تو وہ رونے والی ہو گئی تھی۔"

تم خود سوچو۔۔ اگر نواہ کو کچھ ہو جاتا کیا تم ساری زندگی خود کو معاف کر تیں۔ فروا کسی کے گھریلو" حالات کو اسی لئے گھر والوں سے چھپا لینا کہ اس کا بھرم رہ جائے یہ کہیں کی عقلمندی نہیں۔ جب تم

جانتی ہو کہ ابی جان کے بیٹیوں کو لے کر نظریات اور طرح کے ہیں۔ اور اگر ابی جان کے اور طرح کے نہ بھی ہوتے۔ وہ نواہ کو طلاق کے بعد اپنے پاس نہ بھی رکھ پاتے تو کیا ہم بھی ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہتے۔ بہن بھائی اور کام ہی کس وقت آتے ہیں۔ جب برے وقت میں بہن بھائی ساتھ نہ دے سکیں تو ایسے رشتوں کا فائدہ ہی کوئی نہیں۔

اگر ہماری بیٹی ہوتی اور اسکے ساتھ یہ سب ہوتا۔ کیا تم یا میں برداشت کرتے۔ کبھی بھی نہیں۔ چاہے وہ شخص سائیکو نہ بھی ہوتا مگر اپنی بیوی پر وحشت اتارنا کیا یہ کسی بھی تندرست دماغ والے شخص کو زیب دیتا ہے۔ کیا کبھی میں نے تمہارے ساتھ ایسا کچھ کیا۔ کیا میں نے کبھی تمہیں تمہاری اجازت کے بغیر ہاتھ لگایا۔ نہیں فروا۔ بیوی جاگیر نہیں بلکہ وہ نازک ڈور ہے جسے زور سے تھامنے پر وہ ٹوٹ جاتی ہے بکھر جاتی ہے۔ جتنی نرمی سے تھامیں گے یہ ڈور نہ خود ٹوٹے گی نہ اپنے ساتھ جڑے لوگوں کو توڑتی ہے۔

لیکن اگر یہ ٹوٹ جائے تو واپس جڑ نہیں سکتی بلکہ گرہیں لگا کر جوڑنے کے چکر میں بدنما کر دیتے ہیں۔ ریشم کی ڈور جتنی نرم صحیح جہاں گرہ لگے گی وہاں سے وہ کھردری ہی محسوس ہو گی۔ عورت بھی ریشم کی ویسی ہی ڈور ہے۔

میں کبھی نواہ، تمہاری یا اپنی کسی بھی بہن کو ایسے وحشت زدہ رشتے میں کبھی رہنے نہیں دیں ا چاہتا جو انکی شخصیت کو مسخ کر دیں۔" اسکی یہی سوچ فروا کے دل میں ہمیشہ اس کا مقام بلند رکھتی تھی۔ وہ صرف محبت نہیں کرتا تھا وہ ہر رشتے کی پہلے عزت کرتا تھا۔

خیر۔ اللہ نہ کرے ہماری بیٹیوں، بہنوں کی زندگی میں کبھی کوئی ایسا لمحہ دوبارہ آئے۔ لیکن اگر کوئی" تم سے شئیر کرے تو مجھے بتانے میں ایک سیکنڈ کی دیر مت کرنا۔ جتنا ظالم نوشیرواں تھا۔ ہم بھی اتنے ہی ظالم ہوتے اگر یہ سب جاننے کے بعد بھی اسے وہیں رہنے کی اور اس رشتے کو برقرار رکھنی کی تلقین کرتے۔ عورت کیوں ظلم سہے اسی لئے کہ وہ عورت ہے۔

ایسے شخص سے کبھی محبت نہیں ہو سکتی جو آپکے وجود اور روح کی تذلیل کرے۔

محبت تبھی ہوتی ہے جب عزت ہو۔" فروا کو دائیں بازو کے گھیرے میں لے کر خود کے قریب کرتے وہ جیسے بہت کچھ باور کروا رہا تھا۔

ہر مرد آپ جیسا نہیں ہوتا" وہ کہے بنا نہ رہ سکی۔ "

یہی تو المیہ ہے ہم اپنے بیٹوں، بھائیوں کی تربیت اس انداز میں کرتے ہی نہیں کہ انہیں یہ سکھائیں " کے عورت کسی بھی روپ میں ہو وہ بہر حال انسان ہے۔پہلے اسے انسان سمجھو۔"وہ ایک سرد آہ بھر کر بولا۔

خیر۔اسے نوٹس تو آج بھجوا دیا ہے۔ مگر اس کی ماں جتنی شاطر ہے مجھے شک ہے کہیں اسے ادھر " ادھر نہ کروادے۔ میں نے اپنے دوست کو نوشیرواں کی پکچرز دکھا کر ائیر پورٹ پر الرٹ کروادیا ہے کہ اگر یہ شخص کہیں موو کرنے کی کوشش کرے تو دھر لو وہیں"اسکی بات پر فروا نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔ کس قدر دور تک سوچا تھا اس نے۔

واقعی۔ایسے درندوں کو سخت سے سخت سزا ملنی چاہئے۔ سمیت اسکے ماں باپ کے "وہ نفرت سے " بولی۔

ایسا ہی ہو گا۔ فکر نہ کرو۔ ایک بار سب کھل کر سامنے آجائے گا تو اسکے ماں باپ بھی اندر ہوں گے " اس جرم میں شریک ہونے پر "اس کی جانب دیکھتے وہ پر عزم انداز میں بولا۔

تم نے اپنی کافی نہیں بنائی" ٹیبل پر ایک کپ رکھا دیکھ کر وہ بولا۔ "

نہیں منہ میں دانے سے نکلے ہیں۔بس اسی لئے نہیں پی۔"وہ منہ بنا کر پھر سے اسکے سینے پر سر رکھ کر بولی۔

توڈاکٹر کو دکھاتے ہیں نا"وہ تشویش سے بولا۔"

نہیں جیل پڑی ہوئی تھی وہ لگالی ہے۔ایک دو دن میں ٹھیک ہو جائیں گے"اسکی بات پر سر ہلاتے" اس نے کافی کا مگ ٹیبل سے اٹھایا۔

کیسی ہو؟"چند دن بعد اسے یاد آیا اس نے صالح سے فون نمبر ایکسچینج کیا تھا۔کچھ سوچ کر اسے" ٹیکسٹ کیا۔

بالکل ٹھیک۔تم کیسی ہو؟"دوسری جانب سے فوراجواب آیا۔"

فری ہوتو کال کروں"اس سے پہلے کے وہ جواب دیتی۔صالحہ نے دوبارہ میسج کیا۔"

اسکے جی کا ریپلائی آتے ہی صالحہ نے فون ملا دیا۔

آپ کی ڈیوٹی تو نہیں تھی؟"نواہ کو یکدم خیال آیا۔"

نہیں یار کل رات نائیٹ شفٹ کر کے آئی ہوں۔ آج آف ہے اسی لئے بالکل فری ہوں" اس نے تفصیل سے بتایا۔

اور سناؤ۔ طبیعت ٹھیک ہے تمہاری" اسکی بات پر وہ محض ہمم کر گئی۔"

مجھے ٹینشن ہو رہی ہے" نجانے کیوں اس سے اپنی کیفیت شئیر کرنے کا دل کر تا تھا۔"

کس بات کی ٹینشن؟" صالحہ نے نرمی سے پوچھا۔"

میری وجہ سے ابا۔ بھائی اور حنزل بھائی کورٹس میں خوار ہو رہے ہیں" اس کی تشویش پر صالحہ نے گہری سانس بھری۔

تم کس کی ذمہ داری ہو؟" اس کے سوال پر وہ لمحہ بھر کو خاموش ہو گئی۔"

اللہ نے تمہارے گھر والوں کو تمہارا ذمہ دار بنایا ہے۔ اگر وہ تمہارے لئے کچھ کر رہے ہیں تو اس میں تم کیوں گلٹی فیل کر رہی ہو۔ وہ نہیں کریں گے تو کون کرے گا؟" اس کے سوال پر وہ کیا جواب دیتی۔

مگر مجھے اپنا آپ بہت مس فٹ لگتا ہے اب۔ انہوں نے تو میری ذمہ داری اپنے کندھوں سے اتار دی تھی۔ اور میں پھر سے ان پر آکر پڑ گئی ہوں" اس لمحے ایسی حالت میں وہ ایسا ہی سوچ سکتی تھی۔

میں تمہاری کنڈیشن کا اندازہ لگا سکتی ہوں۔ تم نے کتنا پڑھا ہوا ہے؟"یکدم صالحہ کے سوال پر وہ" حیران ہوئی پڑھائی کہاں سے بیچ میں آ گئ۔

ایم بی اے "اس نے مختصر جواب دیا۔"

توکیا ایم بی اے چھولے بیچنے کے لئے کیا تھا۔ ارے لڑکی جاب کرو۔ اور اپنی ذمہ داری خود اٹھاؤ۔ ان" فضول سوچوں سے بھی نجات ملے گی"اسکی بات پر اسے اب سمجھ آئی اس نے یہ کیوں پوچھا تھا۔

میں شادی سے پہلے بینک میں جاب کرتی تھی"اس نے مزید بتایا۔"

تو پھر کال کرو بینک میں۔ یقیناوہ تمہیں دوبارہ وہاں ضرور اپائنٹ کرلیں گے"اس نے ایک اور" مشورہ دیا۔

مگر میں وہاں سب کو کیا کہوں گی۔ سب کو تو یہی پتہ ہے کہ میری شادی ہو گئ تھی"اسے ایک اور فکر" ستائی۔

دیکھو نواہ۔ شادی ایک امتحان ہے کچھ پاس ہو جاتے ہیں اور کچھ فیل۔ اور جو فیل ہوتے ہیں ان میں" بہت سے وہ ہوتے ہیں جن کا اس امتحان میں کوئی قصور نہیں ہوتا۔ بس اس امتحان میں پاس ہونا ان

کی قسمت میں نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ سوچو کہ شاید اس امتحان میں فیل کر کے اللہ نے تمہیں کسی اور امتحان میں پاس کرنا ہو" اسکی باتیں نواہ کو کتھارسس کی طرح محسوس ہوتی تھیں۔

شاید آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ پہلے یہ سوچتی تھی کہ اس بچے کے ساتھ دنیا میں کیسے سروائیو کروں گی۔ مگر شاید یہ بھی کوئی امتحان ہو" اسکی بات پر صالحہ کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا۔

تم نے بتایا تھا کہ تمہاری بڑی بہن کے ہاں کوئی اولاد نہیں۔ اور مسئلہ تمہاری بہن میں ہے۔ بھائی" ٹھیک ہیں" اس کی بات پھر سے ٹریک سے ہٹی۔

جی" نواہ نے مختصر سا کہا۔"

اور تمہارے بہنوئی بچہ ایڈاپٹ اسی لئے بھی نہیں کر رہے کہ بڑے ہو کر اسکے محرم نامحرم کا ایشو ہو گا" اس نے مزید کہا۔ نواہ اسے یہ سب بتا چکی تھی۔

جی بالکل" وہ پھر حیران ہوئی کہ وہ یہ سب کیوں دہرا رہی ہے۔"

تو پھر یہ سمجھو کہ تمہارا بچہ اللہ نے اصل میں تمہارے پاس انہی کی امانت کے طور پر دیا ہے۔ کبھی" کبھی ہم سمجھ نہیں سکتے کہ ہماری زندگی کا۔ ہمارے ساتھ ہونے والے حالات کا کیا مقصد ہے۔ شاید تمہاری اس تکلیف کو سہنے میں کسی کے لئے اللہ نے عمر بھر کے سکھ کا راز پنہاں کر رکھا تھا۔ یقینا

تمہارے بیٹے یا بیٹی کو ایڈاپٹ کرتے تمہارے بہنوئی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا" صالحہ کی بات پر وہ واقعی میں حیرت زدہ رہ گئی۔ اس نہج پر تو اس نے سوچا ہی نہ تھا۔ بس یہی سوچتی تھی کہ اپنے بچے کو اکیلے کیسے پالے گی۔

آپ بالکل صحیح کہہ رہی ہیں" اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔"

یقیناً تمہاری اس قربانی کا پھل بھی اللہ نے بہت بہترین رکھا ہو گا۔ بس اب یہی سوچ کے یہ وقت" گزارو۔ اور فوری جاب کی کوشش کرو" وہ مسکراتے لہجے میں بولی۔ کسی کو مایوسی سے نکال کر زندگی کی جانب لانا کتنا تسکین آمیز عمل ہے یہ وہی جانتے ہیں جنہیں اللہ نے لوگوں کی مدد کے لئے مختص کیا ہو۔ صالحہ بھی شاید انہی میں سے ایک تھی۔

تھینک یو سوچ۔ مجھے اتنا اچھے سے سمجھانے اور اتنا پازیٹو سوچنے کی طرف مائل کرنے کے لئے" وہ" واقعی متشکر تھی۔

اچھا اچھا اپنا شکریہ اپنے پاس رکھو۔ مجھے امی بلا رہی ہیں۔ پھر کسی دن تفصیلی بات ہو گی۔ اپنا خیال" رکھنا" الوداعی کلمات ادا کر کے وہ دونوں فون بند کر چکی تھیں۔ مگر نواہ کے لئے زندگی گزارنے کے نئے در وا ہو چکے تھے۔

عدالت میں اس وقت نادرہ کے ہمراہ ان کا وکیل موجود تھا مگر نوشیرواں غائب تھا۔

آپ کی جانب سے اہم فریق کہاں ہے؟"جج کے استفسار پر وکیل نے آگے بڑھ کر کوئی پیپر اس کو" تھمایا۔

نواہ کی جانب سے اس وقت حنزل، نواہ اور رفاقت کمرہ عدالت میں موجود تھے۔

پہلی ہی پیشی پر وہ بیمار ہو گئے "پیپر شاید کوئی میڈیکل رپورٹ تھی جس میں اسکی غیر حاضری کی وجہ" اور آج کی پیشی میں شامل نہ ہونے پر معذرت کی درخواست تھی۔ جس پر جج کے سائن اور اسکی اجازت کی ضرورت تھی۔

بہتر ہوتا ہے کہ ایسے معاملات کو عزت سے حل کر لیا جائے۔ مگر آپکی جانب سے ایسی کوئی پیش" رفت نظر نہیں آرہی "جج کے ایک اور ریمارک پر نادرہ اور وکیل نظریں چرا گئے۔

چونکہ ایک فریق ہی موجود نہیں لہذا کاروائی کو آگے نہیں بڑھایا جاسکتا" آخری بات کرتے جج نے" اگلی پیشی کی تاریخ دے دی۔

یہ تو اس طرح کیس کو لٹکاتے رہیں گے" حنزل نے اپنے وکیل کے کان میں آہستہ سے کہا۔"

آپکے خیال میں وہ معاملہ سلجھائیں گے یہ سب کر کے۔وہ معاملے کو مزید بگاڑیں گے۔ہمیں ثابت" قدمی سے کام لیناہو گا" وہ بھی ایسے بہت سے کیسز کو ڈیل کر چکا تھا جہاں طلاق کے لئے ایک پارٹی سالوں لٹکا دیتی ہے۔

اگلی پیشی میں چں مد دن ہیں۔اگر اگلی پر وہ نہ آیا پھر ان کے گھر پر سرچ وارنٹ جاری کئے جائیں" گے۔تاکہ معلوم ہو کہ بہانے بازی ہے یا وہ کہیں چھپ گیا ہے۔اگلی بار باقاعدہ پولیس کو انوالو کیا جائے گا"نواہ کی جانب سے موجود وکیل نے انہیں تسلی دلائی۔

انتظار کے سوا ابھی کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

نواہ نے نفرت بھری نظروں سے کچھ دور موجود نادرہ کو دیکھا۔کبھی کبھی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ کی بجائے خاموشی سے برداشت کی جانے والی تکلیف،تکلیف دینے والے کے گلے کا پھندہ بن جاتی ہے۔

گھر پہنچنے کے بعد وہ بے حد پژمردہ سی کمرے میں بند ہو گئی۔

کیاہو گا اب؟"فرحانہ سب حالات جاننے کے بعد پریشان سی رفاقت صاحاب سے مخاطب ہوئیں۔"

کچھ نہیں ہو گا۔ یہ سب تو ابھی کچھ عرصہ چلے گا۔ جب تک وہ لوگ سنجیدگی سے کسی نتیجے پر نہیں پہنچتے۔" منا کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے کر پیتے وہ سرسری لہجہ اپنا کر بولے۔

تو کیا ابا انہیں گرفتار نہیں کیا جا سکتا صرف اس ایما پر کہ انہوں نے اپنی بیوی کو یوں سڑک پر پھینک دیا" منا سامنے صوفے پر بیٹھ کر بولی۔

بیٹا جی اسکے لئے آئی وٹنسز کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ اگر صالحہ بیٹی کو ہم شامل تفتیش بھی کر دیتے ہیں تو وہ کہیں گے کہ تب ہی پولیس کو انفارم کیوں نہیں کیا۔ اور اگر پولیس وہاں پہنچی بھی تھی تو کاروائی کیوں روک دی گئی۔ ہمارے یہاں کا قانون قصوروار کے لئے سزا کم اور بے قصور کو پھنسانے میں ماہر ہیں۔ یہ کیس الٹا ہمارے خلاف ہو جاتا تھا۔ اسی لئے فی الحال اس چیز پر ہم فوکس نہیں کر سکتے۔ ابھی ہمارا فوکس اس پر ہے کہ اسکے ذہنی طور پر ٹھیک نہ ہونے کو پرووف کیا جائے۔ ان پر دھوکہ دہی کا کیس بنا کر پھر اس لڑکے اور اسکی ماں کو اندر کروایا جائے۔" انکے تفصیل سے بتانے پر وہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔

یہی تو اس ملک کا المیہ ہے جہاں بے قصور کو خود کو بے قصور ثابت کرنے کے لئے ہزاروں تاویلیں دینی پڑتی ہیں۔ اور قصوروار دندناتے پھرتے ہیں۔

اللہ خیر کرے گا۔ان شاءاللہ۔کوئی نہ کوئی صورت نکل ہی آئے گی" وہ پر امید تھے۔وکیل نے انہیں کافی امید دلائی تھی۔کیونکہ نادرہ کے تو وہم و گمان میں بھی نہ تھا ان کے پاس نوشیرواں کی رپورٹس ہوں گی۔جس میں واضح لکھا گیا تھا کہ وہ مینٹلی اسٹیبل نہیں ہے۔

کیا بنا پیشی کا؟" صالحہ جانتی تھی کہ انہوں نے آج کورٹ جانا ہے۔اسی لئے اس وقت کچھ پیشنٹس کو دیکھنے کے بعد نواہ کو فون کیا۔

کیا بن سکتا ہے۔وہ شخص آیا ہی نہیں پیشی میں۔جب تک دونوں فریق موجود نہ ہوں۔کیس کیسے آگے بڑھے گا" وہ مایوس سی تھی

دیکھو نواہ وہ اتنی آسانی سے شاید تمہیں نہ چھوڑے۔چاہے وہ مان نہیں رہا مگر آخری تو اولاد اسی کی ہے۔اور پھر جس قسم کی اسکی ماں ہے۔میرا جہاں تک خیال ہے کہ انہیں اب یہ فکر لاحق ہو گی کہ اگر وہ تمہیں چھوڑ بھی دے۔تب بھی اسکے باپ کی حیثیت سے اسے اپنی اولاد کو اپنی جائیداد میں سے حصہ دینا ہو گا" صالحہ کی بات پر وہ حیران ہوئی اس نے تو اس نہج پر سوچا ہی نہیں تھا۔

مگر مجھے کچھ نہیں چاہئے نہ اپنے لئے نہ اپنی اولاد کے لئے۔ مجھے صرف اس شخص سے الگ ہونا ہے۔" اپنانام الگ کرنا ہے تاکہ اس کا سایہ بھی مجھے اور میری اولاد کو کبھی ہانٹ نہ کرے۔ مجھے راتوں کو خوف آتا ہے۔ تمہیں اندازہ نہیں صالحہ اس گھر میں اس شخص کے ساتھ جس وقت رات ہوتی تھی مجھے لگتا تھا میری سانس بند ہو جائے گی۔ سارادن تو میں خود کو اس سے بچالیتی تھی۔ مگر رات میں وہ کسی درندے کی طرح مجھے اپنے شکنجے میں جکڑ لیتا تھا۔

اففف۔ کاش مجھے اندازہ ہوتا کہ عورت شادی شدہ ہو کر اتنی کمزور اور بے بس ہو جاتی ہے تو میں کبھی شادی نہ کرتی۔ مجھے اس لفظ سے نفرت ہو گئی ہے" وہ یوں کھل کر کسی کے سامنے اظہار نہیں کرتی تھی۔ جس طرح وہ صالحہ کے سامنے اپنا آپ کھول کر رکھ دیتی تھی۔

شاید یہ مان اسی کا دیا ہوا تھا کہ وہ اس سے کوئی بات کرتے جھجھکتی نہیں تھی۔ وہ حقیقت میں اسکی مسیحا ثابت ہوئی تھی۔

ایسی مسیحا جس نے اسکی روح کے زخم سئے تھے۔

ہر ایک کے ساتھ ایسا نہیں ہوتا۔ تم یہ کیوں سوچ رہی ہو۔ یہ بھی تو دیکھو وہ مینٹلی سک تھا۔" اسکی" بات نے صالحہ کو بری طرح چونکا دیا تھا۔ اسکے سامنے تو ابھی پوری زندگی پڑی تھی۔ اگر وہ ایسا سوچنے لگی تھی تو وہ دوبارہ اس رشتے کے لئے کبھی ماننے والی نہیں تھی۔

اور یہ اسی کے مستقبل کے لئے ٹھیک نہیں تھا۔

پتہ نہیں یار۔ بہت سے تندرست بھی اس معاشرے میں عورت پر شک کرتے ہیں اسکی زندگی" تنگ کرتے ہیں۔ کیا وہ سبھی مینٹلی سک ہوتے ہیں۔ نہیں صالحہ ہمارے معاشرے میں مرد کو سکھایا ہی یہی جاتا ہے کہ کوئی بات نہیں اس نے کچھ کہہ دیا تو کیا ہوا۔

یقین کرو میں نے ایک بار اپنی ساس کو کہا کہ اسے منع کریں مجھ پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ تو کہنے لگیں مرد تو ایسا کر دیتے ہیں۔

یہ کون سی ایسی بات ہے۔ تم زبان کم چلایا کرو۔ مطلب مرد بحث کرے تو وہ اسکی شان ہے۔' آدمیوں کی تو عادت ایسی ہی ہوتی ہے'، اسی طرح کے ڈائیلاگ بول کر عورت کو چپ کروا دیا جاتا ہے۔

ایسا خاموش آدمی کو کیوں نہیں کروایا جاتا۔ یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ رشتوں کو صرف عورت نے نہیں بچانا مرد نے بھی بچانا ہوتا ہے سبھی کے گھر والے ایسے نہیں ہوتے جو اپنی بیٹی کے پیچھے چٹان کی طرح کھڑے ہو جائیں۔" وہ شاید ان دنوں بہت کچھ سوچ اور سمجھ گئی تھی۔

ایک بات پوچھوں۔۔۔کیا تمہیں اس شخص سے محبت ہوئی تھی" صالحہ کے دماغ میں کب سے یہ "سوال تھا۔

محبت کیا ہوتی ہے یار۔ یہ تو احساس اور عزت کا نام ہوتا ہے۔ جہاں احساس اور عزت نہ ہو وہاں" صرف سمجھوتا ہوتا ہے محبت نہیں ہوتی۔ اور ایسے شخص سے جو رشتوں کے نام پر عزت تار تار کرے۔

ایسے شخص سے صرف نفرت ہو سکتی ہے۔ میرا دم گھٹتا تھا جب وہ شخص میرے ارد گرد ہوتا تھا۔ وہ مجھے صرف ایک وجود سمجھتا تھا جس سے وہ اپنی بھوک مٹاتا تھا۔ کیا ایسے شخص سے محبت ہو سکتی ہے جو اپنی طلب پوری کر کے یہ بھی نہ دیکھے کہ کہاں کہاں زخم آئے ہیں۔ کبھی افسوس نہ کرے۔ کبھی محبت سے نہ تھامے۔ وہ لڑکیاں خود مینٹلی سک ہوتی ہیں جو ایسے مردوں کو اپنی زندگی کا ہیرو سمجھتی ہیں۔

شاید میں وہاں رہتی تو خود کشی کر لیتی۔ تم صحیح کہتی ہو کچھ واقعات ہمیں بہت کچھ باور کروانے کے لئے ہوتے ہیں۔" وہ یاسیت سے بولی۔ اس شخص کا تصور بھی اب اسے گراں گزرتا تھا۔

اور اگر وہ یہ سب نہ کرتا۔ تو کیا تم تب بھی اسی کے ساتھ رہتیں" صالحہ کے سوال پر وہ لمحہ بھر کو خاموش ہوئی

نہیں اگر وہ اولاد ہونے کے بعد بھی یہی روش اختیار رکھتا تو میں سوچ چکی تھی کہ میں اگر اپنے گھر والوں کے پاس نہ آسکی تو اپنا بچہ لے کر کہیں اور چلی جاؤں گی" یہ بات اس نے فقط سوچی تھی مگر آج کھل کر اس کا اعتراف کیا تھا۔

خود کو ہلکان مت کرو۔ تمہاری جاب کا کیا بنا" یکدم صالحہ نے موضوع بدلا۔"

اس کا اس حال میں اتنا اسٹریس لینا ٹھیک نہیں تھا۔

کل باس نے بلایا ہے۔ دیکھو کیا بنتا ہے" اس کے استفسار پر اس نے بتایا۔"

ان شاء اللہ اچھا ہو گا۔ جیسے ہی جاب مل جائے۔ تب تم نے مجھے ٹریٹ دینی ہے" اس کا ذہن ہلکی پھلکی باتوں کی جانب موڑا۔

جس دن تمہاری فلائیٹ ہے اسی صبح دوسری پیشی ہے۔اگر تم دوبارہ کورٹ نہ گئے تو حالات بگڑ سکتے ہیں" نادرہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ وہ کیا کریں۔

میں اسی لئے آپ کو کہہ رہا ہوں اس معاملے کو مزید مت لٹکائیں میں اسے طلاق دے کر فارغ کر دیتا ہوں" اس کی بات پر نادرہ نے اسے خشمگیں نگاہوں سے دیکھا۔

تمہارے خیال میں وہ صرف طلاق لے کر خاموش بیٹھ جائیں گے۔دھوکہ دہی کا کیس کروا دیا ہے انہوں نے۔نوٹس آگیا ہے۔ویسے تو میں نے اس نوٹس کے خلاف بھی عدالت سے رجوع کیا ہے۔ اور اس بات پر مطمئن ہوں کہ ان کے پاس تمہاری ذہنی حالت کے تشویشناک ہونے کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔لہذا وہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔

اور جن بھی ڈاکٹر کا پولیس یا جج کہے گا اسے ویسے ہی میں پیسے دے کر اپنی مرضی کی رپورٹس بنوا لوں گی۔مگر مجھے تو اب یہ فکر ہے کہ کل کو جب یہ بچہ پیدا ہو گا تو وہ جائیداد میں اس کا حصہ مانگیں گے" نادرہ کل سے اسی بات کو سوچ سوچ کے پریشان ہو رہی تھیں۔

اسی لئے میں نے اس بچے کو ختم کرنا چاہا تھا۔مگر اس وقت آپ کو بڑی خوشی ہو رہی تھی دادی بننے کی۔مجھے رکھنا ہی نہیں تھا اس عورت کو اپنے ساتھ" وہ پھر سے نواہ کا ذکر کرتے نفرت سے بولا۔

معاملہ اتنا سیدھا اور آسان نہیں رہا۔ جتنا تمہیں لگ رہا ہے۔ انہوں نے میرے اور تمہارے خلاف " ایف آئی آر کروادی ہے۔ اب اگر تم کورٹ میں پیش نہ ہوئے تو وہ تمہاری غیر حاضری پر سرچ وارنٹ جاری کر سکتے ہیں۔ اور تم اب ملزم سے مجرم بن جاؤ گے" وہ تشویش سے بولیں۔ ان کی بات سنتے اب کی بار نوشیرواں بھی پریشان ہوا۔

میں فی الحال کراچی چلا جاتا ہوں۔ یا کسی اور شہر" وہ وہاں سے بھی بھاگنے کے چکروں میں تھا۔"

سوچنے دو ابھی مجھے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے پولیس کے بندے ہمارے پیچھے نہ لگا دیئے ہوں۔ ہماری" نقل و حرکت بہت مشکل ہو جائے گی۔ اور تمہیں کسی نے نکلتے دیکھ لیا تو پھر تو پکا پکا کل ہی پولیس ہمارے گھر آئے گی۔

میں سوچتی ہوں کہ کس سے رابطہ کر کے پولیس کو قابو میں کریں۔ اور تمہارے دبئی نکلنے کو کیسے بس کے سامنے لا کر اس معاملے کو لٹکا دیا جائے۔ جب یہ سب لٹک جائے گا تو وہ خود ہی سوائے طلاق کے اور کسی چیز کی خواہش نہیں کریں گے۔" نادرہ کا شیطانی دماغ مسلسل کوئی نئی ترکیب سوچنے میں لگا تھا۔

تم کسی دن گھر آؤ۔ بلکہ آج شام میں تمہیں پک کر لیتی ہوں۔ امی سے ملوانا چاہتی ہوں" وہ کچھ دیر پہلے ہی بینک سے واپس آئی تھی۔

اسکے باس نے اسے دوبارہ سے اسی بینک میں لیکن کسی اور پوسٹ کے لئے اپائنٹ کر لیا تھا۔ سبھی نے نواہ کا ساتھ دیا، اسے حوصلہ دیا کہ وہ اپنا ذہن کہیں اور لگائے۔

وہاں سے واپس آ کے ابھی چینج ہی کیا تھا کہ صالحہ کا فون آ گیا۔

نہیں یار تم تھکی ہو گی۔ پھر کسی دن" وہ جانتی تھی اس کی نائیٹ ڈیوٹی تھی۔ جس کے بعد گھر جا رہی تھی۔ جاتے جاتے اس نے نواہ کو بھی ساتھ چلنے کی پیشکش کی۔

ارے بھئی اتنا بھی نہیں تھکی کہ مہمانوں کو انٹرٹین نہ کر سکوں۔ بس میں کچھ نہیں سن رہی تم ریڈی ہو جاؤ۔ میں تمہیں لینے آ رہی ہوں" اس نے آنا ً فانا ً پروگرام بنا ڈالا۔

میں اماں سے پوچھ لوں۔ پھر بتاتی ہوں۔ تم تو جلدی مچا رہی ہو" وہ کچھ حیران ہوتی فون بند کر کے اٹھی۔ فرحانہ سے فوراً اجازت مل گئی۔ گھر والے خود بھی چاہتے تھے کہ وہ خود کو مصروف کر لے۔

شام پانچ بجے صالحہ اسکے گھر کے باہر اسے لینے موجود تھی۔ لیمن کلر کے سادہ سے پرنٹڈ سوٹ پر چادر لئے وہ تیار کھڑی تھی۔

دروازے تک اسے فرحانہ چھوڑنے آئیں تھیں۔

میں بس دو گھنٹوں تک اسے چھوڑ جاؤں گی۔" ان سے مل کر اس نے گویا انہیں تسلی دی۔"

ارے نہیں بیٹا میں اس کے ابا یا اسفند سے کہوں گی وہ اسے آپکے گھر سے پک کر لیں گے۔" فرحانہ" نے سہونت سے اسے منع کیا۔

چلیں جیسے آپ کی مرضی" مسکرا کر ان کی بات پر حامی بھرتی وہ ان سے اجازت لے کر گاڑی میں" بیٹھ چکی تھی۔

ساتھ والی سیٹ پر نواہ بھی موجود تھی۔

کب سے جوائن کرنا ہے" وہ خاموش نجانے کیا سوچ رہی تھی جب صالحہ کی آواز اسے سوچوں کے" گرداب سے باہر لانے کا سبب بنی۔

بس فرسٹ سے جوائن کروں گی۔ ابھی تو ایک ہفتہ رہتا ہے۔" ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے" بولی۔

کیوں خود کو تھکا رہی ہو۔ سب اللہ پر چھوڑ دو۔ یہ شکر کرو تم اسکے چنگل سے نکل آئی ہو۔ اور جہاں" تک مجھے لگتا ہے وہ شخص تمہیں چھوڑنے میں زیادہ دیر نہیں لگائے گا۔" صالحہ کی بات پر نجانے اسکی آنکھیں کیوں نم ہوئیں۔

تمہارے دل میں کوئی نرم گوشہ ہے ابھی بھی اسکے لئے؟" صالحہ کے سوال پر اس نے نفی میں سر" ہلایا۔

درندوں سے محبت نہیں ہوتی۔ میری آنکھیں بس یہ سوچ کر پر نم ہوئیں ہیں کہ چند مہینوں میں" میری زندگی کیا سے کیا ہو گئی ہے" اپنے ہاتھ گود میں کھولے لکیروں کو دیکھتے اسکی آواز میں بھی نمی گھلی۔

صالحہ نے بے اختیار بایاں ہاتھ اسکے ہاتھوں پر رکھا۔

تم کہیں کمیٹڈ ہو؟" یکدم خود پر قابو پاتے اس نے موضوع بدلا۔"

جی جناب نہ صرف کمیٹڈ بلکہ آدھی میریڈ ہوں۔ نکاح ہو چکا ہے" وہ جو آدھی میریڈ پر حیران سی" ہوئی تھی۔ اسکی پوری بات سنتے مسکرائی۔

اللہ تمہارے نصیب بہت اچھے کرے" اسکے لہجے میں جس قدر حسرت تھی صالحہ سے وہ مخفی نہیں رہ سکی۔

اور تمہارے بھی۔" صالحہ کے کہنے پر اسکے مسکراتے لب سکڑے۔"

تمہاری فیملی میں کون کون ہے؟" وہ پہلی بار صالحہ سے یہ سب پوچھ رہی تھی۔"

امی ہیں۔ ایک بھائی ہے مجھ سے دو سال چھوٹا اور کوئی نہیں ہے۔ ابو کی بہت سال پہلے ڈیتھ ہو گئی تھی" صالحہ نے اپنی فیملی کا مختصر سا تعارف کروایا۔"

اسی لمحے اسکا گھر آ گیا۔

صالحہ نے گاڑی ابھی گھر کے باہر کھڑی ہی کی تھی کہ اندر سے کوئی گیٹ کھول رہا تھا۔

صالحہ کے ساتھ ساتھ اسکی نظر بھی بے اختیار اٹھی۔

اوپی ڈی والے ڈاکٹر کو وہاں دیکھ کر وہ حیران ہوئی۔ جبکہ دوسری جانب جیسے شناسائی تھی۔

صالحہ کے باہر نکلتے وہ بھی باہر آئی۔

وہ بھی انہیں دیکھ چکا تھا۔

چہرے پر نرم سی مسکراہٹ لئے وہ انکے قریب آیا۔

ہیلو لیڈیز"ان دونوں کو ایک ساتھ مخاطب کیا۔"

نواہ ابھی بھی الجھی نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

یہ ہے میرا بھائی اریب۔اسی ہاسپٹل میں یہ بھی ڈاکٹر ہے"صالحہ کے تعارف کروانے پر اسکی الجھن" رفع ہوئی۔

آپ کیا سمجھ رہیں تھیں؟"وہ اسکی الجھی نظروں کا مفہوم سمجھ گیا تھا۔لہذا ڈائریکٹ اسی کو مخاطب" کیا۔

ابھی کچھ سمجھ نہیں پائی تھی کہ صالحہ نے تعارف کروادیا"وہ سادگی سے بولی۔"

ہمارے گھر یہ حساب ہے۔ایک کی ڈیوٹی آف ہوتی ہے تو دوسرے کی آن۔"

اوا چھا"اس نے سرسری سا لہجہ اپنایا۔"

جائیے آپ۔آؤ تمہیں امی سے ملواؤں۔اپنی گاڑی نکال کر میری اندر کھڑی کرے لاک کر دینا"۔"
گاڑی کی چابی اسے پکڑاتے وہ نواہ کو لئے اندر کی جانب بڑھی۔

جبکہ اسکی پر سوچ نظروں نے اندر جانے تک ان دونوں کو دیکھا۔

بہت مزہ آیا بیٹے آپکے ساتھ یہ وقت گزار کر۔ آتی جاتی رہا کرو" کچھ دیر پہلے ہی اسفند اسے لینے آیا" تھا۔ اس وقت وہ گھر جانے کو تیار کھڑی تھی۔ سمیعہ اس بہادر لڑکی سے مل کر بے حد متاثر ہوئیں تھیں۔ اتنی سی عمر میں کیا کچھ نہ دیکھ لیا تھا اس نے۔

انکی بات پر وہ دھیمے سے مسکرائی۔

جی آنٹی۔ صالحہ اب تم آنٹی کو لے ہماری طرف آنا"۔ انہیں جواب دیتی وہ صالحہ کی جانب مڑی۔ "

ہاں ہمیں تو آنا ہی ہے تمہاری طرف" اسکی ذومعنی بات پر نواہ نے کچھ خاص غور نہیں کیا۔ الوداعی " کلمات کہتے وہ گیٹ سے پار اسفند کی گاڑی کی جانب بڑھی۔

کتنی پیاری بچی ہے اور قسمت دیکھو" اندر آتے وہ کچھ افسردگی سے بولیں۔ "

یہ کیا بات کی آپ نے" وہ بے خیالی میں اپنی فلاسفر بیٹی کے سامنے کیا کہہ گئیں تھیں۔ اس کے " چونک کر کہنے پر انہیں اندازہ ہوا۔

زندگی میں ایسے اونچے نیچے موڑ آتے ہی یہ بتانے کے لئے ہیں کہ ہم اس دنیا میں ہیں۔ اور یہاں کی تکلیفیں سہہ کر ہمیں اپنے رستے بنانے ہیں۔ اس میں قسمت کہاں سے بیچ میں آگئ۔ ماشاءاللہ اسکی لمبی زندگی پڑی ہے۔ ابھی تو اس نے بہت سی خوشیاں دیکھنی ہیں" وہ انہیں اس وقت ان کی ماں نہیں بلکہ دادی محسوس ہوئ تھی۔

اچھا اماں جی! غلطی کر دی تمہارے سامنے کچھ کہہ کر۔ میں تو ویسے ہی کہہ رہی ہوں کہ کتنی تکلیفیں سہہ لی ہیں بچی نے" وہ وضاحت دینے لگیں۔

ویسے تم نے یہ کیوں کہا کہ ہمیں تو تمہاری طرف آنا ہی ہے" نواہ تو شاید اسکی بات کو اگنور کر گئ تھی" مگر وہ اسکی ماں تھیں۔ اسکے منہ سے نکلنے والے ہر لفظ اور انداز کو جانتی تھیں۔

یہ تو آپ اپنے بیٹے سے پوچھئے گا کہ میں نے ایسا کیوں کہا" وہ معنی خیزی سے مسکراتے انہیں پھر سے مخمصے میں ڈال گئ۔

تم دونوں کیا کھچڑی بنا رہے ہو" کمر پر ہاتھ ٹکائے وہ اسے گھور کر بولیں۔"

کھچڑی نہیں ہم بریانی بنائیں گے۔ جس کی خوشبو ہر طرف پھیلے گی" مسکراتے ہوئے انکی ٹھوڑی چھو کر وہ پچکارنے والے انداز میں بولی۔

کوئی ایسی راہ اس بچی کو مت دکھانا جو اسکی زندگی کو مزید دکھوں سے دوچار کرنے کا سبب بنے۔ اور" میں نہیں چاہتی کہ میں یا میری اولاد کسی کے لئے بھلا نہیں کر سکتے تو برا بھی نہ کریں" آخر اسکی ماں تھیں۔ سمجھ گئیں تھیں وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔

انہوں نے بھی مبہم انداز میں اسے تنبیہہ کی۔

آپ فکر نہ کریں۔ آپکے بچوں نے کبھی ایسے کام میں ہاتھ نہیں ڈالا جسے ادھورا چھوڑ دیں۔ اور نہ " لوگوں کو کبھی بیچ چوراہے میں چھوڑا ہے۔ ہم وہی کام کرنے کی کوشش کرتے ہیں جسے پورا کرنے کی ہم میں سکت ہو" اب کی بار سنجیدگی سے کہتے وہ انکے کندھوں کو تھام کر گویا انہیں یقین دلاتے ہوئے بولی۔

میرا بیٹا بڑا چھپا رستم نکلا۔ ہوا بھی نہیں لگنے دی" وہ دونوں کچن کی جانب جاتے آپس میں مسلسل " گفتگو کر رہی تھیں۔

ٹیبل سے چیزیں اٹھاتے وہ حیرت سے بولیں۔

وہ کبھی اپنی فیلنگز کا پتہ لگنے دیتا ہے کیا؟ اگلوانا پڑتا ہے اس سے" وہ اریب کے بارے میں بات " کرتے محبت سے مسکرائی۔

"اور تمہیں اتنا بڑا اندازہ کیسے ہوا" بچے سالن کے باؤل فریج میں رکھتے وہ اسکے اندازے پر حیرت سے بولیں۔

"اسکی آنکھوں سے۔ آپ کو پتہ تو ہے۔ اسکی آنکھیں ہمیشہ سے سچ، جھوٹ اور ہر راز آشکار کر دیتی ہیں" وہ مسکرا کر انہیں دیکھتی۔ برتن اسٹینڈ میں لگانے لگی۔

"خیر ابھی اس سب میں وقت ہے۔ تب تک آپکے بیٹے کو بھی اندازہ ہو جائے گا کہ جو وہ سوچ رہا ہے کیا اسے نبھا بھی پائے گا کہ نہیں۔ ویسے بھی نواہ کی طلاق تک ہم ایسی کوئی بات انہیں کہہ نہیں سکتے" اسکے ہاتھ تیزی سے چل رہے تھے۔

"جو بھی ہو۔ اللہ اس بچی کے لئے بہتر کرے۔ میرا تو سوچ سوچ کے دل کٹ رہا ہے کہ کیسے اس نے وہ تشدد سہا ہو گا۔" وہ جھرجھری لے کر بولیں۔

"ارے نواہ! تم نے پھر سے جوائن کر لیا" ہانیہ کی آواز پر کمپیوٹر پر ٹائپ کرتی نواہ نے مڑ کر اسے دیکھا۔ اس نے اور ہانیہ نے اکٹھے بینک جوائن کیا تھا۔ وہ تو شادی کی وجہ سے ریزائن کر چکی تھی لیکن

ہانیہ وہیں کام کرتی تھی۔ایک ہفتہ کے لئے وہ چھٹیوں پر تھی اور انہی دنوں نواہ نے دوبارہ جوائن کیا تھا۔

وہ حیرت اور خوشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔

ہاں بس۔پھر سے آگئی" اسکی مسکراہٹ سمٹی۔"

اور بھئی۔ کیسی شادی شدہ لائف گزر رہی ہے؟" وہ نواہ کے حالات سے بالکل بھی آگاہ نہیں تھی۔"
اپنی طرف سے وہ شریر انداز میں اس سے استفسار کر رہی تھی۔
مگر انجان تھی کہ یہ شرارت اسکے زخموں کو پھر سے ادھیڑ گئ ہے۔

بس گزر گئ" نواہ کے سپاٹ جواب پر اب کی بار وہ چونکی۔"

کیا ہوا ہے۔ازایوری تھنگ آلرائیٹ؟" ابھی اس کا سوال پورا نہیں ہوا تھا کہ یکدم نواہ کو ابکائی سی" محسوس ہوئی۔

وہ دومنٹ کہتے تیزی سے واش روم کی جانب بڑھی۔

ہانیہ کچھ حیران پریشان سی بیٹھی رہ گئ۔

دس منٹ بعد وہ منہ صاف کرتی واپس اپنی سیٹ پر آئی۔

آر یو اوکے۔۔۔ ک-چھ۔۔۔کچھ مسئلہ ہے کیا۔ تم مجھے ٹھیک نہیں لگ رہیں" وہ اپنی پریشانی کو الفاظ" دیتے بولی۔

میں ٹھیک ہوں۔ حالات ٹھیک نہیں۔ میں سیپریشن لے چکی ہوں" اب کی بار اس نے کھل کر بتایا۔"

ہانیہ تو گم صم ہی ہو گئی۔ ابھی بمشکل اسکی شادی کو دو ماہ ہوئے تھے۔

آئم سوری نواہ۔ مگر کیا۔۔۔ ایسا کیا ہوا یار" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا کہے۔"

جو اس معاشرے کی اسی فیصد لڑکیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ دھوکہ، مارپیٹ، شک، زندگی تنگ۔ بس" فرق یہ ہے کہ میں ان اسی فیصد کی طرح سب برداشت کرکے کسی خودکشی کی کہانی کا کردار نہیں بنی۔ میں نے اسٹینڈ لیا۔ اور اسی لئے تمہارے سامنے زندہ سلامت ہوں۔

اپنے اور اپنے آنے والے بچے کی زندگی کو بچانے کی کوشش کی ہے۔ بس۔۔۔" اپنے اوپر بیتے ظلم کو وہ اتنے سادہ الفاظ میں بیان کر گئی کہ وہ سادہ الفاظ ہانیہ کے رونگٹے کھڑے کر گئے۔

بے اختیار وہ اسکے گلے لگ گئی۔ نواہ تو کمپوزڈ تھی مگر ہانیہ کو نجانے کیوں بے حد رونا آیا۔

ارے تم کیوں اتنی پریشان ہو گئیں" ہنستے ہوئے وہ اسے بھینچ گئی۔"

اس سے پیچھے ہٹتے واقعی میں ہانیہ کی آنکھوں میں آں سو تھے۔

تمہاری عظمت پر آنکھیں نم ہو گئیں۔ ظلم سہنا اور ظلم کو سننا دونوں میں بہت فرق ہے۔ میری" دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ تم ایک بہادر لڑکی ہو۔ جس نے اپنی زندگی کو اللہ کی امانت سمجھ کر اس پر ظلم کرنے والے کو منہ توڑ جواب دیا ہے۔ کاش ہم اس معاشرے میں موجود بیٹیوں کو یہ ہمت سکھا سکیں اور بیٹوں کو عورت کی عزت۔ تو شاید نہ کسی کو طلاق لینی پڑے اور اگر کوئی اس ظلم کے خلاف کھڑی ہو جائے تو ہمارے طعنے اور تنگ نظری اسکی زندگی تنگ کرنے کا باعث نہ بنیں۔" جس انداز میں ہانیہ نے اس کی حوصلہ افزائی کی وہ انداز نواہ کی آنکھیں نم کر گیا۔

ورنہ بہت سے یہ سب سن کر یا تو اسے ترحم بھری نظروں سے دیکھ لیتے تھے یا پھر چہ مگوئیاں کرتے تھے۔

تھینک یو" وہ حقیقتا اسکی مشکور ہوئی۔ کبھی کبھی کسی کے الفاظ راستے کی مشکلوں کو آسان کرنے کا" سبب بنتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے ایک ہانیہ بھی تھی۔

آج پھر دوسرا افریق موجود نہیں" دوسری پیشی پر پھر سے نوشیرواں غائب تھا۔"

آج بھی اس کا وکیل کوئی اور بہانہ لے کر موجود تھا۔

یہ عدالت کی توہین ہے۔اور اب اپنی بیوی کے ساتھ ظلم کرنے کے ساتھ ساتھ وہ توہین عدالت کا" بھی مرتکب ہے۔ میں یہاں موجود ایس ایچ او کو حکم دیتا ہوں کہ ایک گھنٹے کے اندر اندر نوشیرواں کو انکے گھر سے پکڑ کر یہاں پیش کیا جائے۔ اور اگر وہ وہاں موجود نہیں تو انکے والد اور والدہ دونوں کو جیل میں بند کر دیں۔تب تک جب تک نوشیرواں خود عدالت میں نہ آئے "جج اس تماشے سے بے حد برہم دکھائی دے رہا تھا۔

اس کے حکم پر جہاں نادرہ کے پاؤں تلے سے زمین کھسکی وہیں رفاقت اور نواہ نے یک گونہ سکون کا سانس لیا۔

کیس میں سب کلئیر ہے۔اور جو الزامات بقول آپکے آپکے بیٹے پر لگائے جا رہے ہیں۔ان سب" حالات کو دیکھتے مجھے وہ سب سچ محسوس ہو رہا ہے۔ آپکے پاس مزید کوئی دلائل ہیں تو وہ آپ پیش کریں۔ایک گھنٹے تک ہم انتظار کرتے ہیں۔ورنہ ملزم اب مجرم بن جائے گا" جج نے نواہ کے وکیل کو مخاطب کیا۔

جی سر ہمارے پاس یہ ثبوت موجود ہیں جس کے مطابق یہ ثابت ہوتا ہے کہ ملزم یا مجرم ذہنی طور پر "ٹھیک نہیں تھا اور اسکی ماں نے یہ بات چھپائی۔ جس کی بدولت ان پر بھی دھوکہ دہی کا کیس بنتا ہے "وہ ثبوت جو انہوں نے نوشیرواں کی موجودگی میں دینے تھے۔ اسکے تاخیر کرنے کے سبب آخر ان کو پیش کر دیا گیا۔

جج نے وہ فائل وکیل کے ہاتھ سے لے کر اسے پڑھنا شروع کیا۔

یہ۔۔ یہ جھوٹ ہے۔ میں بتا چکی ہوں کہ میرا بیٹا ٹھیک ہے۔ یہ لڑکی بد کردار ہے۔ اور میں "درخواست لے کر آئی ہوں کہ میرا بیٹا اپنے بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہے۔ دو ایک دن میں وہ واپس آجائے گا "نادرہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ چکے تھے۔

آپ اپنی بات ایک گھنٹے بعد کیجئے گا "جج نے بری طرح اسے جھاڑ پلائی۔"

ایس ایچ او اپنی ٹیم کے ہمراہ نوشیرواں کو لینے جا چکا تھا۔

ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ نوشیرواں کو لئے کمرہ عدالت میں موجود تھا۔

سر یہ دبئی بھاگنے کی تیاری کئے بیٹھا تھا۔ یہ عورت جھوٹ بول رہی تھی کہ یہ ملک سے باہر ہے۔ آج "شام میں اسکی فلائیٹ تھی "ایس ایچ او اسے لئے جج کے پاس آیا۔

ہاں بھئی خاتون۔ دونوں ماں بیٹے کو اندر کرو۔ اس عورت کو دھوکہ دہی کے سبب اور اس کو بیوی کو" قتل کرنے کے کیس میں دفع چار سو بیس کے تحت اندر کرو۔ اس کے علاوہ یہ بچہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی اسے طلاق دے گا۔ نہ صرف یہ بلکہ حق مہر جو کہ دس لاکھ اور زیور ہے وہ بھی ادا کرے گا۔" جج نے لمحوں میں فیصلہ سناتے کیس کو ختم کیا۔

ایک سال بعد

میں نے سوچا میری بیوی کو تو میاں کی یاد آنی نہیں تو میں خود فون کر لوں" روزانہ فون کر کے وہ یہ" شکوہ کرنا نہیں بھولتا تھا۔

آپ کو یاد ہونا چاہئے کہ میں اب آپکی بیوی نہیں، زائر کی ماما بھی ہوں" اسکی چہکتی آواز پر حنزل کو" یک گونہ سکون محسوس ہوا۔

زائر آج دو ماہ کو ہو چکا تھا۔ اور ان گزرے دو ماہ میں کوئی ایسا لمحہ نہیں تھا جب اس نے فروا کو تھکے ہوئے دیکھا ہو۔

صبح ہو یا آدھی رات زائر جب جب اسے جگاتا، تنگ کرتا وہ ماتھے پر بل لائے بغیر اسکا ہر کام کرتی۔

جس دن زائر ہوا تھا نواہ نے اسے فورا فروا کی گود میں دیا تھا۔

"میں جانتی ہوں آپا۔ آپ اور حنزل بھائی اسے مجھ سے زیادہ محبت دیں گے۔ آج سے میں اسکی خالہ اور آپ اسکے ماں باپ ہیں" زائر کے پیدا ہونے تک اس نے کسی کو یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کے لئے کیا فیصلہ لے چکی تھی۔

جس لمحے نواہ نے زائر کو فروا کی گود میں دیتے یہ الفاظ ادا کئے فروا اور حنزل کو محسوس ہوا انہیں دنیا اور جہاں کا سب سے انمول تحفہ ملا ہو۔

اس کا نام بھی فروا نے رکھا تھا۔ نواہ نے سبھی اختیارات انہیں سونپ دئے تھے۔

"میں شاید مر کر بھی کبھی تمہارا یہ قرض نہ چکا سکوں" فروا کے الفاظ پر اس نے بے اختیار اسکے منہ پر ہاتھ رکھا۔

"اللہ میری زندگی بھی آپ کو لگا دے۔ یہ قرض نہیں۔ اللہ نے شاید مجھے زندگی میں یہ سب اسی بچے کو دنیا میں لانے کے لئے دکھانا تھا۔ میری زندگی کی چند تکلیفیں آپکی اولاد کو دنیا میں لانے کا سبب بنیں۔ اس خوشی کے آگے مجھے اپنی سبھی تکلیفیں بہت چھوٹی لگتی ہیں" جتنی بڑی قربانی وہ دے رہی تھی۔ فروا اور حنزل اسکے مقروض بن گئے تھے۔

اور آج زائر دو ماہ کا بھی ہو گیا تھا۔

جی جناب میں بہت اچھے سے جانتا ہوں۔ اچھا تمہارا میں نے ڈاکٹر سے اپائنمنٹ لے لیا ہے۔" حنزل کی بات پر وہ سوچ میں پڑ گئی۔

کس چیز کے لئے؟" اسے واقعی بھول چکا تھا۔ "

یار تمہارے منہ میں جو دانوں کا ایشو ہے۔ مجھے اس ڈاکٹر سے بالکل بھی کوئی خاص بہتری محسوس نہیں ہوئی۔ اب میں نے ایک اور ڈاکٹر سے اپائنمنٹ لی ہے۔ تو تم اور زائر شام میں ریڈی رہنا" وہ اسے تفصیل سے بتانے لگا۔

اچھا ٹھیک ہے" اسے خود بھی کوئی خاص فرق محسوس نہیں ہو رہا تھا۔"

اچھا واپسی پر یاد رکھئے گا۔ واپسی پر امی کی طرف جانا ہے۔ نواہ کی اریب سے منگنی یا نکاح کا سوچ رہے ہیں۔ امی نے بلوایا ہے" وہ بھی اسے یاد دلاتے بولی۔

ٹھیک ہے" حنزل نے چند اور باتیں کر کے فون بند کر دیا۔"

بھائی صاحب میرے اریب کی خواہش ہے اور ہماری بھی یہی درخواست ہے کہ نکاح کرلیا جائے۔" منگنی کی کیا حیثیت ہے" وہ سبھی اس وقت رفاقت صاحب کے ڈرائینگ روم میں موجود اسکی قسمت کا فیصلہ کررہے تھے۔

بہت اچھی سوچ ہے بچے کی۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں" اس بار انہوں نے پچھلی غلطی نہیں دہرائی" تھی۔ گو کہ سبھی صالحہ کے حوالے سے اریب کو جانتے تھے لیکن پھر بھی اسفند اور حنزل نے اپنے طور پر اچھی طرح اسکی چھان بین کروائی تھی۔

تو پھر اگلے مہینے کی بیس تاریخ بہترین ہوگی" سمیعہ نے ایک اور مشورہ دیا۔ ان کے ساتھ صالحہ اور" اریب خود بھی موجود تھا۔

بالکل ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں" رفاقت صاحب کے کہتے ساتھ ہی فروا نے سامنے موجود" مٹھائی سے سبھی کا منہ میٹھا کروایا۔

سبھی وہاں تھے سوائے نواہ اور زائر کے۔

نواہ اپنے کمرے میں موجود تھی اور زائر کو بھی اس نے فروا کو کہہ کر اپنے پاس بٹھالیا تھا تاکہ فروا آرام سے مہمانداری کر سکے۔

نواہ کو بھی تو کوئی مٹھائی کھلا کر آئے "سمیعہ کے کہنے پر صالحہ جلدی سے اٹھی۔ گو کہ چائے کا سب" سامان وہی رکھ کر گئی تھی۔ مگر سلام کر کے وہ وہاں ٹھہری نہیں تھی۔

صالحہ مٹھائی کی پلیٹ فروا سے لیتے ڈرائینگ روم سے نکل کر اسکے کمرے کی جانب بڑھی۔

میں اندر آجاؤں "ایک شریر سی آواز نواہ کو اپنے کمرے کے دروازے کے باہر سنائی دی۔"

صالحہ کی آواز سنتے وہ ہولے سے مسکرائی۔

آجاؤ۔ یار تمہیں کب سے اجازت کی ضرورت پڑ گئی۔"زائر جو کچھ دیر پہلے ہی سویا تھا آہستہ سے اسے" بیڈ پر لٹا کر وہ دوازے کی جانب بڑھتے دوازہ کھول کر اسے اندر آنے کا کہتی خود ایک جانب ہو گئی۔

اوہ میرا چھوٹو سو گیا" بیڈ پر موجود زائر کو محبت سے دیکھتے وہ بیڈ کے قریب کھڑی محبت بھری نظروں" سے اسے دیکھتے بولی۔

ہاں بس ابھی سویا ہے۔ اب تو اتنا تنگ کرنے لگ گیا ہے آپا کو۔ بس اسی لئے میں نے اپنے پاس روک" لیا" وہ بھی محبت سے اسے دیکھتے بتانے لگی۔

لیں میڈم منہ میٹھا کریں۔"یکدم مڑتے مٹھائی کا چھوٹا سا ٹکڑا اسکے منہ میں ڈالا۔"

اگلے ماہ کی بیس کو ہم آپ کو مسز اریب بنانے والے ہیں"اسکی بات پر وہ بے تاثر چہرے سے سر ہلا کر" نظریں جھکا گئی۔

اسکے سپاٹ انداز پر صالحہ نے اسکا ہاتھ تھاما۔

پریشان ہو؟"اب تک اتنی دوستی تو ہو چکی تھی کہ دونوں ایکدوسرے کے چہرے کے تاثرات سے" اندر کا حال جان لیتی تھیں۔

نہیں۔"وہ سر جھکائے اسکے ہاتھ پر نظریں جمائے ہولے سے سر ہلا کر بولی۔"

تمہارا بھائی مجھ سے بہتر ڈیزرو کرتا ہے۔میں استعمال شدہ ہوں"اسکے اپنے بارے میں کئے گئے" تبصرے پر صالحہ گہری سانس بھر کر اسے لئے بیڈ کی جانب آئی۔اسے بٹھاتے اسکے سامنے ٹکتے اس کا چہرہ اونچا کیا۔

اس فضول بات کا کیا مقصد؟"اسکے سوال پر نواہ نے نظریں اٹھائیں۔"

یہ اریب کا اپنا فیصلہ ہے ہم میں سے کسی نے اسے فورس نہیں کیا۔نہ ہمارے گھر میں یہ رواج ہے کہ" ایک دوسرے پر فیصلے تھوپو"اس نے کھل کر اریب کا دفاع کیا۔

میرا اب اس رشتے میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔شاید میں انہیں وہ محبت نہ دے سکوں جس کو وہ "ڈیزرو کرتے ہیں۔ پتہ نہیں انہیں یہ بات کیوں نہیں سمجھ آرہی" وہ جھنجھلائی تھی۔

تم خود اس سے بات کر چکی ہو۔ کوئی فائدہ ہوا۔ بے وقوف محبت چیز ہی ایسی ہے" اسکی بات پر نواہ کو "چند دن پہلے کا منظر یاد آیا۔

رشتہ آتے ہی وہ انکار کر چکی تھی۔ اور اس بار کسی نے اسے فورس نہیں کیا تھا۔

اس کا انکار اسی طرح سمیعہ بیگم کو پہنچا دیا گیا تھا۔ مگر وہاں سے عجیب و غریب مطالبہ ہوا۔

اریب انکے گھر آکر نواہ سے ملنا چاہتا تھا۔

نواہ بری طرح جھنجھلائی مگر فروا اور صالحہ کے اصرار پر آخر وہ مان گئی۔

بڑوں سے اجازت لے کر وہ لان میں آئی جہاں اریب لان چیئرز پر بیٹھا اسکا منتظر تھا۔

اسکی یہی احتیاط رفاقت سمیت سبھی کو اسکا گرویدہ بنا گئی کہ اس لڑکے نے کوئی اوچھا ہتھکنڈہ استعمال نہیں کیا تھا۔

حتی کے کمرے میں الگ سے ملنے پر بھی اصرار نہیں کیا تھا بلکہ لان میں اس سے ملنے کو ترجیح دی تھی۔

جس لمحے نواہ اندرونی حصے سے نکل کر لان میں آئی وہ کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔ اور گاہے بگاہے اندرونی حصے کی جانب

جانے والے دروازے کو بھی دیکھ رہا تھا۔

اسکن اور لائیٹ گرین رنگ کے پرنٹڈ سوٹ میں سر پر دوپٹہ جمائے وہ لان کی جانب آرہی تھی۔

اسے آتے دیکھ کر وہ فون بند کرتا تعظیماً کھڑا ہوا۔ نواہ نے بس ایک نظر گرے شرٹ اور بلیک پینٹ میں موجود دراز قد اور خوش شکل سے اریب کو دیکھا۔

اسکے قریب آتے ہی اس نے سلام میں پہل کی۔ نواہ ہولے سے جواب دیتے اسے ہاتھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہہ کر خود بھی اسکے سامنے موجود ایک کرسی پر براجمان ہوئی۔

کیسی ہیں آپ؟" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اریب نے پوچھا۔"

ٹھیک۔ آپ کیسے ہیں؟" اسکے سوال پر وہ بھی آہستہ سے سر ہلا گیا۔"

اگر نواہ کی نظریں جھکی تھیں تو اسکی نظریں بھی اپنے ہاتھوں میں موجود موبائل پر جمی تھیں۔ جسے وہ دونوں ہاتھوں میں گول گول گھما رہا تھا۔

آپ نے رشتے سے انکار کر دیا۔ کیا میں وجہ پوچھ سکتا ہوں" کوئی بھی اور تمہید باندھے وہ سیدھا" مطلب کی بات پر آیا۔

نواہ نے جھکی نظریں اٹھا کر لمحہ بھر کو اسے دیکھا جسکی نظریں اب اسکے کھسے میں مقید پاؤں پر جمی تھیں۔

آپ نے اپنے حق کا استعمال کیا اور میں نے اپنے حق کا" نواہ کے جواب پر اس نے لمحہ بھر کو نظریں" اٹھا کر اسکے چہرے کی جانب دیکھا جو سامنے لگے درختوں کو دیکھنے میں مصروف تھی۔

وہ میں جانتا ہوں۔ میں وجہ پوچھنے آیا ہوں" اسکی بات پر نواہ نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔"

وجہ بتانے کی میں پابند نہیں" اسکی بات پر وہ لمحہ بھر کر ہونٹ بھینچ گیا۔ نواہ کو لمحہ بھر میں اپنے" الفاظ کے سخت ہونے کا احساس ہوا۔ وہ اتنے نرم دل کی تھی نجانے کیوں اس سے سختی سے بات کر گئی دیکھیں آپ بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتے ہیں۔ اور ان میریڈ۔ میں کہیں سے بھی آپ کو سوٹ" نہیں کرتی۔ نہ صرف یہ کہ میں طلاق یافتہ ہوں بلکہ میں دھتکاری ہوئی ہوں۔ اور ویسے بھی میرا مردوں پر سے یقین اٹھ چکا ہے۔ میں مینٹلی بالکل بھی کسی بھی رشتے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ آپ کیوں اس رشتے میں انٹرسٹڈ ہیں؟" وہ وجہ بتاتے بتاتے آخر میں کچھ جھنجھلاتی اس سے سوال کر گئی۔

اسکے سوال پر جن نظروں سے اریب نے اسے دیکھا وہ لمحہ بھر کو گنگ رہ گئی۔

وہ کس راستے پر چل پڑا تھا۔ اس نے تو کبھی اس سے سلام کے علاوہ ایسی کوئی بات نہیں کی تھی کہ محبت کے راستے کو چنتا۔

"اگر آپ کو مردوں پر اعتبار نہیں رہا تو معذرت کے ساتھ کیا آپ اپنے والد، بھائی اور بہنوئی کو بھی اس کیٹگری میں رکھیں گی" اسکے تلخ سوال پر اس بار لب بھینچنے کی باری نواہ کی تھی۔

"ہر مرد ایک جیسا نہیں ہوتا۔ بہت سی عورتیں بھی دھوکے باز ہوتی ہیں تو کیا ہم سب عورتوں کو ایک ہی زاویے سے دیکھیں؟" اسکی بات پر وہ لاجواب ہو گئی۔

"قسمت میں ایک بار برا ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ ہر بار برا ہو گا۔" وہ کسی ناصح کی طرح اسے سمجھا رہا تھا۔

"میں آپ کو فورس کرنے نہیں آیا۔ مگر میں اندازہ کر چکا تھا کہ آپ نیگیٹیو خیالات کے زیر اثر اتنی جلدی یہ فیصلہ لے چکی ہیں۔ آپ وقت مانگ لیں۔ دس دن۔ دو ماہ۔ دو سال۔ مجھے کوئی جلدی نہیں ہے۔ مگر اتنی مایوس سوچ سے باہر آئیں۔ مجھ سے شادی نہیں کرنی مجھے تب بھی اعتراض نہیں۔ لیکن تھوڑا سا پریکٹیکل ہو کر سوچیں کس کے لئے آپ اکیلے زندگی گزاریں گی۔

زائر کو تو آپ اپنی بہن کو دے چکی ہوں۔ تو پھر کیا ایک مینٹلی سک کے لئے جوگ لیں گی؟" وہ کتنے آرام سے اسکے پرسنلز میں داخل ہو رہا تھا اور وہ چاہنے کے باوجود اسے روک نہیں پا رہی تھی۔

پلیز" وہ فقط اتنا ہی کہہ سکی۔"

تو پھر اپنے پیرنٹس کے لئے آپ نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی۔ اور اب آپ ان کو ایک دم سے " نظر انداز کر رہی ہیں۔ جو آپکی فکر میں گھل رہے ہیں۔ میں تو کیا پھر کوئی بھی یہی سمجھے گا کہ آپ ایک درندے کو دل سے لگائے بیٹھی ہیں" اسکی بات پر اب کی بار نواہ نے ناراض نظروں سے اسے دیکھا۔

دیکھیں آپ بار بار مجھے اس جنگلی کے ساتھ مت جوڑیں" ماتھے پر بل لائے وہ اسے منع کرنے لگی۔ "

جس کے چہرے پر اسکے غصے پر لمحہ بھر کے لئے مسکراہٹ آکر معدوم ہوئی۔

آپ پہلے بھی اپنے ساتھ غلط کر رہی تھیں۔ اب بھی غلط کر رہی ہیں۔ پہلے آپ نے خود کے ساتھ " ہونے والی ناانصافی کو روکنے میں دیر کی اور اب آپ خوشیوں کو اپنے قریب آنے سے روک کر پھر ناانصافی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔ میں جانتا ہوں اتنی بڑی تکلیف کے بعد ایکدم سے نارمل ہونا مشکل ہے۔ مگر کوشش تو کی جاسکتی ہے۔

اللہ بھی کہتا ہے کہ ہر تکلیف کے ساتھ خوشی جڑی ہے تو پھر ہم کون ہوتے ہیں خوشی کو اپنے اوپر حرام کر کے دکھ کی چادر کو اوڑھ کر بیٹھنے والے۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ آپ کو بار بار دکھ میں دیکھ کر آپکے ماں باپ اپنے فیصلے پر ہر دن اور ہر رات پچھتائیں۔؟" اسکے سوال نواہ کو مشکل میں ڈال رہے تھے۔

دونوں بہن بھائی دوسروں کے اندر اتر کر انہیں پڑھنے کے ہنر سے واقف تھے۔

تو آپ بتائیں کیا کروں پھر میں؟" اب کی بار وہ خفگی سے بولی۔"

اپنے بارے میں سوچیں۔ ان سب حقیقتوں کے بارے میں سوچیں کہ آپکا مستقبل کیا ہو گا۔ کیسے" آپ کو زندگی گزارنی ہے۔ آپ کے ارد گرد جو آپ سے محبت کرنے والے ہیں وہ آپ کو یوں دیکھ کر کس تکلیف اور شرمندگی سے گزر رہے ہیں" اپنی وکالت تو نجانے وہ کرنے آیا تھا کہ نہیں مگر اسکا محاسبہ اچھے سے کر رہا تھا۔

آپ اچھی طرح سوچیں۔ پھر بھی آپکا فیصلہ یہی رہا تو میں دوبارہ آپ کو پریشان کرنے نہیں آؤں گا""

اسکے چہرے پر پھیلی کشمکش دیکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

وہ بھی چونک کر کھڑی ہوئی۔

اپنا خیال رکھئے گا۔ یہ سوچ بغیر کہ خوشیوں پر اب آپ کا حق نہیں۔ خود کو یاسیت اور خود ترسی سے نکال کر دیکھیں گی تو جان جائیں گی کہ خوشیاں آپکے ارد گرد موجود ہیں بس آپ ہی ان سے منہ موڑ رہی ہیں" جاتے جاتے بھی وہ اسے بہت کچھ باور کروا گیا تھا۔

اور پھر چند دن بعد اس نے رشتے کے لئے ہاں کر دی۔

مگر اب سب فائنل ہونے پر بھی وہ گھبراہٹ کا شکار تھی۔

"دیکھو تم نے سب سوچ کر اگر ایک فیصلہ لے لیا ہے تو خود کو وقت اور حالات کے دھارے پر چھوڑ دو۔ میرا بھائی اتنا عقلمند ضرور ہے کہ وہ تمہاری مرضی کے بغیر خود کو تم پر مسلط نہیں کرے گا" صالحہ کی بات کو تو وہ بھی اچھے سے جانتی تھی۔ مگر پھر بھی دل میں ایک عجیب سا خوف تھا۔

"شکر ہے سب صحیح سے طے ہو گیا" وہ جو زائر کو گود میں لئے بیٹھی تھی ماں کا خوشی سے مطمئن چہرہ دیکھ کر مسکرائی۔

وہ سبھی سمیعہ، صالحہ اور اریب کے جانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھے نکاح کی تیاری کے بارے میں بات کر رہے تھے۔شادی تین ماہ بعد تھی۔ اریب اور نواہ کی شادی کے ساتھ ہی صالحہ کی رخصتی بھی تھی۔ اسی لئے انہوں نے تین ماہ کا ٹائم لیا تھا۔

الحمداللہ "فروا بھی ماں کو دیکھ مسکرائی۔ محبت بھی نظر سے وہیں موجود نواہ کو دیکھا جو نجانے کن" خیالوں میں بالکل خاموش بیٹھی تھی۔یکدم فروا کو اپنے منہ میں خون کا ذائقہ سا محسوس ہوا۔زائر کو پاس بیٹھی منا کو تھما کر وہ تیزی سے واش روم کی جانب بڑھی۔

اسے کیاہوا؟" فرحانہ اور باقی سب بھی پریشان سے ہوئے۔ حنزل اسے بھاگنے والے انداز میں" جاتے دیکھ کر خود بھی اسکے پیچھے گیا۔

وہ واش روم میں موجود تھی۔

فرواکیا ہوا ہے؟" وہ دروازے کے باہر سے ہی پوچھ رہا تھا۔"

اسکی آواز سن کر فروا نے یکدم آنکھیں میچیں کچھ دنوں سے اسکے منہ سے خون نکل رہا تھا۔ ابھی تک تو اس نے یہ بات سب سے چھپائی تھی۔ مگر اسے شدید تشویش تھی۔

منہ صاف کر کے وہ باہر آئی۔

کچھ نہیں شاید مٹھائی ہضم نہیں ہوئی۔ وومٹ ہوئی ہے" واش روم کے دروازے کے پاس کھڑے "حنزل سے نظریں چراتے وہ سائیڈ سے گزرنے لگی۔

مگر وہ اسکا بازو تھام کر ایک نظر واش روم میں موجود واش بیسن کو دیکھنے لگا۔

اسکے ہونٹوں کے قریب خون کا ہلکا سا نشان لگا تھا۔ حنزل نے ایک ترش نظر اس پر ڈال کر اسے لئے واش روم کے شیشے کے سامنے کھڑا کیا۔

صرف وومٹ تھی؟" اس کے سوال اور ہونٹ کے قریب اشارہ کرنے پر وہ نظریں چرا گئی۔ "

کب سے ہو رہا ہے یہ؟" اب کی بار اسکا لہجہ سخت تھا۔ "

اوہو۔ آپ اتنا ٹینس کیوں ہو رہے ہیں۔ شاید ان دانوں کی وجہ سے تھوڑا سا خون آتا ہے۔" وہ اس وقت حنزل کا آف موڈ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

میں نے پوچھا ہے کب سے ہو رہا ہے یہ" اس کا لہجہ حنوز سپاٹ تھا۔ "

دو تین دن سے" وہ چور سی بنی سر جھکا کر بولی۔ "

پاس پڑے ٹشو باکس سے ٹشو لے کر صاف کیا۔

کل تمہاری رپورٹس بھی آنی ہیں۔ تو کھل کر میں ڈاکٹر سے ڈسکس کرتا ہوں" وہ پریشان سا اس پر بس ایک نگاہ ڈال کر وہاں سے نکل گیا۔

آپ پریشان مت ہوں۔ سرجری اور کچھ اور میڈیکیشن سے یہ کینسر ٹھیک ہو جائے گا" ڈاکٹر اسکی پریشان صورت دیکھ کر اسے تسلی دلانے والے انداز میں بولا۔ جو رپورٹس ہاتھوں میں تھامے پچھلے دس منٹ سے بس ساکت سا بیٹھا تھا۔

اس وقت وہ ہاسپٹل آیا تھا فروا کی رپورٹس لینے۔ مگر جو کچھ اسکی رپورٹس میں لکھا تھا وہ اسے شاک کر گیا۔ اسے منہ کا کینسر تھا۔ مگر وہ ابھی اس کینسر کے دوسرے اسٹیج پر تھی۔

سرجری اور دوائیوں سے بہتری آنے کی امید تھی۔ مگر نجانے کیوں وہ یکدم ہمت ہار چکا تھا۔ ابھی تو اسکی زندگی مکمل ہوئی تھی۔ زائر کے سبب انہیں لگا تھا کہ اب ہی تو انکی فیملی مکمل ہوئی تھی۔ وہ کتنا خوش اور مطمئن لگتی تھی۔ مگر یہ کیا ہو گیا تھا۔

ایک اور آزمائش یا امتحان کیا تھا اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔

کب تک سرجری ممکن ہے؟"وہ اسکی زندگی بچانے کے لئے ہر طرح کے علاج کے لئے خود کو تیار کر چکا تھا۔ دس منٹ بعد اس نے سر اٹھا کر پوچھا۔

اگلے ماہ کے پہلے ہفتے میں"ڈاکٹر کی بات پر وہ یکدم سوچ میں پڑ گیا۔ اگلے ماہ ہی تو نواہ کا نکاح بھی تھا۔" مگر اس وقت اسکے لئے ہر چیز سے زیادہ اہم فروا کی زندگی تھی۔

چانسز کیا ہیں؟"بڑی دقت سے وہ یہ سوال کر رہا تھا۔"

اسی فیصد چانسز ہیں۔ باقی آپ اللہ سے دعا کیجیئے۔ ہم کوشش کر سکتے ہیں اور ان شاءاللہ پوری امید ہے یہ کوشش کامیاب ہو گی"ڈاکٹر ہر طرح سے اسے تسلی دے رہا تھا۔

مگر نجانے کیوں دل ڈوب رہا تھا۔ مگر اسے خود کو کمپوز کرنا تھا۔ نہ کرتا تو فروا کو اس سب کے لئے کیسے تیار کرتا۔

وہ اپنی جگہ س اٹھتا رپورٹس ہاتھ میں لیتے ڈاکٹر سے مصافحہ کرتا وہاں سے نکل آیا۔

کس طرح وہ گاڑی چلا کر گھر تک آیا یہ وہ جانتا تھا۔

رپورٹس کو وہ اپنے آفس بیگ میں رکھ چکا تھا۔ ابھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ فروا اپنی بیماری کے بارے میں کچھ بھی جانے۔ وہ جانتا تھا وہ کتنے کمزور دل کی ہے۔

اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ کیسے اسے یہ بتائے گا۔ کینسر کا تو نام ہی اتنا جان لیوا ہے کہ اچھا بھلا انسان بس یہ سوچ کر رہ جاتا ہے کہ یہ شاید کبھی نہ ٹھیک ہونے والی بیماری ہے۔

گو کہ وہ جانتا تھا کہ بہت سے لوگ کینسر سروائیورز ہیں اس دنیا میں۔ مگر پھر بھی یہ ایک خطرناک بیماری کا نام تھا۔

یہ لیں" وہ اپنے ہی خیالوں کی کشمکش میں بیٹھا ٹی وی کو بے تاثر نظروں سے دیکھ رہا تھا جب فروا کی" آواز پر چونکا۔

چائے کا کپ رکھتے وہ چہرے پر مسکراہٹ لئے اسکے قریب بیٹھ گئ۔

زائر سو یا ہوا ہے؟" اسکے مسکراتے چہرے سے نظریں ہٹاتے کپ پکڑتے وہ بولا۔"

تبھی تو میں آپ کو اتنے سکون سے کام کرتی نظر آرہی ہوں" وہ ہنستے ہوئے بولی۔"

اسکی بات کا جواب دئیے بغیر حنزل چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔

جب سے وہ آفس سے آیا تھا وہ اسے پریشان سا دیکھ رہی تھی۔ صوفے کے بازو پر دھرے اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔

حنزل نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

کیا بات ہے۔ پریشان ہیں؟" وہ بھول چکی تھی کہ آج اسکی رپورٹس آنی تھیں۔"

نہیں تو۔ تم شاپنگ پر گئیں آج؟" حنزل نے فوراََ لہجہ نارمل رکھتے اسکا دھیان بٹایا۔"

ہاں تھوڑی دیر پہلے ہی واپسی ہوئی ہے۔ ٹھہریں میں آپ کو دکھاتی ہوں" وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھی۔ دونوں اس وقت لاؤنج میں بیٹھے تھے۔

حنزل نے اسے جاتے دیکھ کر لب بھینچے۔ سر لگ رہا تھا پھٹ رہا ہے۔

یہ دیکھیں۔" ایک اورنج اور گرے رنگ کی خوبصورت سی پشواز جو ہینگر میں ٹنگی ہوئی تھی۔ اسکے سامنے لہرائی۔

واؤ بہت خوبصورت ہے۔ یار لیکن کلرز ایسے لیا کرو کہ میں ٹوائننگ تو کر سکوں" اسکی بات پر اس نے ایک نظر حنزل کو دیکھ کر ماتھے پر ہاتھ مارا۔

گرے بھی تو ہے اس میں۔ آپ گرے میں کچھ لے لیں۔ یہ دیکھیں زائر کا میں نے گرے اور وائٹ میں ڈریس لیا ہے۔ اسی طرح آپ بھی گرے میں یا تو شلوار قمیض بنوا لیں یا پھر سوٹ پہن لیں۔" وہ اسے مشورہ دیتے بولی۔

ہمم۔یہ عقلمندی کی ہے تم نے۔اچھا یہ رکھ کر آؤ۔مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے"ہمت مجتمع کرتے" آخر اس نے کچھ ڈھکے چھپے انداز میں اسے سرجری کا بتانے کا فیصلہ کیا۔اسکے سنجیدہ انداز پر وہ خاموشی سے چیزیں واپس رکھ کر اسکے قریب بیٹھی۔

میں آج تمہاری رپورٹس لینے گیا تھا۔"حنزل کی بات پر اسے یاد آیا کہ اسکی رپورٹس ملنی تھیں۔"

ہاں مجھے بھول ہی گیا۔کہاں ہیں دکھائیں"اسکی بات پر حنزل نے اسکے دونوں ہاتھ تھامے۔"

میرے بیگ میں ہیں۔کوئی ایسی ٹینشن کی بات نہیں۔بس ایک معمولی سی سرجری ہے۔وہ اگلے ماہ" کے پہلے ہفتے میں ہے۔"وہ نظریں جھکائے اپنا لہجہ نہایت سرسری بناتا اسے بتا رہا تھا۔مبادا آنکھوں کے ذریعے دل میں بڑھتی اذیت اس تک نہ پہنچ جائے۔

سرجری؟"وہ یکدم پریشان ہوئی۔"

ہاں میڈیکیشن بھی ہوگی۔مگر سرجری سے یہ سب دوبارہ نہیں بنیں گے"وہ اسے کس انداز میں" سمجھاتا کہ اسکے گلے کے قریب گلٹی بن چکی ہے۔اور ان دانوں کا نکلنا اور اسکے منہ سے خون آنا اسی وجہ سے ہے۔ابھی وہ گلٹی اتنی زیادہ نہیں بڑھی کہ علاج ممکن نہ ہو۔

سرجری ضروری ہے؟"اسکی تو سرجری کا سن کر ہی جان نکل رہی تھی۔"

ہاں جانی" وہ محبت سے اسکے ہاتھوں پر لب رکھتے بولا۔"

لیکن پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔" وہ ہر ممکن طریقے سے اسے تسلی دلا رہا تھا۔"

مگر اسفند اور رفاقت کو اسے اس بارے میں آگاہ کرنا تھا۔

دو گھنٹے پہلے ہی وہ یہاں آیا تھا۔ رفاقت اور اسفند کے ہمراہ وہ پچھلے دو ہی گھنٹوں سے اسٹڈی میں بند تھا۔

وہ دونوں تو رپورٹس دیکھ کر اسی کی طرح سکتے میں آچکے تھے۔ ان کی بیٹی کی چھوٹی سی بیماری بڑھ کر اتنی بڑھی ہو گئی اور وہ کچھ کر ہی نہیں سکے۔

چانسز۔۔۔ چانسز کیا ہیں؟" اسفند نظریں رپورٹ پر ہی ٹکائے۔ نم آواز میں بمشکل بولا۔"

ڈاکٹرز نے بہت امید دلائی ہے۔ بہت سے کیسز کی ہسٹری مجھے دکھائی ہے۔ اور وہ سب کینسر سروائیور ہیں۔ اور پھر ہمیں اللہ سے امید ہے۔ ڈاکٹرز تو اپنی سی کوشش ہی کر سکتے ہیں نا" وہ انکے ساتھ ساتھ شاید خود کو بھی تسلی دلا رہا تھا۔"

رفاقت صاحب نے صوفے کی ہتھی سے ہاتھ اٹھا کر آنکھوں پر موجود عینک اتار کر سامنے رکھے ٹیبل پر رکھی۔

شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کی مدد سے آنکھوں کے پپوٹے سہلائے۔

میرا خیال ہے فرحانہ کو بھی آگاہ کر دینا چاہئے۔ باقی اللہ میری بچی کے لئے بہتر کرے" کچھ دیر بعد انکی آواز کمرے میں گونجی۔

ابی جان وہ پہلے ہی ابھی نواہ کی تکلیف سے اتنا پریشان رہی ہیں۔ میں انہیں دوبارہ مزید پریشانی میں مبتلا نہیں کر سکتا۔" اس نے سہولت سے انہیں سمجھایا۔

حنزل بھائی ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ بس ویسی ہی بات انہیں بھی بتا کر سرجری کا بتا دیں جتنی بات آپا کو بتائی ہے۔" اسفند ماں کو جانتا تھا وہ تو یہ سب سنتے ہی ہمت ہار دیتیں۔

ہمم۔ ویسے بھی وہ جتنی جذباتی ہے کہیں فروا کو ہی نہ بتا دے" انہیں بھی ان دونوں کا فیصلہ بہتر لگا۔"

پلیز ابی جان اور اسفند آپ لوگ اس طرح پریشان مت ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ میری حالت بھی یہ جاننے کے بعد آپ دونوں سے کم نہ تھی۔ مگر ہم ہمت نہیں کریں گ ےئ۔ تو آہستہ آہستہ سبھی جان

جائیں گے۔اور میں نہیں چاہتا فرواتک اسکی بیماری کی اصل وجہ پہنچے۔وہ بہت پریشان ہو جائے گی" وہ منت بھرے لہجے میں بولا۔

جی بھائی۔بات اتنی چھوٹی نہیں ہے۔مگر ہم پوری کوشش کریں گے کہ کسی کو اس بات کا اندازہ نہ ہو۔بس ہماری بہن ٹھیک ہو جائے۔کیا ہمیں کسی اور ہاسپٹل سے کنسلٹ نہیں کرنا چاہئے۔یا باہر کسی ملک میں چیک کریں۔جہاں بہترین علاج ہوتا ہو اس بیماری کا" اسفند بے چینی سے بولا۔

میں آل ریڈی ایک اور ہاسپٹل میں یہی سب رپورٹس دکھا چکا ہوں۔ایون صالحہ سے بھی ڈسکس کیا ہے۔اس نے اپنے سینئر ڈاکٹرز کے ساتھ مل کر کچھ فارن ڈاکٹرز کو رپورٹ سینڈ کی ہیں۔سبھی کا یہی کہنا ہے کہ سرجری بہت ضروری ہے" حنزل اتنے دنوں سے دن رات کا فرق بھلائے اس کے لئے بھاگ دوڑ کرتا پھر رہا تھا۔

اسکی بات پر اسفند محض سر ہلا کر رہ گیا۔وہ جانتا تھا حنزل کو فروا کی یقینا ان سے بھی زیادہ فکر ہو گی۔

بس دعا کرو۔اللہ میری بیٹی کی قسمت میں صحت اور تندرستی والی زندگی رکھے۔صحت دینی ہوئی تو اللہ اسے یہاں بھی دے دے گا۔اور اگر میری بیٹی کی قسمت میں۔۔۔۔" اس سے آگے وہ جملہ مکمل نہ کر پائیں یکدم گلا رندھ گیا۔اسفند انکے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھا تھا یکدم ان کے کندھے پر ہاتھ

رکھتے انہیں دلاسا دیا۔ حنزل جو انکے دائیں جانب کرسی پر بیٹھا تھا بے ساختہ اٹھا کر انکے قریب دوزانو بیٹھ کر انکے ہاتھ پر اپنے ہاتھ رکھے۔

آپ تو ہمیشہ ہماری ہمت بندھاتے تھے۔" اس کی بات پر وہ بمشکل آنسو پیتے چہرہ اوپر کر گئے۔"

اولاد رشتہ ہی ایسا ہے۔ بندے کی سبھی ہمتیں اور حوصلے سیکنڈز میں تہس نہس کر دیتا ہے۔" تمہارے پاس اب زائر ہے نا۔ تو بتاؤ اسکی تکلیف پر تمہارا دل کانپ جاتا ہے نا۔ پچھلے دنوں جب اسے بخار ہوا تھا۔ دن رات ایک کر دی تھی تم نے" انکی بات پر وہ لاجواب ہوا۔ زائر تو ابھی فقط چند ماہ کا تھا اور انہوں نے سالوں بیٹی کو پال پوس کر بڑا کیا تھا۔ تو کیسے وہ اسے یوں موت کے منہ میں جاتا دیکھ سکتے تھے۔

ابھی ابھی شاک لگا ہے نا۔ اسی لئے سنبھلنے میں وقت لگے گا۔ مگر تم پریشان مت ہو۔ میں اور اسفند" ہر لمحہ تمہارے اور فروا کے ساتھ ہیں" یکدم خود کو مضبوط بناتے انہوں نے دوسرا ہاتھ اسکے ہاتھ پر رکھ کر اسکی ہمت بندھائی۔

افف اماں انہیں کہہ دیں کے خود ہی لے آئیں۔جو بھی وہ لائیں گے میں پہن لوں گی۔مجھے کوئی"
اعتراض نہیں ہے مگر انکے ساتھ جانے پر اعتراض ہے"وہ ماں کی بات سن کر جھنجھلاتے ہوئے بولی۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی توسمیعہ نے بتایا تھا کہ اریب اور صالحہ اس کو بھی ریسیپشن کا ڈریس لینے کے لئے لے جانے آرہے تھے۔

وہ حتی الامکان اریب سے بچ رہی تھی۔گو کہ شادی کی ڈیٹ رکھنے کے بعد صرف ایک بار وہ جیولری کے لئے انکے ساتھ گئی تھی۔مگر اس شخص کی بولتی نظریں اسکی بولتی بند کئے رکھتی تھیں۔

وہ محبت نام کی چیز کے جال میں ابھی اتنی جلدی دوبارہ سے پھنسنا نہیں چاہتی تھی۔شادی بھی وہ یہی سوچ کر کررہی تھی کہ اریب ایک میچور انسان ہے وہ اسے سے وقت مانگ لے گی۔مگر ابھی رشتہ شروع نہیں کرے گی۔

اس نے سوچ لیا تھا کہ اب شادی تک وہ دوبارہ اریب سے نہ ملے گی۔نہ صالحہ کے کسی جھانسے میں آئے گی۔

مگر اب فرحانہ کے یہ کہتے ہی کہ وہ تیار ہو جائے اریب اور صالحہ آرہے ہیں وہ توہتھے سے ہی اکھڑ گئی۔

ہاں تو اریب اکیلا تھوڑی ہے۔صالحہ ہے ساتھ میں۔اور اگر وہ اکیلا بھی ہو تو تب بھی تمہیں کوئی" اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔اتنا بھلے مانس اور شریف بچہ ہے" اسے آنکھیں دکھاتے وہ ابھی سے داماد کے گن گا رہی تھیں۔

افف اماں ایک تو آپ بھی نا" وہ زچ ہوتے بولی۔"

ان کے گھورنے پر اپنے کمرے کی جانب بڑھی تاکہ کپڑے چینج کرے۔وہ اتنا تو جان گئ تھی کہ اسکے واویلا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

کچھ ہی دیر میں وہ اریب اور صالحہ کے ہمراہ شہر کے مشہور مال میں داخل ہو رہی تھی۔

اریب کی جانب تو ایک بار بھی اس نے دیکھنے کی غلطی نہیں کی تھی۔اور شکر تھا کہ اس نے بھی اسے ابھی تک نہیں بلایا تھا۔صالحہ اور وہ باتوں میں مگن تھیں اور وہ خاموشی سے ان کے ساتھ پھر رہا تھا۔

ابھی وہ ایک دکان پر بیٹھے ہی تھے کہ صالحہ کی کوئی کال آگئ۔

ہیلو۔ہیلو۔جی۔جی۔۔آواز نہیں آرہی" اریب اور نواہ صالحہ کے ساتھ دائیں بائیں جبکہ وہ خود انکے" درمیان موجود تھی۔

پلیز ہالڈ آن" دوسری جانب کہہ کر وہ نواہ کی جانب متوجہ ہوئی۔"

تم دونوں دیکھو پلیز۔ میں ایک سیکنڈ کال سن کر آئی۔یہاں شاید سگنلز نہیں آرہے۔"اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتی۔ صالحہ تیزی سے اٹھ کر انکے درمیان سے نکلتی باہر کی جانب بڑھی۔

نواہ کی نظر یکدم اریب پر پڑی جو بولتی نظروں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

نواہ نے تھوک نگلتے نگاہ ہٹائی۔

میم۔یہ دیکھیں۔ آجکل یہ کلر بہت ان ہے نکاح پر" صالحہ دکاندار کو بتا چکی تھی کہ لائیٹ سا ڈریس " دکھائے۔ نکاح کی تقریب کے حوالے سے۔

نواہ کے انداز دیکھ کر دکان دار بھی بھانپ چکا تھا کہ یقیناً یہی لڑکی ہے جسے وہ ڈریس پہننا ہے۔

لہذا برے آرام سے اسکے سامنے پھیلائے اسے مشورے سے بھی نواز رہا تھا۔ اریب کے سامنے وہ جو پہلے ہی جھجک رہی تھی اس دکاندار کی بات پر اور بھی کنفیوز ہوئی۔

آپ ایسا کریں۔ کہ کوئی بیج اور ریڈ دوپٹے کے ساتھ ڈریش دکھائیں"یکدم اریب کے بولنے پر وہ کچھ " حیران سی اسکی جانب ایک نظر دیکھ کر رہ گئی۔

آئی تھنک اچھا لگے گا آپ پر" وہ اسکی نظروں کا خود پر پڑنا محسوس کر چکا تھا۔"

دکاندار جیسے ہی ڈریس لینے کے لئے مڑا۔

اریب اسکی جانب رخ کرکے اسے مزید گھبرانے پر مجبور کرگیا۔

نواہ کو سمجھ نہیں آرہی تھی کیا کہے۔کب ایسے کسی مرد کی توجہ کی وہ عادی تھی۔

جیسے ہی دکاندار ڈریس لے کر آیا۔اریب اس پر سے نظریں ہٹا چکا تھا۔

نواہ نے اپنے سامنے موجود ڈریس کو دیکھا۔آنکھوں کو خیرہ کردینے والا بیج اور ریڈ کمبینیشن میں بے حد اچھا لگ رہا تھا۔

کیسا ہے؟" اریب نے ایک بار پھر اسے دیکھ کر مخاطب کیا۔جو ڈریس کو دیکھتی نجانے کن سوچوں" میں گم تھی۔

اسکے پوچھنے پر چونکی۔

یکدم وہ اس کا اور نوشیرواں کا مقابلہ کرگئ۔اس شخص نے کب اسے یوں عزت اور مان دیا تھا۔

اسے یہ سب ایک خواب ہی لگ رہا تھا۔

میم بہت اچھی چوائس ہے سر کی" وہ دکاندار بھی اسے یوں خاموش دیکھ کر اریب کی پسند پر گویا" تصدیق کرتے ہوئے بولا۔

جیسے آپ کو صحیح لگے" سر جھکا کر وہ فقط اتنا ہی بولی۔"

آپ گرے کلر میں بھی کوئی ڈریس دکھائیں" ایک نظر اسکے انداز کو دیکھ کر وہ پھر سے دکاندار سے" مخاطب ہوا۔

آپ کو یہاں لانے کا مقصد آپکی پسند پوچھنا ہے" دکاندار کے مڑتے ہی وہ سہولت سے اسے سرزنش" کرتے بولا۔

آپ کو ٹھیک لگ رہا ہے تو مجھے بھی ٹھیک لگ رہا ہے" وہ اسے کیا بتاتی وہ کیا محسوس کر رہی تھی۔" آنکھیں یکدم نم ہوئیں۔

اپنی کم مائیگی کے وہ دن یاد آئے۔

بعد میں لڑیں گی تو نہیں" وہ جیسے اسکے انداز سے اسکی کیفیت بھانپ گیا۔ ہلکی پھلکی سی باتیں کر کے" اسے نارمل کرنے کو کوشش کرنے لگا۔

اور یقیناً کامیاب بھی ہو گیا۔

نواہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کھلی۔

میں آپ کو لڑنے والی لگتی ہوں؟" وہ جیسے اس سے تصدیق چاہ رہی تھی یا اسے بتا رہی تھی۔"

بیوی کوئی بھی شادی سے پہلے لڑنے والی نہیں لگتی۔ لیکن شادی ہوتے ہی لڑاکا طیارہ کیسے بن جاتی ہے اس پر ابھی ریسرچ جاری ہے" ہاتھ کو ٹھوڑی کے نیچے مٹھی کی شکل بنا کر رکھتے وہ سر ہلاتے غیر سنجیدہ انداز میں بولا۔

نواہ کچھ لمحے پہلے کی یاسیت سے باہر آچکی تھی۔ اسکے انداز پر ایک بار پھر ہولے سے مسکرائی۔

اور بھئی کچھ ڈیسائیڈ کیا کہ نہیں؟" اس سے پہلے کے ان میں کوئی اور بات ہوتی۔ صالحہ تیزی سے انکی جانب آتے بولی۔"

ہاں آئی تھنک یہ اچھا لگ رہا ہے؟" وہ اسی ڈریس کی جانب صالحہ کی توجہ دلاتے بولی۔"

اریب کی نظروں نے اسکے مطمئن چہرے کو اپنی نظروں کے حصار میں لیا۔

واؤ۔۔۔ بڑی جلدی ڈیسائیڈ ہو گیا" وہ دونوں کی جانب معنی خیزی سے دیکھتے بولی۔"

اب لینا ہے یا مزید خوار ہونا ہے" اسکی شرارت کو نظر انداز کرتے اریب رعب دار انداز میں بولا۔"

ایزیو وش ڈئیر کپل" وہ کہاں انہیں بخشنے والی تھی۔"

اف حنزل کا بھی کوئی حال نہیں ہے۔ دو دن کے لئے امی کی طرف کیا گئی۔ ایسے رکھتا ہے کوئی اپنی" الماری کو" ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی اسفند اسے چھوڑنے آیا تھا۔ حنزل بھی تھوڑی دیر میں آنے والا تھا۔

شکر تھا کہ زائر راستے میں ہی سو گیا تھا۔ ورنہ اس نے کہاں اسے گھر کی صفائی کرنے دینی تھی۔

زائر کو بیڈ پر لٹا کر وہ جیسے ہی الماری کھول کر کپڑے استری کرنے کے لئے نکالنے لگی۔ حنزل کی سائیڈ پر موجود سارے کپڑے اسکے قدموں میں آ گرے۔

انہیں سمیٹتے وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔

سب کپڑوں کو تہہ کرنا شروع کیا۔ جیسے ہی سب تہہ ہو گئے۔ ان میں سے چند استری کے لئے الگ کئے باقی اسی طرح تہہ سمیت الماری میں رکھے۔

ابھی وہ رکھ کر پلٹی ہی تھی کہ پاؤں سے کوئی فائل ٹکرائی۔

یہ بھی شاید کپڑوں سمیت نیچے آگری تھی۔

وہ جوں ہی اٹھانے کو جھکی اس پر اسی کا نام لکھا تھا۔

اسے یاد آیا کہ حنزل نے اسے رپورٹس نہیں دکھائیں تھیں۔نہ اس نے اپنی بیماری کی رپورٹس دیکھیں تھیں۔

شاید یہ وہی تھیں۔وہ بے دھیانی میں انہیں لئے بیڈ پر بیٹھی۔

دو دن بعد اسکی سرجری تھی۔

رپورٹس انویلپ میں سے نکالتے جیسے ہی اس نے پڑھنی شروع کیں وہ ششدر رہ گئ۔

حنزل نے اتنی بڑی بات اس سے چھپائ تھی۔اسکی بیماری عام بیماری نہیں تھی بلکہ اسے کینسر تھا۔

شاک کی جگہ اب اسکی آنکھوں میں نمی بھرنے لگی۔

ابھی تو اس نے جینا سیکھا تھا۔ابھی تو اسے اپنا آپ مکمل محسوس ہونے لگا تھا۔

اور پھر یہ۔۔۔۔

یکدم اسے باہر سے کھٹ پٹ کی آواز آئی۔ تیزی سے ان پیپرز کو فائل میں رکھتے وہ الماری کی جانب بڑھی۔ انہیں کپڑوں کے نیچے چھپایا۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ حنزل کو یہ معلوم ہو کہ اسے اپنی بیماری کا پتہ چل چکا ہے۔

فائل رکھ کر الماری بند کرکے وہ جیسے ہی پلٹی۔ حنزل کمرے میں داخل ہوا۔

ششش "اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا اور زائر کی نیند ڈسٹرب ہوتی فروا منہ پر انگلی رکھتے اسے پہلے ہی" چپ کرواچکی تھی۔

خاموشی سے ایک نظر زائر پر ڈالتے وہ اسکی جانب بڑھا۔

اس کی آنکھوں میں نمی وہ دیکھ چکا تھا۔

کیاہوا؟" اسکے قریب آتے پریشانی سے سرگوشی نما آواز میں بولتے پوچھا۔ "

فروا کو لگا وہ ضبط نہیں کرپائے گی۔ مگر اسے ضبط کرنا تھا۔

زائر بہت تنگ کر رہا تھا" نم آواز میں کہتی اسکے کندھے پر سر رکھ گئی۔ "

افف یار۔بچی ہو تم۔۔۔بچے تو تنگ کرتے ہیں۔اب کیا اس پر ہم رونا شروع ہو جائیں "اسکی بات سنتے گویا اسکی جان میں جان آئ۔

اسکے گرد حصار اپنے مضبوط بازوؤں کا حصار کھینچتے۔ٹھوڑی اسکے سر پر ٹکائ۔

میں کبھی ادھر ادھر ہوئ تو یہ آپ کو بہت تنگ کرے گا "خود پر بمشکل بندھ باندھتے بولی۔ "

تمہیں ہم کبھی ادھر ادھر ہونے نہیں دیں گے "وہ ہنستے ہوئے اسے خود میں بھینچ گیا۔اور وہ اپنی "سسکیوں کا گلا گھونٹنے لگی۔

سنیں "یکدم سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا۔ "

سناؤ "اسکے ماتھے پر بوس دیتے محبت سے چور لہجے میں بولا۔ "

میری سرجری ٹھیک ہو جائے گی؟ "اسکے سوال پر اس نے بھنویں سکیڑیں۔ "

ان شاءاللہ بہت مائیزسی ہے۔تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی "وہ اسکے خدشات سے واقف تھا۔مگر مطمئن "تھا کہ بیماری کی اصل نوعیت سے ناواقف تھی۔ابھی وہ ناواقف تھی تو اتنی پریشان تھی۔جو اسے معلوم ہو جاتا تب کیا ہوتا۔

ان شاءاللہ۔ آپ۔۔ آپ چینج کر لیں میں چائے بنالاؤں" گلے میں پھر سے پھندا پھنسا۔یکدم اسکا" حصار توڑتی وہ باہر کی جانب لپکی۔

اور وہ واش روم کی جانب۔

کچھ ہی دیر پہلے وہ آپریشن تھیٹر میں گئ تھی۔

بہت سی تسلیاں اور دلاسے اسے دے کر وہ اس وقت خود پژمردہ سا باہر کھڑا انتظار کر رہا تھا۔

اسفند، رفاقت اور فرحانہ کے ساتھ ساتھ حنزل کے پیرنٹس بھی گاؤں سے آچکے تھے۔وہ دونوں بھی اس وقت وہیں موجود تھے۔

بہو کے علاوہ وہ انکے بھائی کی اولاد تھی۔اور انہیں بے حد عزیز تھی۔

ہر گزرتا لمحہ اسکے لئے شدید اذیت بھرا تھا۔فرحانہ اور نبیلہ (حنزل کی ماں) مسلسل تسبیح پر ورد کر رہی تھیں۔

زائر کو وہ صبح ہاسپٹل آنے سے پہلے ہی نواہ کے پاس چھوڑ آیا تھا۔

میں چاہتی ہوں زائر کی اسکولنگ سے لے کر اسکے بچوں کی اسکولنگ تک میں اسکی زندگی کا ہر لمحہ انجوائے کروں "بینچ پر بیٹھے اسکے گرد فروا کی آواز کی بازگشت ہوئی۔

رات میں اسے نیند نہیں آرہی تھی سرجری کا سوچتے۔وہ دونوں دیر تک زائر اور اپنے مستقبل کی باتیں کرتے رہے۔

اگر کبھی مجھے کچھ ہو گیا۔یا میں آپ سے پہلے زندہ نہ رہی۔تو۔۔تو آپ کیا کریں گے "اسکی بات پر حنزل کا اسکے بال سہلاتا ہاتھ رکا۔

غصے سے اپنے قریب اپنی محبوب بیوی کو لیٹے دیکھ کر گھورا۔

دماغ صحیح ہے تمہارا"وہ یکدم اس پر بگڑا۔"

کیا ہے یار ایسے ہی فرض کر لیتے ہیں نا"وہ اپنی بات پر زور دیتے بولی۔"

مجھے ایسا کچھ بھی فرض نہیں کرنا۔"وہ غصے سے منہ پھلا کر بولا۔"

اسے کیا بتاتا۔دل کن خدشات میں گھرا تھا۔

افوہ میں نے ایک بات کی ہے"وہ سر پر ہاتھ مارتے بولی۔"

مجھے تمہاری فضول باتوں میں کوئی انٹرسٹ نہیں" وہ کسی طور اسکی باتوں میں نہیں آرہا تھا۔"

اچھا۔ ایک بات سن لیں" وہ منت بھرے انداز میں بولی۔"

فروا" وہ تنبیہہ کرتے بولا۔"

ارے صرف ایک بات پلیز۔ میری اتنی سی خواہش پوری نہیں کریں گے۔ اس کے بعد میں کبھی کوئی فرمائش نہیں کروں گی" اسکی بات پر وہ حقیقت میں کانپا۔"

تم اپنی فضول گوئی بند کر سکتی ہو" اب کی بار وہ سخت لہجے میں بولا۔"

اوہو۔ مجھے کون سا کوئی سیریس بیماری ہے جو اتنا ٹچی ہو رہے ہیں۔ معمولی سی سرجری ہے" وہ کھوکھلا مسکراتے بولی۔"

پلیز یار۔ رحم کرو مجھ پر۔ آئی لو یو" یکدم اسے خود میں بھینچتے اسے سمجھ نہیں آئی وہ اسے کیا کہے۔"

اچھا کہو" مجبوراً اسے اجازت دی۔"

آئی لو یو ٹو" اسکی شرارت پر وہ یکدم ہنسا۔"

ابھی وہ انہی لمحوں کے زیر اثر تھا کہ یکدم اسے آپریشن تھیٹر سے نرس اور چند ڈاکٹرز تیزی سے باہر آتے نظر آئے۔

کیا ہوا سب خیریت ہے۔" وہ تیزی سے ان کی جانب بڑھا۔ انہیں جواب دئے بنا وہ ایک روم میں " مڑے۔

چں‌مد سیکنڈز میں چں‌مد اور ڈاکٹرز بھی آپریش تھیٹر کی جانب دوڑتے نظر آئے۔

ہوا کیا ہے ان سے پوچھو کا ہوا ہے" وہ سب حیران پریشان تھے۔ کہ انہیں کچھ بتانے کی بجائے وہ " لوگ ادھر ادھر بھاگ رہے تھے۔

ایکسکیوزمی۔ کیا ہوا ہے۔ ہمارا پیشنٹ اندر ہے" اسفند ایک ڈاکٹر کے پیچھے بڑھتا آپریشن تھیٹر کے " قریب گیا۔

پلیز دعا کریں۔" وہ فقط اسے یہی کہتا تیزی سے اندر کی جانب بڑھا۔ "

میرا دل بیٹھ رہا ہے۔ آخر ہوا کیا ہے" نبیلہ پریشانی سے بولیں۔ سبھی کا حال ایک جیسا تھا۔ "

تھوڑی دیر بعد چند ڈاکٹرز چہرے سے ماسک اتارتے حنزل کے قریب آئی۔

آئم سوری۔ آپریشن شروع کرنے سے پہلے ہی آپکی وائف کا ہارٹ فیل ہو گیا تھا" اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے وہ مایوس کن انداز میں بولے۔

وہ لڑکھڑایا۔ کیسے۔۔۔ آخر کیسے۔۔۔۔۔

اسکے گرد آہ وبکا گونجنے لگی۔ فرحانہ اور نبیلہ کی اونچی اونچی رونے کی آوازیں اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ خالی نظروں سے بس وہ ساکت آپریشن تھیٹر کی جانب دیکھ رہا تھا۔

کس قدر تکلیف دہ ہے یہ حقیقت۔ مجھے تو ابھی تک یقین ہی نہیں آرہا کہ آپا کو ہمارے درمیان سے" گئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا ہے" فروا کی موت کے بعد آج صالحہ اس سے ملنے آئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ وہ سبھی ابھی تک اس حقیقت کو ماننے سے احتراز برت رہے ہیں۔

لیکن کچھ حقیقتیں اتنی ہی تلخ ہوتی ہیں کہ ناچاہتے ہوئے بھی انہیں ماننا پڑتا ہے۔ زندہ رہنے کے لئے، زندگی کو گزارنے کے لئے آگے بڑھنا پڑتا ہے۔

تم جانتی تھیں کہ انہیں کینسر ہے۔مجھے کل رات اسفند بھائی نے بتایا تھا کہ تم ان کی رپورٹس دیکھ چکی تھیں" وہ بھی افسردہ سی بیٹھی اس کا غم بانٹنے آئی تھی۔ فروا اسے کس قدر عزیز تھی یہ اس سے بہتر کون جانتا تھا۔

ہاں حنزل بھائی نے مجھ سے رپورٹس شئیر کیں تھیں۔ اور میں نے اپنے سینئر ڈاکٹرز سے بھی کنسلٹ کیا تھا۔ مگر تم جانتی ہو کہ ڈیتھ کینسر سے نہیں ہوئی۔ ان کا کینسر اس اسٹیج پر تھا جہاں سے سرجری اور میڈیکیشن کے بعد وہ آسانی سے سروائیو کر سکتی تھیں۔ مگر شاید اللہ نے انکی زندگی اتنی ہی لکھی تھی۔

بس ہم خود کو بہلاوے دے سکتے ہیں کہ اچھے لوگوں کو اللہ جلدی بلا لیتا ہے۔وہ ایک بہترین انسان تھیں۔ نجانے اللہ کی اس میں کیا مصلحت تھی یہ کوئی بھی جان نہیں سکتا۔ اور اپنے پیاروں کی موت کے پیچھے کیا مصلحت ہوتی ہے اگر ہم جان جائیں تو صبر نہ آجائے۔

مگر پھر بھی ہمیں صبر کرنا ہے اور یہی امتحان ہے" نواہ کے آنسو صاف کرتے وہ خود بھی رو رہی تھی۔

تم صحیح کہتی ہو۔ ہم نہیں جان سکتے۔ شاید اسی لئے اللہ نے انہیں اولاد بھی نہیں دی تھی۔ باپ کے" بغیر اولاد پل جاتی ہے۔ماں میں ہمت ہوتی ہے کہ وہ ماں اور باپ دونوں بن جائے مگر ماں کے بغیر

اولاد رل جاتی ہے۔ مرد اتنی بڑی ذمہ داری نہیں پوری کر سکتا" سر جھکائے آنسو ضبط کرتے وہ ایک تلخ حقیقت کو مان رہی تھی۔

شاید ایسا ہی تھا۔ اللہ جانتا تھا کہ وہ زیادہ عرصہ اس دنیا میں نہیں رہیں گی۔ بس ان کی مغفرت کی دعا" کیا کرو۔ امی بھی بہت پوچھ رہی تھیں۔ کل آؤں گی انہیں لے کر۔ آنٹی کو دیکھو ان کا کیا حال ہو گیا ہے۔ تم سب کو ان کی ہمت بننا ہے۔ اولاد کا غم کم نہیں ہوتا" نواہ کے ہاتھ تھامے وہ اسے سمجھا رہی تھی۔

وہ سر ہلاتے جیسے اسکی سبھی باتیں سمجھ رہی تھی۔

حنزل بھائی کی کیا کنڈیشن ہے؟" سب سے زیادہ نقصان تو اس شخص کا ہوا تھا۔"

بہت برا حال ہے۔ نہ کھانے کا ہوش ہے نہ پینے کا۔ اماں اور ابا روز ان کے پاس جاتے ہیں۔ سمجھاتے" ہیں۔ مگر وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ صبر اتنی جلدی نہیں آئے گی۔ انکی وہ صرف بیوی ہی نہیں تھی۔ دوست تھی۔ محبوب ترین بیوی تھی" ان دونوں کی محبت یاد کرتے ایک بار پھر اس کی آنکھیں نم ہوئیں۔

صحیح کہہ رہی ہو۔ اور زائر ٹھیک ہے؟" اسے زائر نظر نہیں آیا تھا ابھی تک۔"

ہاں۔۔دیکھو کیسی بات ہے؟ پیدا میں نے کیا مگر آپا سے وہ اتنا مانوس ہو گیا تھا کہ ہم سے وہ اس طرح بہلتا ہی نہیں۔ بہت مس کرتا ہے انہیں۔ ابھی اسفند بھائی، حنزل بھائی سے اسے ملوانے لے کر گئے ہیں۔ میں نے اپنے بچے کے لئے ایک اچھا مستقبل سوچ کر انہیں سونپا تھا۔ اور وہاں سب کچھ بکھر گیا۔" بار بار اسکی آنکھیں نم ہو رہی تھیں۔ یہی حال صالحہ کا تھا۔

سارا دن وہ حنزل بھائی کے پاس ہی ہوتا ہے۔ اسے ہی دیکھ کر کچھ ہمت کرتے ہیں۔ ورنہ تو بس کمرہ" بند کئے پڑے رہتے ہیں۔ پھوپھو اور پھوپھا جی بھی بہت پریشان ہیں۔ انہیں بھی سمجھ نہیں آ رہی انہیں اس حال میں چھوڑ کر واپس کیسے جائیں۔ گاؤں میں پھوپھا جی کی زمینیں ہیں۔ اور پھوپھو بھی شہر میں رہنے کی عادی نہیں ہیں۔" وہ تفصیل سے اسے بتا رہی تھی۔

جس اللہ نے مشکل میں ڈالا ہے اس سے نکالنے کا بھی حل وہ ہی کرے گا۔ تم پریشان مت ہو۔ میں" اب چلتی ہوں۔ کل چکر لگاؤں گی" اپنا بیگ لئے وہ اٹھنے کو تیار کھڑی تھی۔

ارے یار بیٹھو۔ میں چائے بناتی ہوں۔" اسے یکدم ہوش آیا۔"

پاگل ہو تم۔ ان فار میلیٹیز کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں یہاں صرف تمہارا غم بانٹنے آئی تھی۔"" اسے آنکھیں نکالتے وہ بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی

تھینک یو صالحہ فور بینگ آلویز ڈئیر فار اس" وہ حقیقت میں اسکی بے حد مشکور تھی۔"

اب واقعی مار لگاؤں گی" اسکی بات پر خفگی سے بولی۔ جو اسکے مقابل کھڑی ہوتی اس سے گلے مل رہی" تھی۔

کیا کیا یاد نہیں آتا تھا۔ اسکا ہنسنا، کھکھلاہٹیں، رونا، خفا ہونا۔ ابھی تو انہوں نے زندگی کو جینا سیکھا تھا۔

اتنی تھوڑی رفاقت تھی ان کی محبت بھری زندگی کی۔

کاش اسے انداز ہوتا، کاش اس کے بس میں ہوتا وہ وقت کو روک لیتا۔

کتنا ڈر رہی تھی وہ سرجری کے لئے۔ کاش اسے پتہ ہوتا کہ بہتری کی بجائے وہ اسے موت کے منہ میں دھکیل رہا ہے تو اس سرجری کو ہونے سے روک دیتا۔

مگر وہ سب نہ بھی ہوتا تو بھی شاید اسے چلے جانا تھا۔ وہ اتنی ہی زندگی لکھوا کر آئی تھی۔

کچھ دیر پہلے ہی اسفند کے ہمراہ زائر آیا تھا۔

باپ کے پاس آتے ہی جیسے وہ کسی قدر سکون میں آیا تھا۔

کچھ دنوں سے اسفندیار فاقت صاحب روزانہ زائر کو اسکے پاس کچھ گھنٹوں کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ اور اسے لگتا تھا کچھ پل کے لئے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔

کتنے خواب سجائے تھے فروا نے زائر کے حوالے سے۔

ابھی وہ اتنا چھوٹا تھا اسکے باوجود اسکا روم ڈیکوریٹ کیا تھا۔

دنیا جہان کے کھلونے اسکے لئے لائی تھی۔

زائر بھی اس ایک ہفتے میں بے حد بے چین رہا تھا۔ ایسے جیسے اسے معلوم ہو اسکی ماں اب اسکے قریب نہیں۔

رفاقت اور فرحانہ سے اسے معلوم ہوا تھا کہ نہ وہ صحیح سے فیڈر لے رہا ہے نہ صحیح سے سو رہا ہے۔

اور آج اسکے پاس آتے ہی فیڈر پی کر وہ سکون سے اسکی گود میں سو رہا تھا۔

اسے دیکھتے اسکا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔

کیوں یہ سزا دی مجھے؟" وہ فروا کے ہیولے سے مخاطب تھا۔"

بہت تکلیف دہ ہے تمہارے بغیر یوں زندگی گزارنا۔ جاتے جاتے مجھے یہ بھی سکھا دیتیں کہ تمہارے بغیر صبر کیسے کرنا ہے؟" وہ شدید خود اذیتی اور بے بسی سے دوچار تھا۔

آہستہ سے زائر کو بیڈ پر لٹا کر وہ بیڈ سے اٹھتا الماری کی جانب بڑھا۔

الماری کے قریب کھڑے ہوتے وہ سائیڈ کھولی جہاں فروا کے کپڑے سلیقے سے ویسے ہی رکھے تھے۔ ہینگرز میں سے وہ ڈریس نکالا جو اس نے نواہ کے نکاح کے لئے لیا تھا۔ اسے خود سے لگاتے وہ جیسے اسکی خوشبو کو خود میں بسانے کی کوشش کر رہا تھا۔

These cold hands

This burning heart

Will always be hollow without you

I lost you

But all the love you left behind

Will always remind me

Remind me of you

یہ اس کا روز کا معمول بن چکا تھا۔ الماری سے اس کی کوئی نہ کوئی چیز نکال کر وہ خود سے لگاتے نجانے کتنے گھنٹے یوں ہی بیٹھا رہتا۔ روتا رہتا۔

نجانے وہ اور کتنی دیر اس ڈریس کو خود سے لگائے کھڑا رہتا کہ کچھ دیر بعد نبیلہ ہولے سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئیں۔ اس نے آہستہ سے اس ڈریس کو خود سے الگ کرتے واپس الماری میں ہینگ کیا۔ آستین سے تر چہرہ صاف کیا۔

وہ اسکے اور اپنی یادوں کا ہمراز کسی کو نہیں بنانا چاہتا تھا حتی کہ اپنی ماں کو بھی نہیں۔

کب تک خود کو یوں اذیت دو گے" وہ آہستہ سے اسکے قریب کھڑے ہوتے۔ اسکے کندھے پر ہاتھ" رکھ کر بولیں۔

وہ ابھی بھی رخ موڑے کھڑا تھا۔

جب اذیت زندگی میں لکھ دی گئی ہو تو میری کوئی بھی بچاؤ کی کوشش بے کار ثابت ہو گی" اسکی" بھاری آواز انہیں شدید تکلیف سے دوچار کر رہی تھی۔

وہ ان کا بہت پیارا اور لاڈلا بیٹا تھا۔ فرماں بردار۔ کبھی ضد نہ کرنے والا۔ زندگی میں اس نے ایک ہی خواہش کی تھی فروا سے شادی کی انہوں نے وہ بنا کسی تاخیر کے پوری کر دی۔

پھر اسکی اولاد نہیں ہوئی اور کمی فروا میں تھی۔ انہوں نے ایک دوبار اسے دوسری شادی کا کہا۔ مگر اس نے انہیں یہ کہہ کر چپ کروا دیا۔

اگر مجھ میں کمی ہوتی تو کیا آپ فروا کو یہ مشورہ دیتیں کہ مجھے چھوڑ کر کسی اور سے شادی کر لے۔ جب" بیٹے کے لئے دل وسیع کر سکتی ہیں تو بہو کے لئے کیوں نہیں"۔ اور پھر اس کے بعد انہوں نے دوبارہ کبھی اصرار نہیں کیا۔

جس وقت نواہ کا بیٹا ان دونوں نے گود لیا ان دونوں کے ساتھ ساتھ اگر کوئی اور ہستی سب سے زیادہ خوش تھی تو وہ نبیلہ تھیں۔

انہیں لگا اب بیٹے کی زندگی مکمل ہے۔

مگر اندازہ نہیں تھا کہ اسکی خوشیوں کو اتنی جلدی نظر لگ جائے گی۔

ان کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیا کر دیں کہ ان کا بیٹا اس اذیت سے باہر نکل آئے۔

بیٹے یہ اللہ کی آزمائش ہے۔اور مسلمان کو تو اس میں پورا اترنا ہوتا ہے۔" اسکا رخ اپنی جانب موڑتے وہ روزانہ کی طرح پھر سے اسے سمجھانے لگیں۔

ماں صبر آتے وقت لگے گا۔مجھ سے اتنی جلدی اس سب کو قبول کرنے کی توقع مت کریں" وہ سر جھکا کر بوجھل دل سے بولا۔

زائر کو تمہاری ضرورت ہے۔ماں تو وہ گنوا چکا ہے مگر باپ کو تو اس سے دور مت کرو" ان کی بات پر اس نے بے اختیار بیڈ پر سوئے زائر کو دیکھا۔

اسی کی وجہ سے تو مجھے لگتا ہے کہ ابھی میں زندہ ہوں" محبت سے زائر کو دیکھا۔گولو مولو سا زائر اسے اس لمحے فروا کا پرتو لگا۔اس کی شکل نواہ اور فروا سے بہت ملتی تھی۔

نواہ بھی کہہ رہی تھی کہ فروا سے اتنا اٹیچ ہو گیا ہے کہ ہم میں سے کسی سے سنبھلتا ہی نہیں" وہ روانی میں اسکے زخم تازہ کر گئیں۔

ماں کی بات پر وہ فقط ہونٹ بھینچ گیا۔

کچھ دن ہمارے ساتھ گاؤں چلو؟" مڑ کر اس سے سوال کیا یا مشورہ دیا۔حنزل کو سمجھ نہیں آئی۔"

ابھی نہیں۔ابھی اس گھر سے کہیں جانے کو دل نہیں کرتا" وہ لمحہ کی تاخیر کئے بنا انکار کر گیا۔"

اکیلے کیا کرو گے۔ زائر کو کیسے سنبھالو گے؟" انکے سوال پر وہ خاموش رہا۔ "

سوچ رہا ہوں صبح آفس جاتے اسے ابی جان کے گھر چھوڑ جایا کروں اور واپسی پر لے آیا کروں۔ بس" اب یہی میرے جینے کی وجہ ہے" وہ ابھی اس کی جذباتیت کو دیکھتے جو کچھ کہنے کا سوچ کر آئیں تھیں وہ کہہ نہ سکیں۔

اللہ تمہارے لئے آسانی کرے" وہ محض اتنا ہی کہہ کر کمرے سے باہر چلی گئیں۔ "

بات کی تم نے اس سے؟" صبح انہیں اور راشد صاحب کو واپس گاؤں کے لئے نکلنا تھا۔ "

وہ دونوں چاہتے تھے کہ وہ اور زائر کچھ دنوں کے لئے ان کے ساتھ چلیں۔

ابھی وہ کچھ سننے کو تیار نہیں" وہ مغموم صورت لئے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ "

تو پھر اس سے شادی کی بات کیسے کریں گے؟" وہ بھی کتاب سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر انکی جانب رخ موڑ" کر بیٹھے۔

وہ کہتا ہے میرے لئے زائر کافی ہے۔یہی اب میرے جینے کی امید ہے" ان کی بات پر وہ لب بھینچ گئے۔

"تمہیں اس کو سمجھانا چاہیئے کہ زائر اس کی اصل اولاد نہیں ہے۔اس نے فروا بیٹی نے اسے گود لیا تھا۔ اور اب اسکی اصل ماں کو واپس کر دینا چاہیئے۔اس کے لئے پوری زندگی پڑی ہے۔یوں تنہا کیسے گزرے گی۔ابھی تو ہم بھی اسے شادی کے لئے نہیں کہہ رہے۔

مگر اب اپنے مستقبل کے بارے میں کچھ سوچے۔زائر کو واپس کرے گا تو اپنی تنہائی کا احساس ہو گا۔ اور تنہائی کا احساس ہوتے ہی ایک ساتھی کی کمی محسوس ہو گی" ان کی بات پر وہ محض خاموش رہیں کیا کہتیں۔

ان کے جس بیٹے نے کبھی ضد نہیں کی تھی لگ رہا تھا وہ اب سب سے زیادہ ضدی نکلے گا۔

انکے تین بیٹے تھے۔حنزل کے بعد شاذل اور پھر جاذل۔باقی دونوں باپ کے ساتھ زمینوں کی ہی دیکھ بھال کرتے تھے۔حنزل کو شروع سے اس کا کوئی شوق نہیں تھا۔

شاذل بھی شادی شدہ تھا۔بس اب جاذل رہ گیا تھا۔

انہیں فکر تھی کہ ان کی زندگی کتنی ہے۔اور ماں باپ کے بعد کون کسی کو پوچھتا ہے۔

وہ چاہتی تھیں کہ وہ جلد اپنا گھر بسانے کا سوچے۔اس کا ذہن بھی کسی اور جانب لگے گا۔

ابھی کچھ وقت اور گزرنے دیں۔ میرا انہیں خیال ابھی یہ سب کہنا مناسب ہے۔"وہ انہیں تحمل کا مظاہرہ کرنے کا مشورہ دے رہی تھیں۔

تم جانتی ہو میں ہارٹ پیشنٹ ہوں۔ میری زندگی کا کیا پتہ۔ میں چاہتا ہوں ہماری زندگی میں وہ اپنا گھر بسالے"ان کی بات پر وہ محض ہنکارا بھر کر رہ گئیں۔

اولاد اتنی بڑی ہو جائے تو اسکے ساتھ ضد نہیں لگاتے۔نہ ہی اپنی بات منوائی جاسکتی ہے۔ میں کہہ رہی ہوں نہ کچھ وقت گزرنے دیں۔جب اسکے لئے زائر کو سنبھالنا مشکل ہو جائے گا۔تب وہ خود ہی کچھ سوچے گا۔ابھی تو زخم بہت تازہ ہے۔ میری بچی کس قدر جان چھڑکتی تھی جنزل پر۔ ایسی محبوب بیوی کو اتنی جلدی بھلایا نہیں جاسکتا۔"وہ ماں تھیں۔اولاد کی تکلیف کو کیسے نہ سمجھتیں۔ کیسے بے حسی سے اسے دوسری شادی کا کرنے کا کہہ دیتیں اور تب جب ابھی اسکی بیوی کی قبر کی مٹی بھی خشک نہیں ہوئی تھی۔

انکی بات پر وہ فکر سے محض سر ہلا کر رہ گئے۔

بھائی صاحب میں جانتی ہوں ابھی یہ وقت ان سب باتوں کا نہیں۔بہت معذرت کے ساتھ میں آج یہ بات کرنے آئی ہوں"سمیعہ اس وقت صالحہ کے ساتھ ان کے گھر موجود تھیں۔

نہیں بہن آپ کہیئے۔مجھے بھی آپ سے بات کرنی تھی"رفاقت صاحب انہیں اجازت دیتے بولے۔"

کچھ دن بعد نواہ اور اریب کا نکاح ہے۔میں جانتی ہوں۔آپ سب کیا ہم میں سے بھی کوئی اس" تکلیف دہ وقت میں کسی بھی طرح کا ایسا فنکشن افورڈ نہیں کرسکتے۔آپ کی اجازت ہو تو نکاح کی ڈیٹ آگے کر دیں۔تاکہ میں نے جن لوگوں کو انوائیٹ کیا ہوا ہے۔انہیں سہولت سے وجہ بتا کر فی الحال نکاح کی تاریخ کو کینسل کر دیا جائے"وہ بے حد بردبار خاتون تھیں۔

بجائے اپنی مرضی یا اپنے مفاد کو دیکھنے کے انہوں نے نواہ کی فیملی کے غم کو دل سے اپنا غم سمجھا۔

بہن میں بھی آپ سے یہی بات کرنا چاہتا تھا کہ ابھی دل بہت تکلیف سے بھرا ہے۔اس سب کے" لئے فی الحال تیار نہیں ہے۔اگر آپ برا نہ منائیں تو اس نکاح کو فی الحال کینسل کر دیں"سمیعہ نے گویا ان کی مشکل آسان کر دی۔

جی جی بھائی صاحب مجھے کوئی اعتراض نہیں میں جانتی ہوں یہ وقت آپ سب کے لئے بہت کٹھن ہے۔ میں کسی قسم کی خود غرضی نہیں کرنا چاہتی۔ ہم اب آپکے اپنے ہیں۔ اور اپنوں کے دکھ سانجھے ہوتے ہیں۔ اللہ آپ سب کو صبر دے" وہ خلوص دل سے بولیں۔

بہت شکریہ "وہ حقیقتا ان کے مشکور تھے۔ آج کے دور میں ایسے اچھے لوگ ملنا بھی قسمت ہوتی ہے۔ اور وہ خوش تھے کہ اس بار نواہ کی قسمت بے حد اچھی تھی۔

ارے بھائی صاحب آپ اب شرمندہ کر رہے ہیں" وہ ہولے سے سر نفی میں ہلاتے بولیں۔ فرحانہ اس پورے عرصے میں انتہائی خاموش تھیں۔

پلیز بہن خود کو سنبھالیں۔ اللہ آپ سب کے لئے آسانی کرے اور آپ کو صبر دے" فرحانہ بیگم کی خاموشی اور غم بانٹتے وہ محبت سے بولیں۔

آمین۔ بس اب صبر ہی رہ گیا ہے۔ پتہ نہیں میری بچی یوں اچانک کیوں چلی گئ۔" وہ جو کب سے آں سو صبط کئے بیٹھی تھیں یکدم دوپٹہ چہرے پر رکھتے پھپھک کر رو ئیں۔

ایسے مت کریں۔بس تکلیفیں بھی وہی دیتا ہے اور ان کا درماں بھی وہی کرتا ہے۔ہمیں بس صبر اور ہمت سے کام لینا ہے" اپنے صوفے سے اٹھتے وہ انکے قریب ٹو سیٹر صوفے پر بیٹھ کر انکے کندھے پر ہاتھ رکھے سہلانے لگیں۔

آپ دونوں باتیں کیجئے مجھے ضروری کام سے جانا ہے" رفاقت صاحب سہولت سے وہاں سے" معذرت کرتے اٹھ کھڑے ہوئے۔

تھوڑی دیر بعد ہی نواہ چائے لے کر آ گئی۔

بیٹے پلیز اس سب کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔آپ لوگ شرمندہ کر دیتے ہیں" وہ شرمندگی سے" بولیں۔

کوئی بات نہیں آنٹی، دنیا کے کام بھی تو ہوتے رہتے ہیں" نواہ ایک سرد آہ بھر کر بولی۔"

مہینے بعد

کل رات نبیلہ آپہ اور راشد بھائی کا فون آیا تھا۔" وہ جو نماز پڑھ کر قرآن مجید لئے بیٹھی تھیں۔" رفاقت صاحب کو بات شروع کرتے دیکھ کر قرآن مجید بند کر کے ان کی جانب متوجہ ہوئیں۔

خیریت تھی" وہ چوکنا ہوئیں۔"

وہ کہہ رہی تھیں کہ انہوں نے حنزل کے لئے چند ایک لڑکیاں دیکھی ہیں۔ تو بہتر ہے کہ ہم زائر کو" اس سے واپس لے لیں تا کہ وہ اسے شادی کے لئے رضامند کر سکیں۔" ان کی بات پر وہ خالی نظروں سے انہیں دیکھ کر رہ گئیں۔

بات ان کی غلط بھی نہیں۔ زائر کون سا اس کا اپنا بیٹا ہے" کچھ حقیقتیں تلخ مگر بہت تکلیف دہ ہوتی" ہیں۔

صحیح کہہ رہے ہیں آپ۔" وہ سرد آہ بھر کر بولیں۔"

آخر وہ کب تک یوں اکیلا رہے گا۔" وہ بھی ان کی مجبوری سمجھتے ہوئی بولیں۔"

آپا نے حنزل سے بات کی ہے زائر کو واپس دینے کی؟" فرحانہ کی بات پر انہوں نے محض ایک نظر" اپنی شریک حیات کو دیکھا۔ اور پھر اثبات میں سر ہلایا۔

توکیا کہتا ہے وہ؟" ان کی بات پر وہ لمحہ بھر کو چپ رہے۔"

وہ کہتا ہے زائر کے علاوہ اس کی زندگی میں جینے کی کوئی امنگ نہیں۔ اس آخری جینے کی امید کو اس" سے کوئی نہ دور کرے" حنزل کا جواب سنتے ہی وہ گویا سناٹے میں آ گئیں۔

تو پھر آپ اسے کیسے زائر کو واپس دینے پر منائیں گے ؟" فرحانہ کی طرح وہ بھی شش و پنج میں مبتلا تھے۔

مگر اب انہیں اپنی بہن کے کہے کہ مطابق کچھ تو کرنا تھا۔

وہ اتنے خود غرض نہیں تھے کہ اپنی بیٹے کے غم میں اسے ساری زندگی گھلتے دیکھتے۔

جہاں انہیں فروا عزیز تھی۔اس سے کہیں زیادہ انہیں حنزل پیارا تھا۔

کچھ تو کرنا پڑے گا۔کل دیکھتے ہیں" وہ پرسوچ انداز میں بولے۔"

کیسے ہو بیٹا" وہ بہت ہمت مجتمع کر کے اس وقت اسکے روبرو بیٹھے تھے۔"

بہتر ہوں" انکے سامنے سنگل صوفے پر بیٹھا وہ بے حد الجھا بکھرا تھا۔انہوں نے کبھی اسے اس حلیے" میں نہیں دیکھا تھا۔وہ بہت نفاست پسند تھا۔ڈریسنگ کے معاملے میں ہمیشہ دھیان کرتا تھا۔

مگر اس وقت ملگجے کپڑے پہنے وہ ان کا درد اور بڑھا رہا تھا۔

مجھے۔۔مجھے کچھ ضروری بات کرنی تھی تم سے۔اس وقت تم مجھے بس اپنا دوست سمجھو۔بالکل ویسے ہی جیسے ہمیشہ سے سمجھتے آئے ہو" وہ تمہید باندھ رہے تھے۔

وہ جو گھٹنوں پر کہنیاں رکھے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسائے سے ہلکے سے جھکائے بیٹھا تھا۔رفاقت صاحب کی بات پر یکدم سر اٹھا کر انہیں دیکھنے لگا۔

ابی جان! آپ کو مجھ سے بات کرنے کے لئے کبھی مشکل درپیش نہیں آئی۔میرا خیال ہے فرواکی" زندگی میں بھی ہم میں کبھی سسر اور داماد کا رشتہ حائل نہیں ہوا۔آپ بلا جھجھک کہیے" وہ انکی مشکل آسان کرتا بولا۔

مگر وہ اسے کیا بتاتے کہ پہلے کبھی ایسے مشکل حالات بھی تو کبھی انکے مابین نہیں آئے تھے۔

دیکھو بیٹے! ابھی تمہارے سامنے بہت لمبی زندگی پڑی ہے۔ہم بالکل نہیں چاہتے کہ تم یوں اکیلے یہ" زندگی گزارو" ان کی بات پر وہ استہزائیہ مسکرایا۔

کسے کیا پتہ ابی جان کتنی زندگی ہے۔زیادہ ہے یا چند دن کی" اسکی بات کا پس منظر وہ جانتے تھے۔یکدم" لب بھینچ گئے۔

بیٹے یہ تو غیب کی باتیں ہیں۔ ہم محض مفروضوں میں تو زندگی نہیں گزار سکتے" انکی بات پر وہ پھر سے سر جھکا گیا۔

"ہم سبھی چاہتے ہیں کہ تم ابھی نہیں مگر کچھ دنوں یا مہینوں میں اپنی زندگی کا کوئی بہتر فیصلہ کرو۔ اور کوئی ساتھی چنو۔" ان کی بات پر اس نے گویا تڑپ کر انکی جانب دیکھا۔

"میں جانتا ہوں یہ تمہارے لئے آسان نہیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے یہ سب تصور کرنا ہم سب کے لئے آسان نہیں۔ مگر زندگی ہمیشہ ویسی نہیں ہوتی جیسی ہم سوچتے ہیں۔ یہ بڑی ظالم ہے۔ جہاں خوشیاں ملتے ہی ہم سمجھتے ہیں اب سب ٹھیک ہو گیا۔ وہیں یہ کوئی ایسا رخ اختیار کرتی ہے کہ ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ہم انسانوں کی سوچ سے کہیں مختلف ہے یہ۔ ہم اللہ کی مصلحت اسکے ارادوں کو کبھی سمجھ نہیں سکتے۔ بہر حال۔ ہم سب یہی چاہتے کہ تم زندگی میں آگے بڑھو۔

وقت کو روکنا تو کسی کے بس میں نہیں۔ روکنا ہوتا تو کبھی کوئی پیارا اپنوں سے نہ بچھڑتا" انکے لہجے میں درد تھا اور یہ درد وہ بخوبی سمجھ سکتا تھا۔

آپ کو امی نے فون کیا تھا؟" وہ بچہ تو نہیں تھا۔"

کیا ضروری ہے کہ تمہاری ماں فون کرتی تو ہی میں یہ سب کہتا۔ مجھے خود بھی بہت کچھ نظر آرہا ہے۔" میں خود غرض باپ نہیں ہوں۔ تم جانتے ہو میں نے تم میں اور اسفند میں کبھی کوئی فرق نہیں رکھا۔ ایک باپ ہونے کے ناطے مجھے تمہاری تنہائی بھلی نہیں لگ رہی" انکی صاف گوئی پر وہ ہونٹ بھینچ گیا۔

اگر میرے لئے اتنے کنسرنڈ ہیں اور مجھے اتنا جانتے ہیں۔ تو یہ بھی جانتے ہوں گے کہ میں یہ فیصلہ" نہیں کر سکتا۔ میرے لئے زائر ہی کافی ہے" وہ بھی صاف گوئی سے بولا۔

مگر وہ تمہاری اپنی اولاد نہیں ہے" "کبھی کبھی اپنوں کو تکلیف سے بچانے کے لئے انہیں تلخ حقیقتیں" بتانی اور دکھانی پڑتی ہیں۔ وہ بھی اس وقت دل پر پتھر رکھ کر اتنی بڑی بات کہہ گئے تھے۔ جسے سنتے ہی وہ سناٹے میں چلا گیا۔

ایک جھٹکے سے سر اٹھا کر اس نے جن نظروں سے انہیں دیکھا تھا وہ رفاقت صاحب کو نظریں چرانے پر مجبور کر گیا۔

زائر۔۔۔ زائر میرا بیٹا نہیں۔۔" کچھ دیر بعد جب وہ بولنے کے قابل ہوا تب ہولے سے سر ہلا کر" ٹوٹے لہجے میں بولتا وہ ان کا دل چیر کر گیا۔

میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے" وہ اپنے الفاظ پر پچھتائے لیکن آخر کسی طرح تو اسے کچھ کہنا تھا۔"

نہیں۔ ابی جان آپ صحیح کہہ رہے ہیں۔ زائر میری اور فروا کی اولاد نہیں "یکدم اس کی آنکھیں شدت جذبات سے سرخ ہو گئیں۔

دیکھو بیٹے۔ وہ تمہارا اصل بیٹا ہوتا بھی۔ تب بھی میں تمہیں اس وقت یہی مشورہ دیتا کہ اسے ہمیں" دے کر تم اپنی نئی زندگی شروع کرو۔ کوئی اور عورت کسی اور کی اولاد کو برداشت نہیں کرتی۔" ان کی بات پر وہ محض خاموش رہا۔

تم ٹھنڈے دماغ سے سوچو۔ ہم۔۔ ہم سب جانتے ہیں کہ تم میں کوئی ایشو نہیں تھا۔ فروا میں کوئی" مسئلہ تھا کہ تم اولاد سے محروم رہے۔ تب بھی تم شادی کرنے کا اختیار رکھتے تھے۔ کہ بہر حال یہ تمہارا حق تھا کہ تم اپنی اولاد کو دنیا میں لاتے۔ مگر تب فروا کی وجہ سے تم نہیں چاہتے تھے۔

ہم میں سے بھی کسی نے زیادہ زور نہیں دیا۔ لیکن اب تم پابند نہیں ہو۔ تم۔۔ تمہیں اپنے ساتھ یہ زیادتی کرنے کی ہم میں سے کوئی اجازت نہیں دیتا۔ تم زائر کو ہمیں دے دو۔ اور کچھ عرصے میں اپنا گھر بساؤ۔ اپنی فیملی بناؤ" ان کی باتوں سے اسکا کیا حال ہو رہا تھا کاش کہ وہ بتا سکتا۔

میں پابند ہوں۔ میں فروا کی محبت کا اب بھی پابند ہوں" اس کی بات پر وہ محض سر کو خفیف سا ہلا کر رہ گئے۔

بہر حال بیوی تو قسمت نے لے ہی لی۔ مگر زائر کو بھی اپنے ساتھ رکھنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ آپ" صحیح کہتے ہیں وہ کون سا میرا اپنا بیٹا ہے" وہ ان کی بات پر دلگرفتہ۔ کیسی قسمت کی ستم ظریفی تھی نہ بیوی رہی تھی اور نہ اب اولاد۔

ابھی وہ سو رہا ہے۔ بے شک آپ لے جائیں۔ اٹھ گیا تو شاید ہم دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ" ہو سکیں۔" انہیں کمرے کی جانب جانے کا اشارہ کر تا وہ خود بھی وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔

رفاقت صاحب بھاری دل کے ساتھ اس کمرے کی جانب بڑھے جہاں زائر تھا۔ ابھی وہ جذباتی ہو رہا تھا۔ انہیں یقین تھا کچھ دنوں میں وہ سنبھل جائے گا۔ اور ان کے اس عمل میں چھپے مقصد کو بھی جان لے گا۔

کیا حال ہے حنزل بھائی کا؟" آج کافی دنوں بعد صالحہ اور سمیعہ آئیں تھیں۔ وہ چاہتی تھیں کہ سادگی سے نکاح کر دیا جائے۔ اب اتنا لٹکایا نہ جائے۔ فروا کو ان سے بچھڑے دو ماہ ہونے والے تھے۔

وہ اوپر اپنے کمرے میں ہی موجود تھی جب صالحہ اس سے ملنے آئی۔ زائر اسی کے پاس تھا۔

بہت برا حال ہے۔ کال اسفند بھائی گئے تھے ملنے۔ بتا رہے تھے۔ بہت بیمار ہیں۔" وہ سب پریشان تھے کہ جیسے جیسے وقت گزر رہا تھا۔ بجائے سنبھلنے کے حنزل کی حالت تباہ ہو رہی تھی۔

باہر جا رہے ہیں۔ فروا کی زندگی میں ہی انکی کمپنی نے انہیں باہر بھیجنے کے لئے بات کی تھی۔ وہ مان گئے تھے کہ یہ سب ہو گیا۔ اور اب تو وہ شاید یہاں سے بھاگنا بھی چاہتے ہیں۔

مگر زائر کے بغیر ان کا بہت برا حال ہے" زائر لیٹا اپنے ریٹلز سے کھیل رہا تھا۔ اسے دیکھتے وہ جیسے حنزل کی تکلیف پر دل سے پریشان تھی۔

تو تم لوگ دے دو انہیں زائر۔ ہو سکتا ہے کچھ عرصے میں خود سوچیں جب اسے پالنا مشکل لگے گا۔" ابھی تک تو تم لوگ ساتھ دے رہے تھے۔ ویسے بھی باہر جا کر اسے اکیلے تو نہیں پال سکتے نا" صالحہ کی بات پر وہ محض اسے دیکھ کر رہ گئی۔

صالحہ یہ رشتے دار بھی عجیب ہوتے ہیں۔ ہم نے بات کی تھی پھوپھو سے کہ زائر کو فی الحال انہیں دے دیں۔ وہ ہمیں ہی خود غرض سمجھنے لگیں۔ جنہوں نے ابو سے کبھی تلخ بات نہیں کی۔ کہنے لگیں حنزل کسی کی اولاد کیوں پالے۔چں دن ایسی حالت رہے گی پھر وہ سمجھالیں گی" نواہ کی بات پر وہ جہاں کی تہاں رہ گئی۔

یہ وہی پھوپھو تھیں جو کبھی ان سب پر جان چھڑکتی تھیں۔ صالحہ نے دیکھا تھا کہ فروا کی ڈیتھ پر ان کا کیا حال تھا۔

مگر شاید یہی دنیا ہے۔یہاں سے کوئی آنکھ سے اوجھل ہوا نہیں وہاں لوگ نظریں پھیر لیتے ہیں۔

تم پریشان مت ہو۔ اللہ نے ان کے لئے کچھ بہت بہتر لکھا ہو گا" اسکے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے وہ تسلی دینے والے انداز میں بولی۔

ان شاء اللہ۔ اتنے اچھے ہیں حنزل بھائی۔ ابی جان سے ناراض ہیں اسکے باوجود روز فون کرتے ہیں" اماں کو۔ ہفتے میں ایک بار چکر بھی لگا لیتے ہیں۔" ان سبھی کو حنزل بہت عزیز تھا۔

خیر تم بتاؤ۔ ہاسپٹل کیسا چل رہا ہے؟" وہ بات بدل گئی۔"

بس یار وہی ہیک ٹک روٹین" وہ بے زاری سے بولی۔۔"

تمہارے پیپرز کا کیا بنا؟"نواہ نے اسکے باہر جانے کی بابت پوچھا۔"

ہاں قاسم نے سب ڈیٹلز لے کر جمع کروا دیئے ہیں۔ دیکھو ایک دو ہفتوں میں جواب آجائے گا۔ پھر ہی شادی کی ڈیٹ فکس کریں گے۔"اس نے تفصیل سے بتایا۔

تم نے اسپیشلائزیشن کے لئے اپلائی کیا ہے؟"نواہ کے سوال پر اس نے نفی میں سر ہلایا۔"

نہیں یار۔ قاسم کہہ رہے تھے پہلے یہاں آجاؤ۔ پھر سب جگہ خود سے وزٹ کر کے اپلائی کرنا"اس کی بات پر وہ محض سر ہلا کر رہ گئی۔

ہفتے بعد ان دونوں کے نکاح کی ایک بار پھر سے تاریخ رکھ دی گئی تھی۔

ابی جان میرا خیال ہے کہ ہمیں زائر کو فی الحال حنزل بھائی کو دے دینا چاہیئے۔ یہ ظلم ہے ان پر""
اسفند جو کچھ دیر پہلے ہی حنزل کو دیکھ کر آیا تھا۔

وہ اسکی متوحش حالت دیکھ کر بے حد پریشان تھا۔

میں آپا کی وجہ سے مجبور ہوں۔ تم جانتے ہو کہ وہ مجھے خود غرض کہہ رہی تھیں۔" رفاقت صاحب کی بات پر کب سے چپ بیٹھی منا آخر بول پڑی۔

تو پھوپھو کی فضول ضد کی وجہ سے ہم اپنے ایک اور پیارے کو موت کے منہ میں دھکیل دیں" اس کے بولنے پر فرحانہ یکدم اسے ٹوک گئیں۔

کہنے دو اسے" رفاقت صاحب نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روک دیا۔"

ابو آپ خود سوچیں۔ زائران کی اپنی اولاد ہوتا تو ہم میں سے کسی کو حق حاصل نہیں تھا کہ ان سے" ان کی اولاد کو چھینتے۔ ایک شخص کو خوشیوں کی نوید دے کر اب جب وہ شدید تنہا ہے ہم اس سے جینے کی آس بھی چھین لیں۔

ایک ستم ظریفی تو قسمت نے ان کے ساتھ کر دی ہے۔ اب کیا ہم بھی خود غرض بن کر ان سے وہ واحد خوشی چھین لیں جس کے لئے وہ خود کو آپا کے غم سے باہر نکال رہے تھے" منا کی بات پر سبھی خاموش تھے۔

منا صحیح کہہ رہی ہے۔ آپ پھوپھو کو کہنے دیں۔ ویسے بھی لوگوں کا کام ہی کچھ نہ کچھ کہتے رہنا ہے۔ وہ" جب بھی زائر کو واپس دینا چاہئیں ہم کھلے دل سے انکے فیصلے کو قبول کریں گے۔ ہم سب جب انہیں خوش دیکھنا چاہتے ہیں تو یہ کیوں نہیں سوچ رہے کہ ان کی خوشی ابھی زائر میں ہے۔

یقینا وہ جلد ہی اپنی زندگی کا کوئی فیصلہ کرلیں گے۔ اور تب تک ہم کوشش کریں گے کہ انہیں وقتاً فوقتاً سمجھاتے رہیں۔ مگر اس وقت جب وہ آپا کے بعد خود کو اکیلا محسوس کر رہے ہیں۔ تب ہم لوگوں کی باتوں سے خوفزدہ ہو کر ان کو تکلیف دینے کا سبب بنیں" نواہ نے بھی منا کی بات کی تائید کی۔

ٹھیک ہے کل ہم زائر کو اسے دے آئیں گے" رفاقت صاحب کو بھی بچوں کا فیصلہ اس وقت حنزل" کے حق میں بہترین لگا۔

تھینک یو نواہ" اس وقت وہ سجی سنوری نواہ کے سامنے موجود تھا۔ کچھ دن پہلے ہی وہ سب زائر کو" اسکے پاس چھوڑنے آئے تھے۔ حنزل کو تو یوں لگا جیسے نئی زندگی مل گئی ہو۔

وہ سب کچھ بھلائے زائر میں گم ہو چکا تھا۔

نواہ کے نکاح کے ٹھیک دو دن بعد اس نے زائر اور اپنی کینیڈا کی ٹکٹس بک کروالیں تھیں۔ وہاں ایک فل ٹائم ملازمہ سے بھی بات ہو گئی تھی۔

آفس والوں سے بھی اس نے بات کرکے ورک فرام ہوم کا آپشن رکھا تھا۔ اسکے کام کی کارگردگی کی وجہ سے وہ اسے چھوڑنے کو تیار نہ تھے۔ لہذا انہوں نے اسکی شرائط مان لیں تھیں۔ اس ایک شرط کے ساتھ کہ وہ دن کے صرف دو گھنٹے کسی بھی دو دن وہاں کے آفس کا چکر لگا لیا کرے گا۔

اس نے حامی بھر لی تھی۔

اس وقت وہ نواہ کا شکریہ ادا کرنے اسکے کمرے میں آیا تھا۔ کچھ دیر پہلے ہی نکاح کی سنت ادا کر دی گئ تھی۔ وہ فروا کی جانب سے اس وقت بھرپور طریقے سے شریک ہوا تھا۔

گو کہ نکاح کی تقریب بہت سادی تھی۔ مگر پھر بھی ہلکا پھلکا سا میک اپ کرکے نواہ کو تیار کیا گیا تھا۔

وہ گفٹ جو اس نے اور فروا نے نواہ کے لئے دیا تو اس وقت وہ اسکے کمرے میں اسے دینے آیا تھا اور ساتھ ہی زائر کے حوالے سے اس کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا۔

یہ آپ کا اپنا بیٹا ہے حنزل بھائی۔ آئندہ ایسا مت سوچئے گا کہ ہم میں سے کوئی بھی اسے آپ کی پہچان سے الگ کرنا چاہتا ہے۔ چاہے یہ یہاں رہتا یا آپکے پاس ہم نے اسے باپ کے حوالے سے آپ کی ہی پہچان کروانی تھی" اس کی بات پر وہ جتنا مشکور ہوتا کم تھا۔

تم لوگوں کے فیصلے نے مجھے نئی زندگی دے دی ہے" اسکی آنکھوں میں تشکر کے موتی جھلملائے تھے۔

بس ہمیں وہاں جاکر بھول مت جائیے گا" وہ ہولے سے مسکراتے اسے تکلیف دہ سوچوں سے گویا نکالنے کی کوشش کرتے بولی۔

سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔" وہ بھی ہولے سے مسکرایا۔"

یہ میں نے اور فروا نے تمہارے لئے لیا تھا۔" ایک خوبصورت سا کیس اسکے سامنے کھولا۔"

بے حد نازک سا گولڈ کا بریسلیٹ تھا۔ فروا کے ذکر پر اسکی بھی آنکھیں بے اختیار نم ہوئیں۔ کتنا خوش تھی وہ نواہ اور اریب کے لئے۔

بہت خوبصورت ہے" وہ فقط اتنا ہی کہہ سکی۔"

بہت خوش تھی وہ تمہارے لئے۔ اریب کو دیکھ کر اس سے مل کر بہت مطمئن تھی کہ اب تمہاری زندگی میں کوئی تکلیف نہیں آئے گی۔ کیا پتہ تھا تمہارے لئے دعائیں کرتے وہ خود ہی۔۔۔" اس کی باتیں یاد کرتے اس کا لہجہ نم ہوا۔

آپ مجھ سے ایک وعدہ کریں" اسکے ہاتھ سے کیس لیتے وہ سر جھکا کر بولی۔ "

آپ۔۔۔ آپ جلد اپنی زندگی کے لئے کوئی بہتر فیصلہ کریں گے۔ ہم سب آپ کو یوں اکیلے دیکھ کر بہت تکلیف سے گزر رہے ہیں۔ زائر آپکے ساتھ ہے۔ وہ آپ کو تکلیف سے نکال تو سکتا ہے۔ آپ کی تنہائی دور کر سکتا ہے مگر وہ آپ کی تکلیف کو شئیر نہیں کر سکتا آپ کی تنہائی کو بانٹ نہیں سکتا" نواہ کی بات پر وہ محض سر جھکا گیا۔

میں وعدہ نہیں کرتا مگر کوشش کروں گا۔ اگر کبھی زندگی نے مجھے اس دہرائے پر کھڑا کیا جہاں مجھے لگا میری کسی کو ضرورت ہے تو میں اس کا ہاتھ تھام لوں گا۔ مگر کوئی ایسی جو میرے ساتھ زائر کو بھی قبول کرے گی تب" حامی بھرتے وہ اپنا بھی ارادہ بتا گیا۔

خیر اب چلتا ہوں۔ ہمیشہ خوش رہو۔ وہ سب دکھ جو تم نے دیکھے۔ اب کبھی تمہارے نزدیک بھی نہ آئیں" سچے دل سے اسے دعا دیتا وہ چلا گیا۔

"کیسی ہیں آپ؟"چند گھنٹے پہلے ہی ان کا نکاح ہوا تھا۔اور اس کی اجازت سے اس وقت وہ نواہ کو فون کر رہا تھا۔

الحمداللہ ٹھیک۔ آپ کیسے ہیں؟"اس کی بات پر وہ ہولے سے مسکرایا۔"

بالکل اتنا ہی پیارا جتنا تھوڑی دیر پہلے تھا"اب کی بار مسکرانے کی باری نواہ کی تھی۔"

اچھی بات ہے"وہ اور کیا کہتی۔"

آپ۔۔آپ مطمئن ہیں؟"اسکے سوال پر وہ چونکی۔اس کے حقیقت پسند ہونے پر رشک بھی آیا۔"

اس نے یہ نہیں پوچھا تھا کہ وہ خوش ہے۔اس نے مطمئن ہونے کا سوال کیا تھا۔

لوگ عموما یہ پوچھتے ہیں کہ خوش ہو یا نہیں۔ مگر آپ نے پوچھا مطمئن ہو۔ایسا کیوں؟"نواہ نے اپنی سوچ کو سوال کی شکل پہنائی۔وہ ہولے سے ہنسا۔"

خوش ہونے کا سوال پوچھنا میرے خیال میں بہت جلدی ہو جائے گا۔ آپ جن حالات سے گزری ہیں۔یکدم آپ مجھ پر اعتماد نہیں کر سکتیں۔اور جہاں اعتماد نہیں ہوتا وہاں خوشی کا بھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

اسی لئے پوچھا کہ یہ رشتہ ہونے پر فی الحال آپ مطمئن ہیں؟ مطمئن ہوئیں تو آپ اس رشتے کو سوچیں گی۔ اور جب رشتے کو سوچیں گی تو میرے بارے میں بھی سوچیں گی۔ اور پھر آپ اعتبار اور بے اعتباری کے پلڑے میں مجھے پرکھیں گی۔ جہاں اعتبار کا پلڑا بھاری ہوا۔ وہاں آپ خوش بھی ہوں گی۔ مجھ سے۔ اس رشتے سے" کس قدر تفصیل سے اس نے جواب دیا تھا۔ کتنی گہرائی سے وہ سوچتا تھا۔

آپ ڈاکٹر ہی ہیں نا؟" اسکی بات کے جواب پر اسکا سوال بڑا غیر معمولی تھا۔ "

جی کیوں آپ کو شک کس لئے ہوا؟" اسکی حیرت پر اسے ہنسی آئی۔ "

مجھے آپ ڈاکٹر کم اور فلاسفر زیادہ لگتے ہیں" اسکی بات پر اب کی بار وہ کھل کر ہنسا۔ "

چلیں آپ فلاسفر ہی سمجھ لیں۔ میں تو سمجھا تھا آپ مجھے ڈنگر ڈاکٹر نہ سمجھی ہوں" اسکی بات پر وہ بھی بے اختیار ہنسی۔ اور یہ ہنسی بڑے عرصے بعد اس نے خود سنی تھی۔

خوش رہیں اور یوں ہی ہنستی مسکراتی رہیں" وہ سچے دل سے اسے دعا دے رہا تھا۔ "

شکریہ" اسکی ہنسی یکدم سمٹتی گھبراہٹ میں بدلی۔ یہ پہلی بار تھا کہ وہ اسکی بات پر کنفیوز ہوئی تھی۔ "

مجھے صبح بینک جانا ہے" اس نے گویا اجازت مانگی۔ "

اوہ ہاں۔ میری تو کل نائیٹ ڈیوٹی ہے۔ ویسے ایک آخری سوال پوچھوں؟" اسکی بات پر وہ جو فون بند کرنے کا سوچ رہی تھی یکدم رکی۔

"جی"

آپ میری روٹین سے گھبرا تو نہیں جائیں گی؟" اس کا اشارہ جس جانب تھا وہ اچھی طرح سمجھ گئ تھی۔

نہیں۔ آپ کو اب تک اندازہ ہو جانا چاہیے کہ میں بہت انڈر اسٹینڈنگ نیچر والی ہوں۔ فضول کے ایشوز نہیں کرتی" وہ عام سے انداز میں اپنے بارے میں بتانے لگی۔

چلیں آپ ریسٹ کریں۔ اور اپنا خیال رکھئے گا" اسکے جواب پر وہ سر ہلا تا جیسے اسکی بات پر اتفاق کر رہا تھا۔

آپ بھی" وہ نا چاہتے بھی اس سے بہت نارمل انداز میں بات کر رہی تھی۔"

اسے کینیڈا آئے دو ہفتے گزر چکے تھے۔ جس عورت کو اس نے زائر کے لئے ہائر کیا تھا وہ شام تک وہیں رہتی تھی۔ بہت اچھے سے وہ زائر کا خیال رکھ رہی تھی۔

وہ خود اپنے کام سے بریکس لے کر زائر کو اپنے پاس لے آتا تھا۔ مگر اس سب میں بھی بہت کچھ ادھورا تھا۔

وہ ادھورا پن جیسے اب اسکی زندگی کا حصہ تھا۔ اسے اور زائر کو اب ساری زندگی اسی ادھورے پن کے ساتھ رہنا تھا۔

بہت بار اسے نواہ کے آخری الفاظ یاد آتے "زائر آپ کی تنہائی دور کر سکتا ہے مگر آپ کا اکیلا پن نہیں بانٹ سکتا" جس وقت وہ پاکستان سے آ رہا تھا۔ رفاقت کی پوری فیملی اسے سی آف کرنے ائیر پورٹ آئی تھی۔

وہ ان سب کا شکر گزار تھا کہ فروا کے جانے کے بعد بھی انہوں نے ایک پل کو اسے اکیلا نہیں چھوڑا تھا۔

ان سب کی محبتوں کا وہ مقروض تھا اور خاص کر نواہ کا جس نے اپنی اولاد کو اسے دیتے اس پر اندھا بھروسا کیا تھا۔ وہ کیا تھا؟ اسکی بہن کا شوہر، اس کا کزن۔

مگر پھر بھی زائر کو اپنا خون ہونے کے باوجود اپنے پاس رکھنے کے اس نے حنزل کو دے دیا تھا۔

وہ اب تک قسمت کے اس فیصلے پر حیران تھا۔ زائر اگر اسے نہ ملتا وہ تب بھی کبھی کسی اور کی جانب نہ دیکھتا۔ فروا کے ساتھ گزرا ہر پل جیسے بس وہی اسکی زندگی تھا۔ اسے لگتا تھا اس نے اپنی زندگی کو ان چند سالوں میں فروا کے سنگ جی لیا تھا۔

اب وہ فقط زندگی گزار رہا تھا۔ جی نہیں رہا تھا۔ اور زندگی گزارنے کے لئے کسی اپنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور وہ اپنا زائر سے بڑھ کر اس لمحے اسکے لئے کوئی نہیں تھا۔

شاید اسکی وجہ یہ تھی کہ تین مہینوں میں جیسے فروا نے اپنا ہر احساس اور خوشبو زائر میں سمودی تھی۔ بس اسی لئے شاید وہ زائر کو اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ اسکی بیوی کی آخری سچی خوشی زائر تھا۔ وہ اس خوشی کو خود سے کیسے دور کر لیتا۔

کمرے کی کھڑکی کے قریب کھڑے وہ باہر پڑنے والی برفباری کو دیکھتا سوچوں میں نجانے کہاں کہاں سفر کر رہا تھا۔

I've been running to places

I've been broken and nameless

Hopeless and shamed

I've never been so low

Zoom out to everything

Zoom into me

Zoom out to tragedy

Zoom into me

Can you hear me out there?

Can you help me? I'm scared

Can you lift me?

Can you give me a sign?

Can you beat back the night?

Can you make things alright?

Can you hold me?

Can you show me the light?

"کیا تم کل شام ہماری طرف آسکتی ہو؟" وہ گھر کے لئے نکلنے ہی والی تھی جب صالحہ کی کال آگئی۔

"خیریت؟" بہت دنوں بعد صالحہ کا فون آیا تھا۔

"یار اپنا سسرال سمجھ کے نہیں۔ اپنی دوست کا گھر سمجھ کے آجاؤ۔ رات کا کھانا ہماری طرف کھاؤ۔ بہت دل کر رہا ہے تم سے ملنے کا۔ کل میرا ویسے بھی ڈے ہے۔ تو نائیٹ ڈیوٹی نہیں ہے۔ سوچا تمہیں کال کر کے ڈیٹ کی آفر کروں۔" اسے آنے کا مقصد بتاتی وہ آخر میں شریر ہوئی۔

"واؤ کیا ڈیٹ ہوگی ہماری۔ تمہاری امی یعنی میری ساس کی موجودگی میں۔" اسکی شرارت کو انجوائے کرتے وہ بھی دوبدو بولی۔

ہاہا۔۔فنی نا۔۔ارے تم بھول گئیں۔تمہارا میاں بھی تو ہو گا ڈنر پہ۔اسکی موجودگی میں ہم ڈیٹ ماریں گے"۔اسکے جواب پر صالحہ اور بھی شریر ہوئی۔

اسکے یاددلانے پر وہ کھل کر ہنسی۔

ایسی ڈیٹ کا فائدہ۔اتنے ظالم سماج کے درمیان ڈیٹ کا خاک مزہ آئے گا"نواہ کی بات پر دوسری جانب بھی قہقہہ بلند ہوا۔

ٹھہرو بتاتی ہوں تمہارے میاں اور ساس کو کہ آپکی بہو آپ دونوں کو ظالم سماج کہہ رہی ہے"اس کی بات پر وہ ایک بار پھر کھل کر ہنسی۔صالحہ کے ساتھ وہ ایسے ہی بے حد خوشگوار سی رہتی تھی۔

بتاؤ بتاؤ۔بلکہ کال ریکارڈ کرو"وہ اسے مزید اکسانے لگی۔"

اچھا بتاؤ آرہی ہو کہ نہیں"صالحہ اب کی بار سنجیدہ ہوئی۔"

اوکے آجاؤں گی"اسے مانتے ہی بنی۔"

اس کا اپنا دل اس سے ملنے کو چاہ رہا تھا۔زائر اور حنزل کے جانے کے بعد وہ بہت اداس ہو رہی تھی۔

فروا کی وفات کے بعد سے زائر اسی کے پاس تھا۔جو بھی تھا وہ اسکی اولاد تھا۔کیسے ممکن تھا کہ دل اس کے لئے نہ ہمکتا۔

پہلے کی بات اور تھی اس کی بہن زندہ تھی۔ وہ جانتی تھی کہ اس سے بھی بڑھ کر فروا اسے پیار دے گی۔ پھر جس فیز سے وہ گزر رہی تھی۔ اس میں اولاد کو وہ محبت اور وقت وہ نہیں دے سکتی تھی۔ وہ تو خود کو سمیٹنے لگی ہوئی تھی۔ م

حنزل پر پورا یقین تھا کہ وہ اسکا بے حد خیال رکھے گا۔ روز دو تین بار وہ ان سب سے زائر کی بات کرواتا اسے دیکھ کر وہ سب بہت مطمئن تھے۔

پھر بھی ایک اداسی نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

اگلے دن شام میں وہ اسکے گھر موجود تھی۔ چند دن پہلے ہی رفاقت نے اسے گاڑی لے کر دی تھی۔

اسے پہلے بھی چلانی آتی تھی۔

اسی لئے اس کو گاڑی چلاتے کوئی مسئلہ نہیں ہوا۔

فرحانہ کو وہ بتا چکی تھی۔ انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ وہ خود بھی سمجھدار اور میچور تھی۔ اریب پر بھی انہیں اعتماد تھا۔ لہذا کچھ بھی کہنے کی انہیں ضرورت نہیں تھی۔

اور انہیں بہتر بھی لگا کہ وہ شادی سے پہلے ہی ان میں گھل مل جائے تا کہ پہلی دفع والا کوئی مسئلہ اس مرتبہ نہ ہو۔

بے شک صالحہ کی فیملی بہت اچھی تھی۔ مگر پھر بھی فرحانہ بے حد ڈری ہوئیں تھیں۔

صالحہ تو گھر پر ہی موجود تھی۔

سمیعہ نے خاص اہتمام کیا تھا۔

شام کی چائے کے ساتھ ہی کتنی ہی چیزیں انہوں نے بنا رکھی تھیں۔

ماں وہ ایک بندی ہے۔ اور وہ بھی ایسی جو چڑیا کے جتنا کھاتی ہے "ماں کو چائے کے ساتھ لوازمات" لاتے دیکھ کر صالحہ نے احتجاج بلند کیا۔

ارے تم پہلے ہی کہہ دو تا کہ وہ ریزرو ہو جائے۔ اس کا اپنا گھر ہے کھانے دو اسے۔ تم مت کھاؤ""" سمیعہ اسے آنکھیں نکالتے نواہ کی پلیٹ میں سبھی لوازمات رکھنے لگیں۔

آنٹی یہ صحیح کہہ رہی ہے۔ آپ نے بہت تکلف کر لیا" اریب فی الحال نظر نہیں آیا تھا۔ اسی لئے وہ" کافی ریلیکس بیٹھی باتیں کر رہی تھی۔

تم اس کو چھوڑو۔ سمجھتی ہے کہ ڈاکٹر بن گئی تو سبھی کے کھانے پینے پر پابندی لگاتی پھرے گی۔ تم چپ کر کے کھاؤ" وہ اسے بچوں کی طرح پچکارتے ہوئے بولیں۔

زائرا اور حنزل ٹھیک ہیں" اپنا کپ لے کر اسکے سامنے والے صوفے پر بیٹھتے وہ پوچھنے لگیں۔"

جی الحمد اللہ۔ سیٹ ہو گئے ہیں" چائے کا سپ لیتے وہ ان دونوں کے ذکر پر ہلکی سی مسکراہٹ چہرے پر سجائے بولی۔

دیکھو وقت کیسے گزر جاتا ہے۔ بس لوگوں کی یادیں اور باتیں رہ جاتی ہیں" نواہ جانتی تھی وہ فروا کی بات کر رہی ہیں۔ اسکے مسکراتے لب یک لخت سکڑے۔

تین خواتین کے ہوتے اتنی خاموشی؟" اریب سیڑھیوں سے نیچے آتے ہوئے ان تینوں کو لاؤنج میں خاموش بیٹھے دیکھ کر حیرت سے بولا۔

نواہ کی یکدم نظر اٹھی۔ بلیک ٹراؤزر پر وائیٹ شرٹ پہنے نکھرا نکھرا سا وہ اس لمحے اسے بے حد بھلا لگا۔ مگر نجانے کیوں دل نے اسے دیکھ کر کوئی الگ لے نہیں پکڑی۔ کوئی تار نہیں چھڑے۔

ایک جامد خاموشی سی تھی۔ اب ان دونوں میں ٹیلی فونک گفتگو ہو جاتی تھی۔ روزانہ نہیں۔ جب بھی اریب کا آف ہوتا اور نواہ بھی فری ہوتی۔

بے تکلفی کی دیوار کسی حد تک گر چکی تھی۔ مگر اس کے باوجود نواہ کے محسوسات جامد سے تھے۔ شاید یہ نوشیرواں کے ساتھ گزری تکلیف دہ زندگی کا اثر تھا کہ وہ ان چند ماہ کی تکلیف کے اس قدر زیر اثر تھی کہ اس رشتے کی خوبصورتی کو محسوس ہی نہیں کر پا رہی تھی۔

اریب بھی جیسے اسکی کیفیت سے کسی حد تک واقف تھا اسی لئے ان کے درمیان بہت سرسری بات چیت کا سلسلہ رکھتا تھا۔ تاکہ وہ کہین بھی ان کمفرٹیبل نہ ہو۔

بہت شکریہ آنٹی۔ آپ نے بہت تکلف کر دیا" کھانے کی ٹیبل سے اٹھتے وہ ایک بار پھر سمیعہ کی مشکور ہوئی۔

ارے بیٹا۔ کیوں بار بار مجھے شرمندہ کر رہی ہو۔ کوئی اتنا بھی اہتمام نہیں کر دیا" وہ اسے ٹوکتے ہوئے" بولیں۔

تم روز آنا شروع کر دو۔ امی کا اہتمام کم ہو جائے گا" صالحہ کے شریر لہجے پر اسکے پاس سے گزرتیں" سمیعہ نے ایک چپت اسے لگائی۔

اریب تم نے اپنی پینٹنگز کا کبھی بتایا نواہ کو؟" برتن اٹھاتے صالحہ نے اچانک اریب سے سوال کیا۔"

نواہ نے بھی حیرانگی سے اریب کو دیکھا۔ اس نے کبھی ذکر نہیں کیا تھا کہ وہ پینٹنگز بھی کرتا ہے۔

نہیں۔ کبھی خیال نہیں آیا" وہ سادے سے انداز میں کندھے اچکا کر بولا۔"

جاؤ اس کو دکھا کر آؤ" صالحہ کی بات پر اریب نے اب کی بار براہ راست نواہ کی جانب دیکھا۔ جو صالحہ " کی فرمائش پر حیران بھی تھی۔

جاؤ بھی اس نے واپس بھی جانا ہے پھر" وہ انہیں گویا کچھ وقت اکیلے دینے کے چکروں میں تھی۔"

نواہ اور اریب دونوں سمجھتے ہوئ اپنی جگہ سے اٹھے۔ اریب کے پیچھے چلتے وہ بیسمنٹ کی سیڑھیوں کی جانب بڑھی۔

سیڑھیاں اترتے اوپر جیسا ہی لاؤنج تھا جس کے اطراف تین کمرے تھے۔ ان میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھولتے اریب اندر بڑھا۔

وہ بھی اسکی تقلید کرتے اسی کمرے میں داخل ہوئ۔

کمرہ کیا تھا کسی آرٹسٹ کے شاہکاروں سے بھرا پڑا تھا۔

نواہ تو بے حد حیرت زدہ ہوئ۔ تمام پینٹنگز بے حد ماہر انداز میں کی گئ تھیں۔

آپ کے پاس اتنا اچھا ٹیلنٹ ہے۔ تو ڈاکٹر کیوں بن گئے؟" وہ دل سے افسوس کرتے سوال کر گئی۔ "

آپ کو میرے آرٹسٹ نہ بننے کا دکھ ہے یا ڈاکٹر بننے کا؟" اسے کے سوال پر وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "

دونوں پر" وہ اپنے سوال کی وضاحت کرتے بولی۔ نگاہیں دیواروں پر موجود پینٹنگز پر تھیں۔ "

مجھے بہت شوق تھا آرٹسٹ بننے کا۔ مگر اماں کو یہ فن بے حد برا لگتا تھا۔ بس انہی کی ضد پر اسے کیرئیر "
نہیں بنا سکی اور ایم بی اے کر لیا" اس کی بات پر اسکے ساتھ چلتے اریب نے حیرت سے اسے دیکھا۔

یعنی آپ میں بھی یہ کیڑا موجود ہے؟" اسکے حیرت سے پوچھنے پر وہ سر ہلاتے مسکرائی۔ "

تو پھر انتظار کس بات کا۔ یہ کلرز بھی آپکے، ایزل بھی آپ کا اور آج سے یہ کمرہ بھی آپکا۔ جب چاہے "
آئیں اور اپنا شوق پورا کریں۔" اسکے اتنے مان بھرے انداز پر وہ فقط اسے دیکھ کر رہ گئی۔

اب تو عرصہ ہی ہو گیا رنگوں سے کھیلے۔ زندگی نے ہی ایسے رنگ دکھا دئیے کہ ان سب کا اب کبھی "
خیال بھی نہیں آیا" اس کے اداسی بھرے انداز پر وہ بھی یکدم سنجیدہ ہوا۔

خیر بہت خوبصورت پینٹنگز ہیں۔ آئم امپریسڈ" وہ اپنی بات کا اثر زائل کرنے کے لئے واپس اس "
ماحول میں گویا خود کو گھسیٹ کر لائی۔

بیوی کے منہ سے تعریف سننے کی بھی اپنا ہی مزہ ہے" اس کے روانی میں کہنے پر اسکے چلتے قدم یکدم" تھمے۔ گردن موڑ کر اریب کو دیکھنے کی غلطی نہیں کی۔ وہ اس کی جانب مڑے بنا بھی جانتی تھی کہ اس کی آنکھوں میں کیسے جذبے لپک رہے ہوں گے اس لمحے۔

مگر وہ ابھی انکی لپک خود تک نہیں آنے دینا چاہتی تھی۔

میرا تو مشورہ ہے ڈاکٹری چھوڑ کر یہ کام کر لیں۔" اسکی بات کو مکمل نظر انداز کرتے بولی۔"

ضرور۔ سوچتے ہیں" وہ ہنس کر سر جھکاتے بولا۔"

میں اب چلوں گی۔ کافی ٹائم ہو گیا ہے" اس کے انداز کو ایک بار پھر نظر انداز کرتے وہ تیزی سے" بولی۔

آپ چلیں میں بھی اپنی گاڑی پر چلتا ہوں۔ آپ کو چھوڑ آتا ہوں" اور پھر گھر پہنچنے تک اریب" گاڑی میں اسے فالو کرتا رہا۔

I wish that you could see the pain that I've seen

All of the times I spent being not me

I hope you know that it's not always happy in my head

'Cause I don't know

The perfect road to go down

But I know

Trying my best

Trying my best to be okay

Trying my best but every day, it's so hard

Holding my breath

Holding my breath 'til I can say

All of the words I want to say from my heart

If you really wanted, I could let you inside

It's been so long and I've got nothing left to hide

Would you believe me if I told you that I've got flaws

Now it's time to let the curtains unfold

And tell all the stories that I didn't want told

I let it out so I unburden my soul, I won't stop

"نواہ کی شادی کی ڈیٹ فکس کر دی ہے آپ نے؟" دو دن سے اس کی رفاقت سے بات نہیں ہوئی تھی۔ آج فرصت ملتے ہی اس نے انہیں فون کیا۔

"ہاں کل ہی سمیعہ بہن آئیں تھیں۔ صالحہ کے پیپرز بن گئے ہیں تو اگلے ماہ اس کا شوہر پاکستان آرہا ہے۔ بس اس کی رخصتی کے ساتھ ہی نواہ کی بھی رخصتی کی ڈیٹ فکس کر دی ہے۔" انہوں تفصیل سے حنزل کو بتایا۔

"اچھا کیا آپ نے" اس نے جیسے ان کے فیصلے کی تائید کی۔

تم اور زائر آسکو گے؟" کل سے وہ یہی سوچ رہے تھے۔ ابھی تین ماہ تو ہوئے تھے اسے اور حنزل کو کینیڈا شفٹ ہوئے۔

نہیں ابی جان! اتنی جلدی تو ممکن نہیں ہے ہمارا آنا۔" وہ جانتے تھے مگر پھر بھی اس سے پوچھا۔ اور اس کا جواب حسب توقع تھا۔

اس کا نکاح تو آپ نے سادا کر دیا مگر شادی پر کوئی کسر نہیں رہنی چاہئے۔ میں کل آپ کو کچھ رقم" بھجوا رہا ہوں۔ باقی بھی آپ نے حساب کتاب کر کے مجھے بتانا ہے۔ میں اور پیسے بھی بھجوا دوں گا" اس کی بات پر ان کی آنکھیں نم ہوئیں۔ فروا کی یاد بڑی شدت سے آئی تھی۔

حنزل اور وہ ایسے ہی ہمیشہ سے ذمہ دار تھے۔ انہیں یاد تھا حنا کی شادی پر بھی فروا اور حنزل نے انہیں ایک روپیہ بھی خرچ کرنے نہیں دیا تھا۔ یہاں بات پکی ہوئی۔ وہاں فروا نے سب ذمہ داری سنبھال لی تھی۔

آج وہ نہیں تھی مگر حنزل کی فکر اور محبت ان سب کے لئے ویسے ہی تھی۔

نہیں بیٹا" وہ کچھ کہنا چاہتے تھے مگر وہ ٹوک گیا۔"

کیا فروا کے جانے کے بعد میرا آپ سب سے رشتہ ختم ہو گیا ہے؟" اس کے لہجے میں بلا کی سنجیدگی تھی۔

ایسا نہیں ہے" وہ وضاحت دینے والے انداز میں بولے۔"

جب ایسا نہیں ہے تو پھر ہچکچاہٹ کیسی ابی جان۔ میں آج بھی اس گھر کا بیٹا ہوں۔" اس کے مان پر وہ جتنا فخر کرتے کم تھا۔

تم ہمیشہ اس گھر کے بڑے بیٹے رہو گے۔ بہت کچھ سوچا تھا میں نے مگر جیسے اللہ کو منظور" ان کے لہجے میں نمی در آئی۔

انکے لہجے کی نمی اس نے پوری شدت سے محسوس "میں کل آپ کو کال کروں گا۔ اپنا خیال رکھئے گا" کی تھی۔ ان کی آدھی ادھوری بات کی اس نے وضاحت نہیں مانگی تھی۔ مگر وہ چونکا ضرور تھا کہ انہوں نے کیا سوچا تھا اور کس بارے میں سوچا تھا۔

لیکن ابھی اسے آنلائن ایک میٹنگ اٹینڈ کرنی تھی لہذا اتنا وقت نہیں تھا کہ وہ ان کی نامکمل بات پر زیادہ غور کرتا۔

کیا نام ہے اس لڑکے کا؟" نشے سے بھری سگریٹ پیتے، کان فون سے لگائے وہ بھاری آواز سے" دوسری جانب موجود اپنے خاص بندے سے پوچھ رہا تھا۔

اریب۔۔ اریب نام ہے اس کا" دوسری جانب سے فوراً جواب آیا۔"

ہمم۔شادی کب ہے؟" ایک گہرا کش لیتے آنکھیں بند کئے اس نے ایک اور سوال دہرایا۔ آنکھوں" کے پردوں پر اس کا عکس لہرا رہا تھا۔

اسی مہینے کے آخر میں" دوسری جانب سے ایک بار پھر تیزی سے جواب آیا۔"

ٹھیک ہے۔ میں کل تک تمہیں بتاتا ہوں کہ اسے کیسے اس دنیا سے دوسری دنیا پہنچانا ہے۔ وہ بھی" ایسے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے" آنکھیں ہلکی سی نیم وا کھولے۔ سائیڈ ٹیبل پر رکھے ایش ٹرے میں سگریٹ کی راکھ جھاڑتے اس نے سادے مگر نفرت میں بجھے لہجے میں کہا۔

جی سر" دوسری جانب سے تابعداری خوب نبھائی گئی۔"

فون بند کر کے اس نے آنکھیں کھولتے سامنے والی دیوار کو یوں دیکھا جیسے وہ وہاں کھڑی ہو۔

میری زندگی کو اجیرن کر کے۔ تم اتنی آسانی سے کسی کی ہو جاؤ گی۔ ایک پر سکون زندگی گزارو گی۔" نہیں۔۔ نہیں۔۔۔۔" سامنے دیکھتے وہ مسلسل خود کلامی کر رہا تھا۔ بولتے بولتے زہر خند لہجے میں ہنسا۔

پھر یکدم پوری آنکھیں کھولتے سامنے دیکھتے اسکے ہیولے پر پاس رکھا شراب کا گلاس زور سے پھینکا۔

جو دیوار سے لگ کر چکنا چور ہو گیا۔

زندہ نہیں چھوڑوں گا تمہیں۔۔اور تمہارے اس ہوتے سوتے کو۔۔تم اب صرف ایک انتقام ہو۔"

اور انتقام جتنی جلدی ختم ہو جائے اچھا ہے۔ورنہ دیمک کی طرح چاٹ جاتا ہے۔"وہ چیختے ہوئے

بولا۔

وہ نوٹ کر رہی تھی کہ وہ کچھ دنوں سے بے حد چپ چپ ہے۔

شادی اور پھر ہاسپٹل کی مصروفیات میں اسے اریب سے بات کرنے کا ٹائم نہیں مل رہا تھا۔

آج بہت دنوں بعد ان دونوں کا آف تھا۔اسی لئے اس نے اریب سے بات کرنے کا سوچا۔شام کے

سائے ڈھل رہے تھے۔وہ کافی دیر سے ٹریس پر کھڑا تھا۔

اسکی غیر موجودگی محسوس کر کے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ کہاں ہو گا۔

صالحہ نے دو کپ چائے بنائی۔ٹرے میں رکھے وہ بھی اوپر اسکے پاس آ گئی۔

اسے کپ تھماتے اس نے کھوجتی نگاہوں سے اسے دیکھا۔

کوئی پریشانی ہے؟" اسے مسلسل خاموش دیکھ کر وہ بولی۔ وہ جو سامنے نجانے کیا دیکھ رہا تھا یکدم" چونک کر صالحہ کو دیکھا۔

نہیں۔ آپ کو ایسا کیوں لگا؟" چہرہ اس کے لہجے کی چغلی کھا رہا تھا۔"

تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ کچھ دنوں سے تمہاری مسلسل خاموشی اور کہیں کھویا رہنا۔ کیا یہ" سب وجوہات کافی نہیں مجھے یہ بتانے کے لئے کہ تم پریشان ہو۔" اسکی بات پر اریب کی نگاہیں ہاتھ میں تھامے کپ پر ٹھہر گئیں۔

کچھ خاص نہیں۔ شاید کام کا سٹریس ہے۔ پچھلا پورا ہفتہ کتنا بزی رہا ہے۔ آپ جانتی تو ہیں" نظریں" مسلسل کپ پر ٹکائے سنجیدہ لہجے میں بولا۔

تم۔۔ تم شادی قریب آنے کی وجہ سے تو پریشان نہیں ہو؟" اسکے سوال پر وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے" لگا۔

شادی قریب آنے سے پریشانی کس بات کی؟" وہ سمجھ نہ سکا وہ کہنا کیا چاہتی ہے۔"

میرا مطلب ہے کہ کہیں تم اپنے فیصلے پر پچھتا تو نہیں رہے" صالحہ کی بات پر وہ استہزائیہ ہنسا۔"

کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ مجھے کسی قسم کا رگریٹ نہیں ہے۔ یہ پسند خالصتا میری تھی اور ہے۔ اور اب تو نواہ سے تعلق گہرا ہے۔ پچھتاوے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ شاید نیں مد پوری کروں گا تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔" وہ اسے ٹالنے والے انداز میں بولا۔ اسی لمحے اسکے موبائل پر کوئی نمبر جگمگایا۔

اریب نے دو بیلیں بجتے ہی نمبر کاٹ دیا۔ مگر اسکے چہرے کا بدلتا رنگ صالحہ سے چھپا نہیں رہ سکا۔

کون تھا؟" اس کے سوال پر اریب کا موبائل جیب میں رکھتا ہاتھ لمحہ بھر کو تھما۔"

رانگ نمبر ہے" اس نے سرسری لہجے میں کہا۔"

آپ نے کہیں چلنا ہے شاپنگ کے لئے؟" وہ فوراً اس کا دھیان ہٹاتے سوال کر گیا۔"

ہاں یاد آیا۔ آج نواہ کو ساتھ لے کر جانا ہے اسکے لئے جوتے لینے ہیں۔ تم چلو گے؟" اسے یکدم یاد آیا۔ جلدی سے چائے ختم کرنے لگی۔"

چلیں" وہ فوراً ًمانتے ہوئے خود بھی چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔"

وہ عجلت میں لفٹ کی جانب بڑھا۔

اس وقت آفس میں ایک ضروری میٹنگ تھی۔اسے دو گھنٹے کے لئے آنا تھا۔راستے میں بر فباری کی وجہ سے بے حد رش تھا۔

وہ پہلے ہی آدھا گھنٹا لیٹ تھا۔اب مزید لیٹ نہیں ہونا چاہتا تھا۔

اس سے پہلے کے وہ تیسری منزل جانے کے لئے بٹن دباتا اسی لمحے ایک نسوانی ہاتھ بھی عجلت میں اسکے ہاتھ پر بٹن دبانے کے لئے نمودار ہوا۔

اوہ سوری۔"اس کے عقب سے شستہ انگریزی میں سوری کہا گیا۔"

اٹس اوکے "مڑے بغیر اس نے تیزی سے اپنا ہاتھ اس نسوانی ہاتھ کے نیچے سے نکالتے کہا۔"""

وہ لڑکی چں دقدم اٹھاتی اسکے عقب سے نکل کر اسکے برابر کھڑی لفٹ کھلنے کا انتظار کرنے لگی۔

آپ کو کس فلور پر جانا ہے؟"اسے خاموش دیکھ کر وہ یوں ہی پوچھنے لگی۔"

تھرڈ" اسکی جانب دیکھے بنا سامنے نظریں جمائے حنزل نے جواب دیا۔"

مجھے بھی وہیں جانا ہے" وہ شاید کافی باتونی تھی۔اسی لئے حنزل کی خاموشی کو نظر انداز کر رہی تھی۔"

اسکی بات پر حنزل نے اب کی بار محض ایک نظر اس پر ڈالی۔

لانگ بلیک سکرٹ کے ساتھ موورنگ کی فارمل سی شرٹ پہنے کانوں میں نازک سے آویزے پہنے، بلونڈ بالوں کو سٹائلش سے انداز میں باندھے، پاؤں میں بلیک ہی ہائی ہیل پہنے، فائلز کو سینے سے لگائے فارمل سامیک اپ کئے وہ ایک خوش شکل لڑکی تھی۔

حنزل کے دیکھنے پر وہ ہولے سے مسکرائی۔ مگر حنزل نے اس مسکراہٹ کا جواب دینا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

لفٹ کے کھلتے ہی دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے۔

کیا میں آپ کا نام جان سکتی ہوں؟" لفٹ کھلنے سے پہلے اسکے سوال نے اب کی بار لمحہ بھر کو حنزل کو" حیران کیا۔

مگر وہاں ایسا ہی ماحول ہر جگہ تھا۔یہاں کے لوگ ایسی باتوں کو معیوب نہیں سمجھتے تھے کہ پہلی ملاقات میں ہی اگلے کے بارے میں سب جاننا یا اتنا بے تکلف ہونا جبکہ اگلا بندہ اسے پسند نہ کر رہا ہو۔

نہیں" حنزل نے جس تیزی سے جواب دیا وہ لڑکی حیران اسکی شکل دیکھتی رہ گئی۔"

اتنے ال مینرڈ لگتے تو نہیں آپ" وہ اپنی ناگواری کا کھل کر اظہار کر رہی تھی۔"

کسی کی بھی شکل پر اسکی اصلیت نہیں لکھی ہوتی" حنزل ایک طنزیہ نگاہ اس پر ڈال کر لفٹ سے باہر نکل آیا۔

کچھ دیر بعد اسے اندازہ ہوا یہ لڑکی بھی اسی کی کمپنی میں کام کرتی ہے۔

وہ خود تو ورک فرام ہوم کرتا تھا جبکہ آفس میں کافی سارے ورکرز تھے ان میں سے ایک وہ بھی تھی۔

پتہ چلنے کے باوجود حنزل نے اس سے فاصلہ ہی رکھا۔

اس کی سنجیدگی دیکھ کر وہ لڑکی بھی ریزرو ہوئی۔

میٹنگ کے دوران وہ بھی موجود تھی۔ اس کے مینجر نے ہی ان سب کا حنزل سے تعارف کروایا تھا۔

اس دوران اسے معلوم ہوا وہ لڑکی انڈین تھی۔ لیکن شاید ماں یا باپ میں کوئی فارنر تھا اسی لئے وہ انڈین لگتی نہیں تھی۔

نام ادیتی تھا۔ ان کا آپس میں تعارف ہو جانے کے باوجود وہ اس سے بالکل لاتعلق سا تھا۔

ٹین ایج اور پھر یونیورسٹی لائف میں کبھی اس نے لڑکیوں سے دوستی نہیں کی تھی۔ اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

ایکسکیوز می!" وہ جو میٹنگ ختم ہونے کے بعد فوراً وہاں سے نکلنے کے لئے پر تول رہا تھا۔ کسی کی پکار پر " تیز قدموں کو روکا۔

یہ آپ کا والٹ" ادیتی تیزی سے اسکی جانب آتے اس کا پرس ایک ہاتھ سے اسکے سامنے کیا۔ "

تھینکس" وہ سادے سے لہجے میں بولا۔ جب وہ اسکا والٹ کی جانب آتا ہاتھ اگنور کرتے وہی ہاتھ " پیچھے لے گئی۔

حنزل اس کے مذاق پر حیران بھی ہوا اور ناگواری کے تاثرات بھی چہرے پر سجا چکا تھا۔

ایسے کیسے دیکھ دوں۔ آپ کی اتنی اہم چیز گم ہو جاتی۔ کوئی چائے کافی تو چلتی ہے نا" پتہ نہیں وہ کیوں " اس کے ساتھ اتنی چپکو ہو رہی تھی۔

پلیز مجھے ذرا جلدی ہے کائنڈلی میرا والٹ دے دیں" اب کی بار حنزل کا لہجہ تھوڑا سخت ہوا۔ "

اوکے ابھی نہیں پھر جب بھی آپ آفس آئیں ایک کپ کافی ساتھ پی سکتے ہیں" وہ پہلے سے ہی اس کا " ٹائم ٹیبل سیٹ کرنے لگی۔

اول تو میں اتنی جلدی کسی بھی اجنبی کے ساتھ بے تکلف نہیں ہوتا۔ دوسری بات میرا بیٹا میرا انتظار کر رہا ہے" اس کی بات پر اس کا والٹ اسے واپس کرنے کے لئے اس کی جانب آتا ہاتھ جہاں تھا وہیں رہ گیا۔

حنزل نے ایک نظر اسکے حیران چہرے پر ہاتھ بڑھا کر اپنا والٹ اسکے ہاتھ سے لے کر واپسی کی جانب قدم بڑھائے۔

اسے یقین تھا زائر کا سن کر اب آئندہ یہ لڑکی کبھی اسے مخاطب کرنے کی غلطی نہیں کرے گی۔

ایک بات پوچھوں آپ سے؟" وہ تینوں اس وقت شاپنگ کرنے کے بعد ایک مشہور کیفے میں کچھ کھانے بیٹھے تھے۔

صالحہ آرڈر دینے کے بہانے سے انہیں اکیلے بیٹھنے کا وقت دیتی اٹھ گئی تھی۔

جی" وہ جو ارد گرد لوگوں کا جائزہ لے رہی تھی اریب کے سوال پر اسے اجازت دیتے اسکی جانب متوجہ ہوا۔

آپ کے پہلے شوہر نے کبھی زائر کے لئے آپ سے رابطہ کیا ہے؟" آنکھیں سامنے موجود واس پر" ٹکائے وہ بے حد سنجیدہ انداز میں اس سے سوال کر رہا تھا۔

ان کے درمیان اس کی پچھلی زندگی سے متعلق کبھی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔

تو پھر شادی کے اتنے قریب آتے اریب کو اس بات کا خیال کیوں کر آیا تھا۔ اور زائر تو اس کے ساتھ تھا بھی نہیں کہ اسے وہ کھٹکتا۔

میں اس سوال کا مقصد نہیں سمجھی" وہ واقعی ابھی تک نا سمجھی سے اسے دیکھ رہی تھی۔"

آخر وہ اس کی اولاد ہے۔ کبھی تو اسے خیال آیا ہو گا" اس کی اگلی بات پر اب کی بار نواہ کے چہرے پر" ناگواری پھیلی۔

آپ اس شخص کی بات کر رہے ہیں جس نے اپنی اولاد کو اپنا نہ مان کر مجھ پر گھٹیا الزام لگاتے مجھے" مارنے کی کوشش کی تھی" اس کا لہجہ تلخ ہوا۔

میری بات کا غلط مطلب مت لیں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کے بہت سے لوگوں کو اولاد کے" دور چلے جانے پر اس کا احساس ہوتا ہے۔ فرض کریں وہ شخص کبھی آپکے سامنے آکر زائر کا سوال

کرے۔ آپ کیا کریں گی؟" اب کی بار اریب نے اسکے صبیح چہرے کو دیکھا۔ لائیٹ پنک سے پرنٹڈ کپڑوں میں سلیقے سے دوپٹے کو سر پر ٹکائے وہ سنجیدہ نظروں سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی۔

اول تو وہ جیل میں ہے۔ دوسرے میں ایسی کسی بات کو سوچنا نہیں چاہتی جس کا تعلق اس شخص سے" ہے۔ کیا ہم اس بات کو یہیں ختم کر سکتے ہیں۔ اور کیا میں امید رکھوں کہ میری زندگی کا وہ تلخ باب آئندہ کبھی ہمارے درمیان موضوع گفتگو نہیں بنے گا" اسے اس لمحے واقعی دکھ ہوا تھا کہ سب جاننے کے بعد اریب کیسے اس شخص کے متعلق اس سے کوئی بات کر سکتا ہے۔

کیا وہ انجان تھا کہ یہ ٹاپک اسے کس قدر تکلیف دیتا ہے۔

آئم سوری اگر میری باتوں نے آپ کو ہرٹ کیا ہے" وہ اس کی بات پر معذرت خواہانہ لہجے میں" بولا۔

ایک مشورہ دوں گی آپ کو؟" اس سے نظریں ہٹاتے نواہ ادھر ادھر دیکھتے بولی۔"

جی" وہ حیران سا ہوا۔"

ابھی بھی وقت ہے آپ اچھی طرح سوچ لیں۔ آپ میرے ساتھ یہ تعلق نباہ پائیں گے یا نہیں۔" میں بار بار چوٹ نہیں کھانا چاہتی" اسکے لہجے میں عجیب سا درد تھا۔

کچھ چیزیں حقیقت ہوتی ہیں اور ہمیں ان سے منہ نہیں موڑنا چاہیئے۔بس اسی لئے میں نے یہ سوال" پوچھ لیا۔اور اگر پچھتانا یا گھبرانا ہوتا تو میں آپ سے یہ رشتہ کبھی جوڑتا ہی نہیں" وہ بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں بولا۔

صالحہ کو آتے دیکھ کر دونوں ہی خاموش ہو گئے۔

ارے تم دونوں کی کیا لڑائی ہوئی ہے؟"ان دونوں کو ایک دوسرے سے لاتعلق بیٹھے دیکھ کر صالحہ " پر مزاح انداز میں بولی۔

کب تک آرڈر آئے گا مجھے گھر جانا ہے؟"اس کی بات نظر انداز کرتے نواہ پوچھنے لگی۔"

بس یا دس منٹس تک" وہ کرسی سنبھالتے دونوں کی باری باری شکل دیکھتے بولی۔اس کا خود پر سے" دھیان ہٹانے کو نواہ اس سے ہاسپٹل کی باتیں کرنے لگی۔ مگر اس نے نوٹ کیا کہ اریب مسلسل خاموش ہے۔

اس کا رویہ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

کیسے لگتے ہیں آپ کو اریب بھائی؟" ان کی شادی میں چند دن ہی باقی رہ گئے تھے۔ منا اس وقت اسکے کمرے میں ہی موجود تھی۔ اسکے کپڑے استری کر کے سوٹ کیسز میں رکھ رہی تھی۔

اچھا انسان ہے۔" وہ لیپ ٹاپ پر کوئی فائل بنا رہی تھی۔ فرحانہ کے بار بار کہنے پر آخر اس نے ایک ہفتے کی چھٹی بینک سے لے لی تھی۔

مگر اس کے کام میں اتنی مہارت تھی کہ اس کے مینجر نے منت کر کے اسے گھر سے کام کرنے کے لئے آمادہ کر لیا تھا۔

وہ تو پہلے ہی اس سب سے بے حد گھبرا رہی تھی۔ نجانے اسے کیوں لگ رہا تھا کچھ ٹھیک نہیں ہو رہا۔ کہیں کچھ غلط ہونے والا ہے۔

مگر کہاں؟ یہی سمجھ نہیں آرہی تھی۔ آخری بار اس کی اور اریب کی ہونے والی گفتگو نے اسکے سامنے ایک سوالیہ نشان اٹھا لیا تھا۔

کیا اریب اب اپنے فیصلے پر پچھتا رہا تھا؟ نجانے اسے ایسا کیوں لگ رہا تھا۔

ہمم مطلب آپ بس ایک انسان ہونے کے ناطے انہیں پسند کرتی ہیں" منا کے سوال پر اس نے لیپ ٹاپ سے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

جو اسکی شرٹ ہینگر میں ہینگ کر رہی تھی۔

میں ٹین ایجر نہیں ہوں منا۔ جو محبت یا مخالف جنس میں اب کشش محسوس کروں۔ میں جانتی ہوں" اماں اور ابا میری وجہ سے بے حد پریشان ہیں۔ میں مزید ان کی پریشانی کا باعث نہیں بننا چاہتی۔ اور یہ بھی جانتی ہوں کہ اس معاشرے میں عورت کی الگ کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

اسے ہمہ وقت ایک مرد کا سہارا چاہیئے۔ وہ مرد چاہے اس کا باپ ہو، بھائی ہو، شوہر یا بیٹا۔ ابا میں اتنی سکت نہیں کہ میں ساری زندگی یہ سوچ کر شادی نہ کروں کہ ابا تو ہیں نا۔ بیٹا میرا اتنا بڑا نہیں کہ میں اسی کے سہارے زندگی گزارتی۔

رہا بھائی۔ تو اس کی ابھی شادی ہونی ہے اس نے فیملی بنانی ہے۔ میں اس پر اپنا کوئی بوجھ نہیں ڈالنا چاہتی۔

آخری آپشن میرے پاس شادی کی بچی تھی۔ اریب مجھے ایک بہتر اور عزت کرنے والا انسان لگا۔ بس اسی لئے یہ فیصلہ کر لیا۔

باقی جس قسم کے جذبات کا تم سوال کر رہی ہو۔ وہ تو کہیں ہیں ہی نہیں۔" وہ عورت ذات کی اس معاشرے میں حقیقت نہایت سادگی کے ساتھ سادہ لفظوں میں بیان کر گئی۔

مناتو چند پل ششدر رہ گئی۔ وہ جو اتنی دبو سی نواہ ہوتی تھی۔ وہ اس قدر حقیقت پسند ہو جائے گی اسے اندازہ نہیں تھا۔

شاید زندگی کی تلخیاں انسان کو بہت سے گہرے راز ایسے ہی آشکار کرا جاتی ہیں۔

تم۔۔ تم خوش نہیں ہو آپو" وہ اسکے کپڑے چھوڑ کر اسکے قریب بیڈ پر بیٹھی۔"

نواہ نے ہولے سے مسکراتے اسکے بال ماتھے سے پیچھے کئے۔

میں مطمئن ہوں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔ شاید اسکے قریب رہ کر اسے ایک نئے رشتے سے جان کر "میں خوش رہنا بھی سیکھ لوں" اسکی بات پر منا محض سر ہلا کر رہ گئی۔

میں دعا کرتی ہوں اریب ویسا ہی تمہارے قدر دان ہو جیسے حنزل بھائی آپا کے تھے۔ ایک آئیڈیل "شوہر تھے وہ" منا کی بات پر وہ محض ہونٹ بھینچ کر رہ گئی۔

دیکھو منا ہر شخص ویسا نہیں ہو سکتا جیسی ہم خواہش کریں۔ حنزل بھائی بہت اچھے ہیں۔ مگر اپنے دماغ" میں یہ آئیڈیل مت بٹھاؤ۔ یہ آئیڈیل بہت خوار کرتے ہیں۔ نوشیرواں کی تصاویر دیکھ کر مجھے بھی لگا تھا کہ یہ آئیڈیل انسان ہے۔ اتنا خوبصورت، سیٹلڈ اور کیا چاہیئے۔ اور پھر کیا ہوا میرے ساتھ۔۔۔

بس یہ دعا کیا کرو کہ جو بھی تمہارے یا میرے نصیب میں ہو۔ وہ ہماری قدر اور عزت کرنے والا ہو۔

خوبصورت چہروں کے پیچھے بھیانک لوگ بہت تکلیف دیتے ہیں۔" اسکے لہجے میں کرب تھا۔

میں نے تمہیں پریشان کر دیا" منا کو وہ بہت عزیز تھی۔کچھ فروا کے بعد سے وہ سب بہنیں ایک دوسرے کے اور بھی قریب آ گئیں تھیں۔

نہیں چوں مدا۔اچھا حنا آپا کب تک آرہی ہیں؟"حنا اسکی شادی کے لئے خاص کر آرہی تھی۔اس بار وہ اکیلی تھی اسکے میاں کو چھٹی نہیں ملی تھی۔

اسفند بھائی لینے گئے ہوئے ہیں۔میں جلدی سے یہ کرلوں۔پھر اماں کے ساتھ کچن میں بھی جانا" ہے۔ورنہ اماں گلا دبا دیں گی میرا"نواہ کے پوچھنے پر وہ عجلت بھرے انداز میں اٹھی۔

تمہارے ہاسپٹل میں کوئی ٹینشن چل رہی ہے کیا؟"سمیعہ کے سوال پر چائے پیتی صالحہ یکدم چونکی۔"

نہیں تو کیوں کیا ہوا؟" وہ دونوں شام کی چائے لاؤنج میں بیٹھی پی رہی تھیں۔سمیعہ ایک دو دن سے" اس سے بات کرنے کا سوچ رہی تھیں۔

مگر موقع ہی ہاتھ نہیں آرہا تھا۔آج ہی وہ اپنا ریزائن دے آئی تھی۔تین دن بعد شادی تھی۔کل سے رشتہ داروں نے انکے گھر آجانا تھا۔

مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اس لڑکے کو ہوا کیا ہے۔ہاسپٹل سے آتا ہے کمرے میں بند ہو جاتا ہے۔"

بس کھانے یا ناشتے پر ہی باہر نکلتا ہے۔کل کافی دیر گھر سے باہر رہا۔واپس آیا تو پھر کمرے میں بند ہو گیا۔

شادی کے کسی کام میں حصہ نہیں لے رہا۔اسے ہو کیا گیا ہے؟"وہ حقیقت میں بے حد پریشان تھی۔ کسی بیٹی کے پیچھے لگ کر اسے اپنا بنایا۔اور اب جب اسے بسانے کا وقت ہے تو اریب کی حرکتیں انہیں پریشان کر رہی تھیں۔

کتنا کہا تھا اسے کہ سوچ سمجھ کر فیصلہ کرے۔یہ رشتے ہمدردی اور جذبات پر نہیں بلکہ کسی کا مان اور بھروسہ بننے پر قائم ہوتے ہیں۔

مگر اس وقت اریب کو جیسے نظر ہی کچھ نہیں آرہا تھا نواہ کے علاوہ۔

میں نے بھی نوٹ کیا ہے۔ایک دو بار اس سے پوچھا بھی ہے۔مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اب شادی" کے دن قریب آنے پر یہ سب کیوں کر رہا تھا۔

خیر میں ابھی مارکیٹ جا رہی ہوں۔"وہ چائے پیتے اپنے خدشات بھی سمعیہ سے شئیر کر رہی تھی۔

ہاں مجھے یاد آیا وہ پیکو والے سے دوپٹے لیتی آنا تمہارے اور نواہ کے دوپٹے تین دن سے اسکے پاس" پڑے ہیں۔ اریب تو کچھ سن ہی نہیں رہا۔ کل بھی اس کا فون آیا تھا کہ باجی دوپٹوں پر لیسیں لگ گئیں ہیں۔" سمعیہ یاد آنے پر بولیں۔

جی میں لے کر آتی ہوں۔ پھر اریب سے بھی بات کرتی ہوں" وہ خالی کپ سامنے سینٹر ٹیبل پر" رکھتے۔ بیگ کندھے پر ڈالتے اٹھی۔

کچھ کپڑے درزی کو دینے تھے۔ اور چند اور چیزیں بازار سے لینی تھیں۔

سارا راستہ وہ اریب کے عجیب و غریب رویے کو سوچتی رہی۔ دوپٹے لینے کے بعد جیسے ہی اس نے واپسی پر جانے والے راستے پر گاڑی ڈالی۔

گول چکر سے مڑتے اسے سمجھ نہیں آئی کہاں سے ایک گاڑی آکر اسکی گاڑی سے ٹکرائی۔ وہ ایک لمحے کے لئے بھی غلط راستے پر نہیں مڑی تھی۔ نہ غلط لین میں تھی۔

بڑی کوشش کرتے کرتے بھی اسکی گاڑی بے قابو ہوتے فٹ پاتھ پر چڑھ گئی۔

جھٹکے سے گاڑی رکتے ہی اس کا سر اسٹیرنگ پر لگا۔ منٹوں میں وہاں جم گھٹا لگ چکا تھا۔ وہ اپنے حواس بحال کرتی گاڑی سے نکلی۔ سیٹ بیلٹ کے باوجود اسکا سر جس بری طرح اسٹئیرنگ سے ٹکرایا تھا وہ چند لمحے کے لئے اپنے حواس کھو بیٹھی تھی۔

میڈم آپ ٹھیک ہیں" وہ سر جھکائے اسٹیرنگ پر سر رکھے گہرے سانس لے رہی تھی کہ بائیں جانب" سے آنے والی آواز پر بمشکل سر اٹھا کر دیکھا۔ کوئی نوجوان تھا۔ اسکے آس پاس بھی ڈھیروں لوگ تھے۔

چند خواتین بھی تھیں۔ جو گاڑی میں ایک لڑکی کو دیکھ کر رک گئیں تھیں۔ ماتھے پر چوٹ کے باعث خون کی لکیر سی بن گئ تھی۔

وہ سر ہلاتی گاڑی سے باہر آئی۔

دو لڑکیوں نے تیزی سے آگے بڑھ کر اسے سہارا دیا۔ پاس ہی کھڑے کسی مرد نے 1122 کو بھی کال کر دی تھی۔ چند منٹوں بعد ان کی گاڑی بھی آچکی تھی۔

میڈم آپ گاڑی سے اپنی ضروری چیزیں نکال کر اسے لاک کر دیں۔ کیونکہ گاڑی کی ابھی حالت" نہیں کہ اسے چلایا جاسکے۔ میں نے مکینک کو کال کی ہے وہ آپ کی گاڑی ورکشاپ لے جائے گا۔"

اسی رش میں اسکا ایک کولیگ جو اتفاقاً وہاں سے گزر رہا تھا رک کر دیکھنے لگا کہ کس کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔صالحہ کو دیکھ کر وہ تیزی سے اسکے قریب آیا۔

صالحہ بھی ڈاکٹر فرحت کو پہچان گئی تھی۔

اس نے آگے بڑھ کر اسکا بیگ اسکے ہاتھ میں دیا۔اور گاڑی میں موجود باقی شاپرز نکال کر اپنی گاڑی میں رکھے۔

"میں یہ آپکے گھر پہنچا دیتا ہوں۔آپ ابھی ہاسپٹل جائیں۔ٹریٹمنٹ کروائیں۔میں اریب کو لے کر آتا ہوں" وہ اریب کا کافی اچھا دوست تھا۔

صالحہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

رات میں وہ اریب کے ساتھ واپس گھر آچکی تھی۔

سمیعہ بے حد پریشان تھیں۔

"بس اب تم شادی تک بالکل بھی گھر سے باہر نہیں نکلو گی۔پتہ نہیں کس کی نظر لگ گئ" وہ پریشانی سے اریب کو دیکھتے بولیں۔جس کے چہرے پر چٹانوں سی سختی تھی۔

آپ ریسٹ کریں۔ ممی آپ انکے لئے دودھ میں ہلدی بنا کر لائیں" صالحہ کو اسکے کمرے کی جانب لے جاتے وہ ماں سے مخاطب ہوا۔

اسے بیڈ پر لٹاتے وہ اسکے قریب ہی بیٹھ گیا۔ اس کا ایک ہاتھ اریب کے دونوں ہاتھوں میں تھا جن پر نگاہیں جمائے وہ نجانے کیا سوچ رہا تھا۔

آئم سوری "چند لمحوں بعد اسکے منہ سے نکلنے والے الفاظ صالحہ کو ششدر کر گئے۔"

ایسے کیوں کہہ رہے ہو۔ تمہارا کیا قصور؟ "وہ حیران ہوئی۔"

اریب جیسے خود پر ضبط کر رہا تھا۔ بنا کچھ کہے اسکا ہاتھ چھوڑ تا وہ کمرے سے نکل گیا۔ صالحہ اسکے رویے پر مزید پریشان ہوئی۔

بہت پیاری لگ رہی ہو" حنا نے محبت سے نواہ کو دیکھا۔ کچھ دیر پہلے ہی وہ پارلر سے تیار ہو کر آئی" تھی۔ ڈیپ ریڈ اور فان کلر کے لہنگے اور لانگ شرٹ پر بھاری کام والا دوپٹہ سر پر سلیقے سے سجائے ہلکے سے میک اپ کے ساتھ بھی وہ سب کی نظروں کو خیرہ کر رہی تھی۔

کچھ ہی دیر میں اریب اور اسکی فیملی پہنچنے والے تھے۔ فنکشن بہت بڑا نہیں کیا گیا تھا۔ گھر میں ہی بارات کا ارینجمنٹ تھا۔ اگلے دن ان کے ولیمے کے ساتھ ہی صالحہ کی رخصتی تھی۔

شکریہ "خوبصورت میک اپ سے سجی آنکھیں جھکائے وہ بے تاثر لہجے میں بولی۔"

پریشان ہو؟" حنا اسکے رویے سے یہی اخذ کر سکی۔ کہ وہ دوبارہ اس تجربے سے گزرنے پر کچھ پریشان" سی ہے۔

ہاں بھی اور نہیں بھی" وہ عجیب مخمصے کا شکار تھی۔ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا ہونے والا تھا۔ شاید" واقعی وہ دوسری بار اس تجربے سے گزرنے پر پریشان تھی۔

حنا ایک منٹ باہر آنا بیٹے" فرحانہ اسی لمحے کچھ پریشان سی اندر آئیں۔"

وہ ابھی نواہ کے سامنے کوئی بات نہیں کرنا چاہتی تھیں۔

جی" وہ فوراً انکے پیچھے کمرے سے باہر آئی۔ لیکن باہر آتے ان کی پریشان صورت اور آنکھوں میں" ہلکورے لیتے آنسوؤں کو دیکھ کر بری طرح چونکی۔

کیا ہوا ہے؟" کوئی بھی جواب دینے کی بجائے انہوں نے ایک خاکی لفافہ اس کی جانب بڑھایا۔"

حنانے کچھ الجھ کر لفافہ کھولا۔اس میں سے نکلنے والے صفحے کو پڑھتے ہی وہ منہ پر ہاتھ رکھ گئ۔

یہ کیسے کرسکتے ہیں وہ لوگ"۔کاغذ پڑھتے اس کا حال بھی فرحانہ سے کم نہ تھا۔"

یہ سب کرنا تھاتو پیچھے لگ کر رشتہ کیوں کیا"اس کی پریشانی اب طیش میں بدلی۔"

تمہارے ابا تو بہت پریشان ہیں۔ کہہ رہے ہیں ابھی ان لوگوں کے گھر چلو۔کوئ تماشہ ہے ہماری بیٹی" کہ بارات والے دن ان کا بیٹا طلاق دے کر خود سکون سے بیٹھا ہے۔ کس بات کا بدلا نکالا ہے انہوں نے۔ میں صالحہ کو بھی فون کررہی ہوں۔ مگر وہ فون نہیں اٹھارہی"وہ روتے ہوئے بولیں۔

چلیں آپ۔ میں بھی چلوں گی"وہ دوپٹہ سنبھالتی تیزی سے سیڑھیاں اترتے بولی۔"

وہ ابھی آفس سے واپس آیا تھا۔اسے ضروری جانا تھا۔

آتے ساتھ ہی اس نے سکائیپ آن کیا۔نواہ کی آج رخصتی تھی۔اس نے حنااور منا سے کہہ رکھا تھا کہ اسے فنکشن میں آن لائن لے لے۔ تا کہ وہ کم از کم خود کو وہاں محسوس کرے۔

کچھ دیر تک وہ کوشش کرتا مگر دوسری جانب سے کوئ آن لائن نہیں تھا۔

سر جھٹکتے اس نے فون کرنے کا سوچا۔

ارد گرد دیکھا، فون بیڈ سائیڈ ٹیبل پر پڑا تھا۔

جیسے ہی اس نے فون ان لاک کیا اریب کا میسج سب سے پہلے نظر آیا۔

وہ مسکراتے ہوئے میسج کھولنے لگا۔یہی سوچ آئی کہ وہ اس سے وہاں نہ آنے کا شکوہ کر رہا ہو گا۔

میسج کھولتے ہی جیسے جیسے وہ پڑھنے لگا پہلے حیرت اور پھر غصے کے تاثرات اس کے چہرے پر واضح دیکھے جاسکتے تھے۔

"حنزل بھائی!

میں بہت مجبوری میں یہ قدم اٹھا رہا ہوں۔مجھے نواہ سے محبت ہے مگر ان چند ماہ کی محبت کو میں اپنی سالوں کی ماں اور بہن کی محبت پر حاوی نہیں آنے دے سکتا۔پچھلے کچھ دنوں سے نواہ کا پرانا شوہر مجھے دھمکا رہا تھا کہ نواہ کو چھوڑ دوں۔

میں نے اسکی بات پر کان نہیں دھرے۔پہلے اس نے مجھ پر حملہ کروایا۔میں ہاسپٹل سے نکل رہا تھا جب ایک بائیک والا میرے قریب سے گزرتا مجھ پر فائر کرنے ہی والا تھا نجانے میں کیسے اس لمحے چکنا تھا یا اللہ نے مجھے زندگی دینی تھی کہ میں بچ گیا۔

جب مجھ پر ہاتھ صاف نہیں کیا تب اس نے مجھے دھمکی دینی شروع کر دی کہ ممی یا صالحہ میں سے کسی کو مار دے گا۔ میں نے تب بھی ری ایکٹ نہیں کیا۔ لیکن چند دن پہلے صالحہ آپا کا بہت برا ایکسیڈنٹ ہوا ہے۔ اللہ نے اسے بھی بچا لیا۔ میرے پاس گنے چنے یہ دو ہی رشتے ہیں میں انہیں اپنی پسند اور مرضی کی بھینٹ نہیں چڑھا سکتا۔ آج میں نواہ کو رخصت کروانے نہیں جا رہا۔ ابھی کسی کو میری بات سمجھ نہیں آئے گی۔ لہذا مجھے آپ ایک بہتر انسان لگے کہ جنہیں میں یہ سب بتا کر معذرت کر سکوں۔ میں آج نواہ کو طلاق دے چکا ہوں۔ گھر پر نہیں ہوں۔

فی الحال چند دن گھر بھی نہیں جاؤں گا۔ جانتا ہوں کہ سب کے سامنے مجرم میں ہی ہوں اور شاید بنوں گا۔ میں نہیں چاہتا کسی کو یہ سب پتہ چلے۔ رفاقت انکل اور آنٹی پہلے ہی پریشان ہیں اس سب سے اور بھی پریشان ہو جائیں گے۔

اسی لئے اصل حقیقت آپ کو بتا رہا ہوں۔ اور آپ بھی احتیاط کریں۔ مجھے نہیں معلوم وہ شخص جیل سے کب اور کیسے آیا۔ مگر اب وہ انتقام میں اندھا ہو رہا ہے۔ آپ زائر کا بھی دھیان رکھئے گا۔ نواہ کو تکلیف پہنچانے کے لئے وہ پہلے کی طرح کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔

"میری معذرت بھی قبول کریں۔ اللہ کرے نواہ کی زندگی میں اب مزید کوئی دکھ نہ آئے آمین۔

وہ سختی سے ہونٹ بھینچے اس کا میسج ایک بار، دوبار اور پھر نجانے کتنی ہی بار پڑھ چکا تھا۔

کیا فائدہ تھا اب بھی یہ سب بتانے کا۔

ایک بار تو وہ اسے اپنا ہمراز بناتا۔ وہ کوئی بہتر حل اسے بتاتا۔

کچھ سوچ کر اس نے اپنے ایک دوست کو فون کیا۔ رفاقت کو اس وقت فون کرنے کا فائدہ نہیں تھا وہ جانتا تھا وہاں کہرام برپا ہوگا۔

تم جانتے ہو وہ پاگل خبطی اور گھٹیا انسان جیل سے چھوٹ چکا ہے" وہ انتہائی غصے میں اپنے دوست کی کلاس لے رہا تھا۔

ہاں مجھے کل ہی معلوم ہوا ہے؟" وہ جیسے شرمندگی سے بولا۔"

کسی بھی سائیکاٹرسٹ سے اسکے لئے ایک رپورٹ تیار کرواؤ اور وہ ثبوت جو نواہ نے پہلے دئیے تھے" انکی کاپی سمیت اسے پاگل خانے پہنچاؤ" اس کی بات پر دوسری جانب اثبات میں جواب آیا۔

وہ ایک ہاتھ میں موبائل تھامے اور دوسرا ہاتھ منہ پر رکھے ادھر ادھر تیزی سے چکر کاٹ رہا تھا۔

سر زائر آپ کا پوچھ رہا ہے؟" وہ ابھی اپنی ہی فکر میں غلطاں تھا کہ زائر کی میڈ دروازے پر ناک "کر کے اندر آتے بولی۔

آپ چلیں میں آرہا ہوں" خود کو کمپوز کرتے وہ اس سے مخاطب ہوا۔ وہ سر ہلا کر کمرے سے باہر چلی "گئی۔

میں بہت شرمندہ ہوں آپ سب سے" سمیعہ اور صالحہ کے ہمراہ ان کے چند اور رشتے دار بھی اس "وقت ان کے ڈرائینگ روم میں موجود تھے۔

رفاقت، فرحانہ اور اسفند انتہائی غصے میں وہاں بیٹھے تھے۔

تو وہ ہے کہاں؟ اتنی بے خبر تھیں آپ دونوں کہ آپ کو معلوم ہی نہیں ہوا کہ وہ انتہائی قدم اٹھانے "والا ہے۔" اسفند کا بس نہیں چل رہا تھا کہ اس کے سامنے اریب ہو اور وہ اس کا حشر کر دے۔

پہلے وہ نوشیرواں اور اب یہ۔ فرق تو دونوں میں کوئی نہیں تھا۔ اس نے تشدد کر کے اسے تکلیف دی اور اس نے محبت کی آڑ میں۔

تکلیف تو نواہ کے ہی نصیب میں آئی۔

آپ یقین کریں ہمیں ذرا سا بھی اندازہ ہوتا تو کیا ہم اسے یہ قدم اٹھانے دیتے" صالحہ بے بسی سے" بولی۔

نہ اریب نے کوئی وجہ بتائی نہ ہی کچھ اور بس اسکے موبائل پر ایک ٹیکسٹ آیا کہ وہ نواہ کو طلاق بجھوا چکا ہے اور یہ کہ کچھ دن کے لئے وہ کہاں ہے کسی کو بتا نہیں سکتا۔

مجھے لگتا ہے اس نے پریشر میں آکر یہ قدم اٹھایا ہے" اس کی بات پر رفاقت صاحب نے ہنکارا بھرا۔"

کس بات کا پریشر۔ کون اسے کہہ رہا تھا کہ نواہ کو طلاق دو، آپ یا آپ کی والدہ" اسفند کی بات پر ان" دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

وہ کچھ دن سے بے حد خاموش تھا۔ اب مجھے یہ تو نہیں پتہ کہ کس وجہ سے مگر کچھ غلط ہو رہا تھا اس کے" ساتھ" صالحہ کی بات پر فرحانہ نے ایک کڑی نظر اس پر ڈالی۔

بیٹا بے وقوف کسی اور کو بنانا۔ اسے ہمدردی کا بخار چڑھا تھا جو اب اتر چکا ہے۔ بہر حال ہماری طرف" سے اسے یہ ضرور بتاد یجئے گا کہ کسی کی بیٹی کو تکلیف پہنچاتے اسے یہ یاد رکھنا چاہئے تھا کہ اسکی بھی ایک بہن ہے۔ اس سے آگے میں کچھ نہیں کہنا چاہتی۔ جس سے پوچھ گچھ کرنی تھی وہ تو یہاں ہے

نہیں۔ آپ دونوں تو ویسے ہی لاتعلقی کا اظہار کر رہی ہیں۔" فرحانہ کی بات پر سمیعہ نے تڑپ کر ان کی جانب دیکھا۔

فرحانہ نظر انداز کرتیں اسفند اور رفاقت کو اٹھنے کا اشارہ کرتیں خود ان سے پہلے ان کے گھر سے باہر موجود تھیں۔

کیا اس کی زندگی میں کہیں ٹھہراؤ بھی آنا تھا یا نہیں" رات کے پہر وہ ٹیرس پر موجود کرسیوں میں" سے ایک پر بیٹھی بے بسی سے اپنی زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔

پہ درپہ تکلیفیں کیا اسی کا مقدر تھیں۔

اللہ میں شکوہ نہیں کرنا چاہتی مگر مجھے سمجھ بھی نہیں آرہی یہ سب میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے۔" جہاں لگتا ہے کچھ بہتر ہونے والا ہے وہیں زندگی پھر سے صفر پر آکر ٹھہر جاتی ہے۔

میں بار بار خود کو توڑ کر جوڑ نہیں سکتی۔ اب مجھے لگتا ہے کہ مجھ میں سکت نہیں۔ مجھے اس سے کوئی دیوانوں والی محبت نہیں تھی کہ میں اسکے جانے کا سوگ منا رہی ہوں۔ مگر مجھے یہ تکلیف کھائے جا رہی ہے کہ میرے ماں باپ ایک بار پھر میری وجہ سے تکلیف میں مبتلا ہیں۔

جگ ہنسائی ان کی ہوئی ہے۔مجھے تو وہ اپنے پروں میں چھپالیں گ ےئ مگر خود تو وہ اسی معاشرے کا مقابلہ کریں گے۔جہاں ایک بار طلاق یافتہ پھر سے طلاق کا ٹیکا سجالے تو لوگوں کی باتیں اسکے گلے میں پھندا بن جاتی ہیں" وہ رونا نہیں چاہتی تھی۔مگر وہ اس لمحے بے آواز رو رہی تھی۔

اسے اپنے پیچھے قدموں کی چاپ سنائی دی۔وہ مڑے بغیر بھی جانتی تھی کہ کون ہے۔

میری بیٹی کیوں پریشان ہے؟" محبت بھرا ہاتھ اسکے کندھے پر رکھتے رفاقت صاحب اسکے ساتھ رکھی" دوسری کرسی پر بیٹھ گئے۔

کیا پریشان ہونے کا مقام نہیں کہ ایک بار پھر مجھے اللہ کے اس ناپسندیدہ فعل سے گزرنا پڑ رہا ہے۔"" سر جھکائے ہاتھوں کو آپس میں الجھاتی وہ خود بھی اس وقت بے حد الجھی ہوئی تھی۔

نہیں" ان کے جواب پر اس نے حیرت سے ان کی جانب دیکھا۔جن کے چہرے پر نجانے کیوں اتنا" اطمینان تھا۔

آپ لوگوں کو کیسے فیس کریں گے۔ابا مجھے دوبار طلاق مل گئی ہے" وہ حیرت سے انہیں دیکھتے۔" حقیقت ایسے بتانے لگی جیسے وہ انجان ہوں۔

لوگوں کو فیس کرنا میرا کام ہے۔ تم اس کے لئے پریشان مت ہو۔ بس خود کو ریلیکس رکھو۔" وہ اس کا ہاتھ تھامتے ایسے بولے جیسے وہ کسی امتحان میں فیل ہو گئی ہو۔

ہاں یہ بھی تو امتحان ہی تھا۔

تم صرف یہ بتاؤ کہ تم تھک تو نہیں گئیں؟" ان کے سوال پر اس نے واپس سر جھکاتے اپنے رکے " آنسوؤں کو پھر سے بہنے دیا۔

رفاقت صاحب نے محبت سے اسکے آنسو صاف کئے۔

اتنی بہادر ہو کر ایسی بزدلوں والی بات" وہ جیسے اسے تسلی اور حوصلہ دینے لگے۔"

میں اتنی بہادر نہیں ابا کہ ہر بار گر کے اٹھ جاؤں۔ طلاق کا طوق پہننا کوئی آسان بات تو نہیں" وہ" لب دانتوں میں دباتی اپنی سسکیاں روکنے لگی۔

ہم بزدل تب ہوتے ہیں جب ہم ہمت چھوڑ دیتے ہیں۔ جب ہم خود کو زندگی کے رحم و کرم پر چھوڑ" دیتے ہیں۔ جب لڑنے، خود کو منوانے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ تمہارے سامنے تو زندگی پڑی ہے اٹھو اور زندگی کو بتادو کہ تم اس سے خوفزدہ نہیں ہو" ان کی بات پر وہ آنکھیں جھپکائے بنا انہیں دیکھنے لگی۔

خوف کو خود پر حاوی مت ہونے دو۔ خوف صرف اندھیرے اور اکیلے پن کا نہیں ہوتا۔ ہار کا بھی" خوف ہے۔ تم کیوں اس کے زیر اثر آرہی ہو۔ زندگی ختم تو نہیں ہو گئی۔ ابھی تو بہت سی منزلیں ہیں جہاں تمہیں پہنچنا ہے۔ پتہ ہے نواہ کچھ لوگوں کو خوشیاں اور آسانی یوں ہی مل جاتی ہے۔ کچھ کو کوشش کر کے، محنت کر کے حاصل کرنی پڑتی ہیں۔ اور پھر ایسی خوشیوں کا مزہ ہی الگ ہوتا ہے۔

تمہیں زمانے سے لڑ کر یہ خوشیاں حاصل کرنی ہیں۔ تمہیں زندگی کو یہ بتانا ہے کہ کوئی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ہار تب ہار کہلاتی ہے جب ہم مان لیں کہ ہم ہار گئے ہیں۔ ہار مت مانو۔ ہمت کرو، کوشش کرو۔ اور کچھ لوگوں کی زندگی ہوتی ہی جدوجہد پر مبنی ہے۔

ہو سکتا ہے تمہاری زندگی میں بھی جدوجہد لکھی ہو۔ شاید تمہاری زندگی کا مقصد ہی یہی ہو۔ تم بہت بہادر ہو۔ اور مجھے تمہیں یہ بار بار بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کبھی کبھی زندگی ہمیں ایسے موڑ اور الجھنوں سے گزار کر منزل تک لے جاتی ہے کہ ہمارے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا کہ ہماری اصل منزل یہ تھی۔" اسے ان کی باتیں سمجھ آ بھی رہیں تھیں اور نہیں بھی۔

کیا تم اس شخص سے محبت کرنے لگیں تھیں؟" ان کے سوال پر اسکے چہرے پر کوئی رنگ نہیں کھلا۔" سپاٹ چہرہ تھا۔

ایسا نہیں ہے ابا۔ مگر وہ اچھا انسان تھا۔ پتہ نہیں کیوں وہ میرے ساتھ ایسا کر گیا۔ تکلیفیں ضروری نہیں جسمانی ہوں۔ روح کی چوٹ زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ مندمل دیر سے ہوتی ہے۔

میں اس پر اعتبار کرنے لگی تھی۔ اس نے میرے اعتبار کو ٹھیس پہنچائی ہے اور یہ تکلیف جسمانی تکلیفوں سے زیادہ گہری ہے" اس کی بات پر وہ اسکا ہاتھ تھپک کر سر ہلانے لگے جیسے اسکے الفاظ سے اسکی تکلیف کا اندازہ لگا گئے ہوں۔

یہ منزل نہیں تھی تمہاری نواہ۔ بس یہ سوچو۔ منزل کچھ اور ہے میرا بچہ "وہ اس کا سر تھپتھپانے لگے۔

اور وہ کیا ہے۔ کیا آپ اس سے واقف ہیں؟" ان کی جانب اس نے اس انداز میں دیکھا جیسے ان کا راز جان گئی ہو۔

شاید ہاں۔ شاید ناں۔ بس ابھی صرف اتنا جان لو کہ خود کو زندگی کے سامنے کسی چٹان کی طرح پھر سے کھڑا کرلو۔ ورنہ تمہارا اپنا خوف کسی دوسرے کی دی جانے والی تکلیف سے کہیں زیادہ دیرپا اور گہرا ہو گا" ان کی بات پر وہ پھر سے الجھ گئی۔

اٹھو چل کر لیٹو۔ بس یہ سوچو بہترین کے لئے بہتر کو چھوڑنا پڑتا ہے" اس کا بازو پکڑ کر اٹھاتے وہ پھر سے اسے مخمصے میں ڈال گئے۔

مجھے آپ سے بہت اہم بات کرنی ہے۔ آپ کے پاس وقت ہو گا" حنزل کے فون کا وہ دو دن سے انتظار کر رہے تھے۔ مگر وہ کس بات کا انتظار کر رہا تھا کہ دو دن سے سب پتہ چلنے کے بعد بھی اس نے ان سے رابطہ نہیں کیا تھا۔

مجھے بھی تم سے اہم بات کرنی ہے۔ یہ بات میں پہلے ہی کرنا چاہتا تھا۔ مگر تب حالات نے اجازت نہیں دی۔ لیکن میرا خیال ہے کہ آج میں وہ بات کر ہی لوں" ان کے جواب پر وہ تھوڑا حیران ہوا۔

آپ بتائیں ابی جان۔ میں سن رہا ہوں" وہ تابعداری سے بولا۔"

نہیں تم بتاؤ پہلے کیا بات کرنی تھی۔ مجھے اس وقت فرصت ہے۔ میں آرام سے سنوں گا بھی اور کہوں گا بھی" ان کی بات پر اس نے گلا تر کیا۔ وہ نہیں جانتا تھا وہ صحیح فیصلہ کر چکا ہے یا غلط مگر اس وقت اسے اس سے بہتر اور کوئی فیصلہ نہیں لگ رہا تھا۔

میں۔۔ابی جان۔ میرا خیال ہے۔ میرا مطلب ہے کہ۔۔ میں۔۔نواہ سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔"

آپ کی اجازت سے "اس کی بات پر ان کے لب بے اختیار مسکرائے تھے۔ آنکھوں میں نمی کی چمک ابھری تھی۔

کچھ لوگ ہوتے ہیں ایسے جو زندگی میں آپ کے لئے ہمیشہ مددگار ہی ثابت ہوتے ہیں۔ حنزل بھی انہی میں سے ایک تھا۔

وہ جو سوچ رہے تھے کہ کن الفاظ میں اسے سے اپنے دل کی خواہش کا ذکر کریں۔ وہ بن کہے ہی ان کی خواہش کو جان گیا تھا۔

آپ۔۔ آپ ناراض تو نہیں ہیں" وہ کبھی ان سے بات کرتے گھبرایا نہیں تھا۔جب فرواکے حوالے سے ان سے بات کرنی تھی تب بھی نہیں۔

لیکن ابھی اس لمحے نجانے وہ کیوں گھبرا رہا تھا۔ دوسری جانب کی بڑھتی خاموشی پر وہ پریشان ہوا تھا۔

میں بھی تم سے یہی کہنا چاہتا تھا" تھوڑی دیر بعد اسے رفاقت صاحب کی نم آواز سنائی دی۔ وہ لب بھینچ گیا۔

فروا کے بعد۔ نواہ کے نکاح سے پہلے ہی میری یہ خواہش تھی کہ اریب کی جگہ اس کا نکاح تم سے ہو جائے۔ مگر پھر میں نے سوچا کہ سب یہی کہیں گے کہ روایتی اور خود غرضی کی بات کر رہا ہوں۔ شاید تم پر تسلط قائم کرنا چاہتا ہوں۔" وہ اس پر ایک نیا انکشاف کر رہے تھے۔ ایک انکشاف اسے بھی کرنا تھا اریب کے حوالے سے۔

مجھے آپ سے کچھ اور بھی کہنا ہے" اس کے لہجے کی سنجیدگی پر وہ چونکے۔"

کہو" ان کی اجازت ملنے پر وہ اریب کے میسج کے بارے میں سب بتاتا گیا اور وہ دنگ رہ گئے۔ "کچھ لوگ نفرت اور انتقام میں اس قدر بڑھ جاتے ہیں کہ وہ کسی کی بھی زندگی کو تباہ کرنے کے لئے ہر حد پار کر جاتے ہیں۔

یہ شخص ناسور بن گیا ہے ہمارے لئے" ان کے لہجے میں نوشیرواں کے لئے نفرتہی نفرت تھی۔"

آپ فکر مت کریں اس کا بھی حل میں نے کر لیا ہے۔ وقت آنے پر بتاؤں گا" اس نے ڈھکے چھپے" الفاظ میں اپنا ارادہ بتایا۔

اریب بات تو کرتا ہم سے؟" انہیں افسوس ہوا اس کی بزدلی پر۔"

میں صرف اتنا کہوں گا ابی کہ جو ہوتا ہے بہتری کے لئے ہوتا ہے۔خدانخواستہ ان کی فیملی کو کچھ بھی ہو جاتا ہماری وجہ سے تو یہ ساری زندگی کا پچھتاوا بن جاتا ہے۔اپنی فیملی کے لئے ہر کوئی اتنا ہی حساس ہوتا ہے۔ہمیں اسے موردالزام نہیں ٹھہرانا چاہئے" حنزل کی بات ان کے دل کو لگی۔

اور ہاں۔۔ایک اور بات آپ سے کہنی ہے کہ میرے اور نواہ کے نکاح کے بارے میں زیادہ شور مت اٹھے۔بہت خاموشی سے کرکے۔اتنی ہی خاموشی سے نواہ کے پیپرز بنوا کر اسے میرے پاس بجھوا دیں۔کیونکہ وہ شخص گھات لگائے بیٹھا ہو گا۔نواہ کا گھر سے نکلنا بھی کچھ عرصے کے لئے بند کر دیں" اس کی بات انہیں بے حد معقول لگی۔

آپ مامی کو کچھ نہیں بتائیں گے اور نہ ہی کسی اور کو سوائے اسفند کے۔کیونکہ پھر سبھی اور بھی پریشان ہو جائیں گے خاص کر نواہ۔وہ سمجھے گی اسکی وجہ سے سب پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں" اسکی بات سن کر وہ بری طرح چونکے۔

تو کیا واقعی وہی نواہ کی منزل تھا۔جس کا ذکر وہ نواہ سے کر چکے تھے۔

جو ابھی سے اسکے بارے میں اتنا حساس ہو رہا تھا۔یقیناً یہ احساس قدرت نے ہی اس کے دل میں ڈال کر اتنا بڑا فیصلہ کروالیا تھا۔

"مجھے تم سے ایک بات کرنی ہے" شام میں جس وقت وہ چائے لے کر سب میں آکر بیٹھی اسی لمحے رفاقت صاحب نے نواہ کو مخاطب کیا۔

جی "وہ خاموش پہلے بھی رہتی تھی مگر اب اور بھی خاموش ہو گئ تھی۔ اس کا ابھی بینک جانا انہوں نے یہ کہہ کر بند کروادیا تھا کہ پہلے خود کو دنیا کا سامنا کرنے کے لئے تیار کرو۔

"آؤ تھوڑی دیر باہر چلیں" وہ اپنا کپ اٹھا کر اور اسے چائے کا کپ اٹھانے کا اشارہ کرتے وہ لان میں چلے آئے۔

"میں نے تمہیں چںد دن پہلے کہا تھا کہ کبھی کبھی زندگی ہمیں الجھے راستوں سے گزار کر پھر اصل سمت کی جانب لاتی ہے۔ وہ راستے کبھی کبھی تنگ، تاریک اور بے حد پیچیدہ ہوتے ہیں مگر ان سے گزرے بغیر ہم اپنی منزل کی جانب جانے والے صحیح اور صاف راستے کی جانب نہیں آسکتے۔" وہ دونوں لان میں رکھے ایک بینچ پر بیٹھ گئے۔

وہ خاموشی سے انہیں سن رہی تھی۔

تو بس یہی سمجھو کہ وہ صاف اور سیدھا راستہ اب تمہاری زندگی میں آگیا ہے جس سے گزر کر تمہیں اپنی منزل کی جانب جانا ہے" ان کی بات پر اب کی بار اس نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

میں نے فیصلہ کیا ہے اور مجھے امید ہے تم ہمیشہ کی طرح میرے فیصلے کا مان رکھو گی" ان کی بات پر وہ استہزائیہ ہنسی۔

کاش اس بار آپ کا فیصلہ میرے اور ہم سب کے حق میں بہتر ہو" وہ کسی حد تک ان کی تمہید کا مقصد اب سمجھ گئی تھی۔

ان شاء اللہ۔ اس بار خوشیاں تمہارا انتظار کر رہی ہوں گی" ان کی بات پر اس نے محض سر ہلایا۔"

ہم اس ہفتے کے آخر پر تمہارا اور حنزل کا نکاح کر رہے ہیں" ان کی بات پر اس نے جھٹکے سے سر اٹھا کر ششدر نگاہوں سے ان کی جانب دیکھا۔"

اسی لئے کہا تھا کہ میں امید کرتا ہوں کہ تم میری بات کا مان رکھو گی" وہ لب بستہ تھی۔ کیا کہتی۔"

اور پھر چند دنوں میں اس کا نکاح حنزل سے آنلائن ہو گیا۔

نکاح ہوتے ہی اس کے پیپرز بننے کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ وہ بس خاموش تماشائی بنی سب دیکھ رہی تھی

کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ فروا جیسی جو دکھتی تھی اسی کی جگہ بھی حنزل کی زندگی میں لے لے گی۔

اور یہ تو ابھی تعین بھی نہیں ہوا تھا کہ حنزل اسے اپنی زندگی میں کیا جگہ دے گا۔کیونکہ نکاح کے بعد اسکے پیپرز کے حوالے سے چند ایک بار اس کی حنزل سے نہایت مختصر بات ہوئی تھی۔

چھوڑ دو اب اس لڑکی کا پیچھا" جب سے وہ جیل سے آیا تھا اس پر بس ایک ہی دھن سوار تھی کہ کسی" طرح نواہ کی زندگی برباد کرنی ہے۔

آپ اپنے کام سے کام رکھیں" وہ سیڑھیاں اترتے اس وقت کہیں جانے کو تیار کھڑا تھا کہ نادرہ" سیڑھیوں کے آخر میں کھڑیں اسے تنقیدی نگاہوں سے دیکھ رہی تھیں۔

انکی بات کے جواب میں ٹکا سا جواب دیتا وہ موبائل پر مصروف رہا۔

تمہیں ہم سب نظر نہیں آرہے۔اپنی بہن کا حال دیکھو۔ کیسی وہ دن رات ہاسپٹل میں زندگی اور" موت کی کشمکش میں پڑی ہے۔اور تمہیں اپنے انتقام کی سوجی ہوئی ہے" آبدیدہ نگاہوں سے اسے دیکھتے گویا التجا کی۔

ہاں تو آپ کے کرتوتوں کی سزا ہے یہ۔کیوں امیر گھر کے چکر میں اسکی شادی کی۔اب بھگتیں۔" شوہر تو اسے جلا کر نکل گیا اور ہم پر یہ مصیبت ڈال گیا" اس کا کرخت اور نفرت آمیز لہجہ انہیں کپکپانے پر مجبور کر گیا۔

شاید واقعی یہ انکے گناہوں کی سزا تھی۔ جیل سے آنے کے بعد انہوں نے جلدی میں بیٹی کی شادی ایک امیر گھرانے میں کر دی۔ شوہر عیاش تھا۔ایک دن نشے میں دھت اس نے سامعہ سے جھڑپ ہونے پر اس نے کچن میں لے جا کر اسے جلا ڈالا۔

بیٹی ہاسپٹل میں پڑی تھی کہ بیٹا بھی سزا بن کر جیل سے واپس آگیا۔اور اب پھر سے نواہ کی زندگی برباد کرنے پر تلا تھا۔

بہن ہے وہ تمہاری" وہ جیسے اسے یاد دلا رہی تھیں۔"

کوئی کچھ نہیں لگتا میرا۔خود تو آپ نکل آئیں جیل سے مجھے وہاں پھنسا کر۔جائیں اب آپ۔ میرے منہ مت لگیں" وہ بدتمیزی سے بولتا وہاں سے نکلتا چلا گیا اور وہ سر تھام کر رہ گئیں۔

شوہر پہلے ہی طلاق دے چکا تھا۔ان کے کرتوتوں کی خوب سزا ملی تھی۔

کاش کہ وہ وقت پچھلے لا سکتیں۔ایک بچی کی زندگی یوں برباد نہ کرتیں۔

نوشیرواں کو کسی سائیکاٹرسٹ کو دکھاتیں۔ تو شاید یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔

یقیناً "نواہ کی خاموشی کسی بددعا سے کم نہ تھی۔ اس نے صبر کر کے خاموش رہ کر ان پر زندگی بھر کے لئے عذاب ڈال دیا۔

انہیں اب اندازہ ہوا تھا کہ صبر جب عذاب بن کر پلٹتا ہے تو کیسا ہوتا ہے۔

کسی ناحق کے ساتھ برا کرنا کیسا تکلیف دہ ہوتا ہے۔

مگر یہ بات ابھی نوشیرواں نہیں سمجھ رہا تھا۔ کچھ سوچ کر انہوں نے رفاقت صاحب کو فون کرنے کا سوچا۔

نواہ، حنزل بھائی کا فون ہے"۔ وہ نکاح کے بعد سے ایک دوبار حنزل سے بات کر چکی تھی اپنے" ڈاکومنٹس سے متعلق مگر وہ بات سبھی کے درمیان میں ویڈیز کالز پر ہوئی تھی۔

یوں الگ سے ابھی تک اس نے حنزل سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ نجانے کیوں وہ کترانے لگی تھی اس سے۔

ان دنوں جب بھی وہ ویڈیو کال پر زائر سے سب کی بات کرواتا وہ جان بوجھ کر وہاں سے اٹھ جاتی۔

فرواکے حوالے سے وہ اسے ہمیشہ بہت اچھا لگتا تھا۔

ویسے بھی جس طرح وہ رفاقت صاحب اور اس گھر کے ساتھ اٹیچڈ تھا، نواہ کو اس حوالے سے بھی وہ بہت عزیز تھا۔

مگر اب یہ نیا تعلق اسکے لئے قبول کرنا بہت مشکل ہو رہا تھا۔

نجانے حنزل کے لئے یہ سب کتنا مشکل تھا۔ فرواکے لئے وہ کس قدر دیوانہ تھا یہ کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا۔

ایک گہری سانس بھر کر اس نے منا کے ہاتھ سے فون تھاما۔

"السلام علیکم!:"

اس نے جھجھکتے سلام کیا۔

وعلیکم سلام! ٹھیک ہو" دوسری جانب سے لمحہ بھر کی خاموشی کے وقفے کے بعد حنزل کی گھمبیر آواز" ابھری۔

جی"اسے سمجھ ہی نہیں آرہی تھی کہ اس سے کیا بات کہے۔اسے تو یہ بھی سمجھ نہیں آرہی تھی کہ" حنزل نے اسے فون کیوں کیا تھا۔

دوسری جانب حنزل کو بھی اندازہ نہیں تھا کہ وہ کیوں اس سے بات کرنے کا مطالبہ کر بیٹھا تھا۔شاید اسے بتانا مقصد تھا یا خود کو باور کروانا مقصد تھا کہ اب ایک اور ذمہ داری اسکے کندھوں پر آگئ تھی۔

اور وہ تو ہمیشہ سے رشتے نبھانے میں پیش پیش رہا تھا تو پھر اس اہم رشتے کو کیسے اگنور کر دیتا۔جس کی چاہ اس نے خود کی تھی۔

تمہارے پیپرز بنوانے میں ایک ہفتے کا ٹائم لگے گا۔امید ہے جلد ہی کام ہو جائے گا"وہ اسے یہ سب" کیوں بتا رہا تھا۔یہ سب تو اسے رفاقت صاحب بتا چکے تھے۔

جی"نواہ سے اس سے زیادہ کچھ نہیں بولا گیا۔وہ کیا کہتی۔"

یہ تعلق تو کبھی اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا۔

میں چاہ رہا تھا کہ میں خود آتا تمہیں لینے۔لیکن آفس کی مصروفیت کی وجہ سے میں نے اسفند کو کہا" ہے وہ تمہیں لے آئے گا"اس کی بات پر وہ لمحہ بھر کے لئے ساکت ہوئی۔

آپ نے یہ کیوں کیا؟"اسکی بات کے جواب میں اسکے منہ سے نکلنے والا سوال حنزل کو لمحہ بھر کے لئے ششدر کر گیا۔اس کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ وہ اس سے بازپرس کرے گی۔

میں نے کیا کیا؟"کچھ لمحے کے توقف کے بعد اسکی سنجیدہ سی آواز ابھری۔"

آپ کو اتنا بڑا قدم نہیں اٹھانا چاہئے تھا؟"وہ سوچے سمجھے بنا اس کا احتساب کر رہی تھی۔"

یہ سب اس نے سوچا بھی نہیں تھا کہ وہ یوں اس سے سوال جواب کرے گی۔

جب تمہاری سیٹس بک ہو جائیں گی۔میں ابی جان کو بتا دوں گا۔اپنا خیال رکھنا"اس کے سوالوں کو اگنور کئے وہ اسے کچھ اور ہی کہہ رہا تھا۔

آپ آپا کو بھول گئے ہیں؟"اس کا اگلا سوال حنزل کو بری طرح تڑپا گیا۔"

کچھ بھی کہے بنا اس نے فون کاٹ دیا۔

فون بند ہونے پر جیسے اسے ہوش آیا۔

اسے پتہ بھی نہیں چلا اور وہ بے آواز رو رہی تھی۔

یہ سب نجانے وہ کیسے کہہ گئ۔ مگر اسے لگا اس نے ٹھیک کیا ہے۔ اسے پوچھنا چاہئے تھا یہ سب۔ وہ تو فروا پر جان چھڑکتا تھا تو پھر ہمدردی میں اتنا اندھا ہو گیا کہ اسی کی بہن سے شادی کر لی۔ بے شک اس نے رفاقت کی پریشانی کے غرض سے یہ سب کیا۔ لیکن یہ شادی نہ کرتا۔ اس سے نہ کرتا۔

فون بند کئے وہ نجانے کتنی ہی دیر وہاں ایک ہی پوزیشن میں بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔

نواہ کے سوال نے اسے وہ رات یاد دلا دی۔ وہ آخری رات جو اس نے فروا کے ساتھ گزاری تھی۔

میری خواہش پوری نہیں کریں گے؟" وہ بضد تھی۔"

فروا یار تم کبھی کبھی بے معنی باتوں کے پیچھے پڑ جاتی ہو" وہ جھنجھلا رہا تھا۔ صبح اس کا آپریشن تھا اور وہ" اس وقت اور بھی تکلیف دہ باتیں کر رہی تھی۔

اچھا سن تو لیں نا" اسکے اصرار پر حنزل نے گہرا سانس بھرا۔"

بولو" با دل نخواستہ اسے اجازت دی۔"

میرے بعد آپ نے شادی لازمی کرنی ہے۔یہ مجھ سے ابھی اور اسی وقت وعدہ لیں" اس کی بات پر اس کا دل ایک بار پھر سکڑا۔وہ کیوں اسے تکلیف دے رہی تھی۔ایسی دل دہلانے والی باتیں اور خواہشیں کیوں کر رہی تھی۔

نواہ کا نکاح ہو رہا ہے۔نہیں تو میں آپ سے وعدہ لے لیتی کے اسی سے شادی کر لینا۔وہ ہے بھی" میرے جیسی۔آپ کو میری یاد کم آتی اگر اس سے شادی کرتے۔لیکن خیر۔میں چاہتی ہوں آپ بے نام نہ رہیں۔زائر بھلے ہمارا ہے۔مگر وہ آپ کا خون نہیں ہے۔میں چاہتی ہوں آپ کے اپنے بچے اس دنیا میں آئیں۔پلیز حنزل وعدہ کریں میری اس خواہش کا مان رکھیں گے"وہ کیا کہہ رہی تھی، کیوں کہہ رہی تھی۔

وہ اس لمحے پاگل ہو رہا تھا اس کی باتوں سے مگر۔جس رات اس نے اریب کے وہ میسج پڑھے اسے لگا یہ لمحہ ہے اسکی آخری خواہش پوری کرنے کا۔

شاید قدرت نے اسے موقع دیا تھا کہ وہ فروا کی اپنی اتنی چاہنے والی بیوی کی خواہش پوری کرے۔اور بس پھر لمحوں میں فیصلہ ہوا تھا۔

مگر کیا یہ بات وہ نواہ کو بتا سکتا تھا۔جو بھی تھا۔وہ اس فیز میں تھی کہ پہلے ہی وہ خود ترسی کا شکار تھی۔

وہ کیسے اتنی ساری حقیقتیں اسے بتاتا۔ وہ کیا سوچتی، چاہے فرواس کی بہن تھی۔ مگر اس لمحے اس کا مقام حنزل کی زندگی میں وہی ہو گیا تھا جو فروا کا تھا۔

دل کے معاملے میں تو وہ بے بس تھا۔ وہاں فروا کے علاوہ کوئی تھی ہی نہیں۔ ہاں مگر دنیا کی نظر میں وہ نواہ کو بیوی بنا چکا تھا۔ اس کے احساسات کی پرواہ اسے ہی کرنی تھی۔

وہ تھا ہی اتنا حساس تو پھر اس کے معاملے میں کیسے نہ ہوتا جو فروا کو دل و جان سے ہمیشہ سے عزیز رہی تھی۔ وہ حنزل کو بھی اتنی ہی عزیز تھی۔ چاہے رشتے بدل گئے تھے۔

دو تین بار وہ اپنے موبائل پر نادرہ کی کال دیکھ کر اگنور کر چکے تھے۔

لیکن آخر چوتھی بار بھی جب انکے فون پر نادرہ کی کال آئی وہ اگنور نہ کر سکے۔

سکون نہیں آپ کو خاتون میری بیٹی کی زندگی اجاڑ کر کہ اب آپ پھر سے مجھے کالز کر کے پریشان" کر رہی ہیں" ان کا لہجہ انتہائی سخت تھا۔

نادرہ جانتی تھیں کہ فون اٹھانے پر اسے سخت سست ہی سننے کو ملے گی۔

"میں جانتی ہوں کہ میں اس قابل نہیں کہ آپ کو کال کروں۔ اور نہ ہی اس قابل کے آپ میری کوئی بات سنیں۔ لیکن پھر بھی میری درخواست ہے کہ ایک بار آپ مجھے سن لیں۔ ہو سکتا ہے کوئی طوفان آپ کی زندگی میں آنے والا ہو اور میری بات سن کر وہ طوفان اپنا رخ موڑ لے" ان کی مبہم بات رفاقت صاحب کو کچھ صحیح سے سمجھ نہیں آئی۔

"آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟" اب کی بار انہوں نے نادرہ کو کہنے کا موقع دیا۔

"سب سے پہلے تو میں آپ سے معافی مانگنا چاہتی ہوں جبکہ میں جانتی ہوں کہ اب اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن شاید میرے لئے اس کا کوئی فائدہ ہو جائے۔ کہ زندگی اور موت کے بیچ کھڑی میری بچی کے لئے اللہ کوئی آسانی کر دے۔" ان کی بات سن کر رفاقت صاحب نے ہونٹ بھینچے مگر ان کا دل نہ کیا کے ان کی بیٹی کے بارے میں پوچھیں۔

"جلدی بات کیجئے مجھے اور بھی کام ہیں" وہ کچھ بے زار لہجے میں بولے۔

"میرا بیٹا جب سے جیل سے واپس آیا ہے انتقام کی آگ میں پاگل ہو رہا ہے۔ میری درخواست ہے کہ اگر آپ نے ابھی تک نواہ کی کہیں شادی نہیں کی تو جلد از جلد کر دیں۔ اس کے ارادے ٹھیک نہیں ہیں۔" ان کی اطلاع پر وہ استہزائیہ ہنسے۔

اول تو مجھے آپ کے مشورے کی ضرورت نہیں۔ دوسری بات یہ کہ ایک جگہ کرنے کی کوشش کی" تھی۔ اس لڑکے کی بہن اور ماں کو قتل کرنے کی دھمکی دے کر اس نے وہ رشتہ ختم کروادیا ہے۔ اب تو پیچھا چھوڑ دیں میری بیٹی کا۔ اور اگر آپ کا وہ نیم پاگل بیٹا سنبھل نہیں رہا تو اسے کسی ہاسپٹل میں ایڈمٹ کروائیں" غصے میں کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

اونہہ۔ اب یہ ہمدرد بن کر نجانے کیا کرنے ٹپک پڑیں ہیں۔ چاہے اسی نے انہیں کہا ہو تا کہ معلوم ہو" کہ رشتے کا کیا بنا" وہ سوچ کر مزید سیخ پا ہوئے۔

گھڑی پر وقت دیکھتے انہوں نے حنزل کو کال کی۔

ساری بات اس کے گوش گزار کی۔

آپ نے اچھا کیا ابی جان جو مزید انہیں کچھ نہیں بتایا۔ میں نے اریب سے بات کی ہے کہ وہ اس کا" نمبر مجھے دے دے۔ جس سے وہ اسے فون کرتا تھا۔ ویسے تو کسی ایک نمبر سے اس نے فون نہیں کیا تھا۔ مگر جتنے ممکن ہو سکتے ہیں وہ سبھی نمبرز میں نے اس سے لے لئے ہیں۔ اور ان کا ڈیٹا نکلوا رہا ہوں۔ جیسے ہی مجھے ڈیٹا ملتا ہے یہ نوشیرواں کو ایک بار پھر پکڑنے میں کوئی دشواری نہیں ہو گی۔ لیکن میرا

کنسرن صرف اسے پکڑوانا نہیں ہے۔اس بار اسے پاگل خانے بھجوانا ہے۔تا کہ وہ دوبارہ کسی کی بیٹی کے ساتھ یہ سب نہ کر سکے" حنزل کے لہجے میں نفرت تھی۔

صحیح کہہ رہے ہو یہ شخص جتنی دیر کھلا رہا یہ ہماری زندگی کو مزید جہنم بنادے گا" ان کی بات کی حنزل نے تائید کی۔

آپ پریشان نہ ہوں۔سب بہتر ہو جائے گا" اس نے انہیں تسلی دلائی۔"

وہ آجکل کہیں آجا نہیں رہی "اس کا خاص بندہ اسے معلومات دے رہا تھا۔"

اس پر کڑی نظر رکھو۔مجھے وہ زندہ نظر نہیں آنی چاہئے۔جیسے ہی نظر آئے ماردو" وہ انتقام میں" واقعی پاگل ہو چکا تھا۔

ہر طرح کے انجام سے بے خبر بس اسے پرواہ تھی تو یہ کہ وہ مر جائے۔

جی باس جیسے ہی وہ گھر سے نکلتی نظر آگئی۔وہ دن اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا" اس کے خاص" بندے نے اسے خوب تسلی دلائی۔

وہ ہولے سے مسکرایا۔

ٹھیک ہے۔بس یہ کام کرواور منہ مانگی رقم مجھ سے لے لینا" وہ اسے پیسوں کی یقین دہانی کرواتے "ہوئے بولا۔

کتنے دن چھپو گی۔ آخر تو باہر آؤ گی اپنے بل سے۔مجھے نوشیرواں کو تم نے جیل کی سزادلوائی۔اب " تمہیں ایسی سزادوں گا کہ اگلی دنیامیں ہی جاکر تمہارے ہوش ٹھکانے آئیں گے "وہ غصے سے ہونٹ بھینچ کر گویا نواہ کے ہیولے سے بولا۔

اسے اپنی پلیننگ پر بڑاناز تھا۔

اب تک ویساہی ہورہاتھاجیساوہ چاہ رہاتھا۔مگر پھر ایک پلین اللہ بناتاہے۔اور پھر وہ انسان کو یہ باور کرواتاہے کہ وہ اسی کابنایاہوابندہ ہے۔جو اپنی مرضی سے ہاتھ کی ایک انگلی تک نہیں ہلاسکتا۔آنکھ کو اس کی مرضی کے بناجنبش نہیں دے سکتا۔حتی کہ سانس تک اس کی مرضی کے بنانہیں لے سکتاتووہ کیسے پلین بناسکتاہے۔اور دنیاکو اپنے تابع کر سکتاہے۔یہ بہت جلد نوشیرواں کو سمجھ آنے والا تھا۔

"ارے کہاں گھسے چلے آرہے ہو؟" وہ بڑا مطمئن سا اس وقت اپنے دوست کے فارم ہاؤس پر موجود تھا جب پولیس وہاں پہنچی۔

"تمہیں تھانے چلنا ہوگا" ان میں سے انسپکٹر آگے آتے ہوئے نوشیرواں کی جانب اشارہ کرکے بولا۔"

کس چکر میں" اس کا دوست اکڑ کر سامنے آیا۔"

اوئے۔۔اپنے آپے میں رہ۔۔ چل۔۔سنائی نہیں دیا تجھے۔یہ ہیں تیرے وارنٹ گرفتاری" پولیس انسپکٹر کی بات سن کر گویا نوشیراوں کو سانپ سونگھ گیا۔

کس نے کیس کیا ہے میرے خلاف" وہ اپنی جگہ سے ہلنے کو تیار نہ تھا۔"

اسے پکڑو۔تھانے چل کر تجھے بتائیں گے کہ کیا کیا ہے تونے۔اس بار اوپر سے آرڈر آئیں ہے۔پہلے تو" نکل گیا تھا اس بار نہیں بچنے والا تو۔" انسپکٹر کے حکم پر دو پولیس اہلکار ہاتھ میں ہتھکڑی لئے اسکی جانب بڑھے۔

جو زبردستی خود کو ان سے چھڑوانے کی کوشش میں مگن تھا۔

میں کہہ رہا ہوں مجھے پہلے بتاؤ تو سہی۔" وہ اور اس کا دوست دونوں چیخ رہے تھے۔"

دوسروں کی بیٹیوں پر قاتلانہ حملے کرواتا ہے اور پوچھتا ہے کیا کیا ہے میں نے" انسپکٹر نے ایک زوردار تھپڑ اسکی کمر میں مار کر اسے پولیس کے ڈالے میں بٹھایا۔

انسپکٹر کی بات سن کر وہ چند لمحے سوچ میں پڑ گیا کہ وہ کس کی بات کر رہا ہے۔

تھانے پہنچتے ہی یہ عقدہ بھی کھلا کہ اریب کی جانب سے اس پر کیس کروایا گیا ہے۔اس کے موبائل کی چیٹ نمبرز سبھی ثبوت کے طور پر جمع کروائے گئے تھے۔

اریب خود تو ماں اور بہن کو لے کر اس ملک سے جا چکا تھا مگر جاتے جاتے حنزل کے کہنے پر نوشیرواں پر مقدمہ کر چکا تھا۔ جس میں اریب کا نام اور اس کی جانب سے ثبوت دئیے گئے تھے۔باقی کا مقدمہ حنزل اپنے دوست کے توسط سے لڑ رہا تھا۔

یہ الزام ہے مجھ پر میں ایسے کسی کام میں ملوث نہیں تھا" لاک اپ میں بند وہ چلا رہا تھا۔"

بکواس بند کر اگر اب تیری آواز آئی تو تجھے پاگل خانے ہی بھجوائیں گے۔وہ بھی ایک الگ سے ایک" کیس تجھ پر کھل گیا ہے" وہ حیران تھا۔اریب تو نواہ کو چھوڑ چکا تھا پھر یہ ہمدردی کا بھوت اسے کیسے چڑھا۔اس کے وہم و گمان میں نہ تھا کہ اسے چھوڑنے کے باوجود وہ نوشیرواں پر کیس کر دے گا۔اس

نے تو اپنی طرف سے بہترین چال چل دی تھی۔ مگر وہ یوں اپنی ہی چال میں پھنس جائے گا یہ اس کے علم میں ہر گز نہ تھا۔

وہ تمام رات وہ غصے سے تلملا تا رہا۔

صبح ہوتے ہی شاید نادرہ کو بھی خبر مل گئی تھی۔

وہ اس سے ملنے تھانے آئیں۔

منع کیا تھا نا تمہیں کہ مت کرو یہ سب۔ چھوڑ دو اس لڑکی کا پیچھا۔ لیکن تمہیں تو انتقام کی پڑی تھی۔" لے لو اب انتقام۔" ماں کو دیکھتے ہی وہ جو اس امید پر سلاخوں کے قریب آیا تھا کہ وہ اسکے لئے یہاں سے آزادی کی کوئی امید لے کر آئیں ہوں گی۔

ان کی بات سن کر غصے سے منہ سے جھاگ اڑانے لگا۔

آپ کو اپنی پڑی ہے۔ نکلوائیں مجھے یہاں سے" وہ غصے سے غرایا۔ نادرہ نے کسی قدر بے یقینی سے" اسے دیکھا۔ وہ اب بھی اسی تن تنے سے وہاں کھڑا تھا۔

میرے پاس کچھ نہیں ہے کہ میں کسی وکیل کو ہائر کر کے نکلواؤں۔ پہلے ہی سامعہ کے علاج پر اتنا" پیسہ لگ رہا ہے۔ تم معافی نامہ لکھو اور اپنی قید کم کرواؤ" وہ اسے جھکنے کا مشورہ دے رہی تھیں۔

جہنم میں جھونکیں اسے مر ہی جائے گی وہ۔ ویسے بھی مری ہوئی ہی ہے" کس قدر سفاکی سے وہ بول رہا تھا۔ مگر نہیں یہ سفاکیت انہی کی اس کے ذہن میں حتی کہ رگ رگ میں ڈالی ہوئی تھی۔ اور اگر آج وہ اپنی ہی بہن کے لئے ایسے الفاظ استعمال کر رہا تھا تو کوئی اچھنبے کی بات نہ تھی۔

کیا بکواس کر رہے ہو تم" وہ افسوس سے بولیں۔"

بکواس نہیں کر رہا۔ میں بھی آپکی اولاد ہوں۔ مجھے نہیں پتہ یہ سب آپ کا ہی کیا دھرا ہے مت کرواتیں میری شادی" وہ آج بھی انہیں موردالزام ٹھہرا رہا تھا۔

صحیح کہہ رہے ہو اس سب کی وجہ میں ہی ہوں" وہ کھوکھلے لہجے میں بولیں۔"

مگر میں اب کچھ نہیں کر سکتی" وہ اپنی بے بسی اس پر آشکار کرتیں وہاں سے نکلتی چلی گئیں۔ اور وہ" پیچھے چیخنے لگا۔

چیزیں رکھ لیں تم نے" کل اس کی فلائیٹ تھی۔ اسفند اسے چھوڑنے جارہا تھا۔ کل سے پہلے وہ کبھی" کسی دوسرے ملک نہیں گئ تھی۔ اسی لئے بھی کچھ گھبرائی ہوئی تھی۔ اور سب سے بڑی وجہ حنزل اور اسکے درمیان رشتہ۔

جی ابا" رفاقت کو کمرے میں آتا دیکھ کر وہ بیگز کو بیڈ پر سے ہٹانے لگی۔ وہ سمجھ گئ تھی کہ وہ کچھ کہنے کی غرض سے اسکے کمرے میں آئے تھے۔

بیٹھو" بیڈ پر ایک جانب بیٹھتے انہوں نے اسے اپنے ساتھ بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ نواہ خاموشی سے ان کے برابر بیٹھ گئ۔ سر جھکا ہوا تھا۔ نظریں گود میں رکھے ہاتھوں پر تھیں۔

تم میری بہت اچھی بیٹی ہو" انہوں نے گردن موڑ کر اسکے جھکے سر کو دیکھا۔ پھر محبت سے مسکراتے" اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

وہ محض سر ہلا گئ۔

میں نے کبھی تم پر کوئی چیز تھوپی نہیں چاہی۔ میرا ماننا ہے کہ جیسے بیٹوں کو ہر چیز میں ماں باپ" آزادی دیتے ہیں ویسے ہی بیٹیوں کو بھی دینی چاہئے۔ برابری کا تقاضا یہی ہے کہ دونوں کو ایک برابر سمجھا جائے۔ اسی لئے تمہاری پہلی شادی کو ختم کرنے کی خواہش پر میں نے تمہارا پورا ساتھ دیا۔

اریب سے شادی پر بھی ہم نے تم پر زور زبردستی نہیں کی۔ ہاں مگر حنزل کے ساتھ تمہاری شادی میں نے اپنی مرضی سے کی۔ اس کی وجہ کیا ہے یہ تمہیں حنزل بہتر انداز میں بتائے گا۔

میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مت سمجھنا کہ کسی مجبوری کی وجہ سے یہ شادی ہوئی۔نہ ہی کسی ہمدردی کا عنصر اس میں موجود ہے۔کچھ فیصلے ایسے ہی ہونے ہوتے ہیں۔جن کی سمجھ اور ادراک کبھی کبھی تو ہمیں ساری زندگی نہیں ہوتا۔اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کچھ وقت لگتا ہے چیزوں اور حالات کو سمجھنے میں۔

تب ہمیں وہ فیصلہ بالکل ٹھیک لگتا ہے۔حنزل بہت اچھا ہے۔مجھے تمہیں یہ بات بتانے کی ضرورت نہیں۔ہم سب کے سامنے اس کی ہر اچھائی اور برائی ہے۔باقی شوہر کے طور پر وہ کیسا ہے یہ تمہیں اب اندازہ ہو گا۔مگر مجھے پوری امید ہے کہ جیسے اس نے فروا کو کبھی تکلیف اور دکھ نہیں دیا۔وہ تمہارے ساتھ بھی اتنا ہی اچھا رہے گا۔

وہ اور تم اس وقت جوڑ توڑ کے فیز سے گزر رہے ہو۔تو بس یہی کہوں گا کہ اس سب میں اگر وہ کوئی غفلت تمہاری طرف سے برت جائے تو یہ سوچ کر اسے معاف کر دینا کہ وہ بھی بہت تکلیف دہ مرحلے سے گزر رہا ہے۔" ان کی سبھی باتیں اس نے بے حد خاموشی سے سنیں۔

ابا آپ یہ سب نہ بھی کہتے تو مجھے اندازہ ہے کہ وہ کس قدر تکلیف سے گزر رہے ہیں۔آپا کا حق ان پر " ہمیشہ مجھ سے زیادہ رہے گا۔میرے لئے یہی بہت ہے کہ میں زائر کے ساتھ رہوں گی۔ایک پر سکون

ماحول میں۔" حنزل سے نکاح کے بعد سے اس نے کسی سے اپنی کوئی فیلنگز شئیر نہیں کی تھیں۔یہ پہلی مرتبہ کے وہ اس حوالے سے کوئی بات کر رہی تھی۔

میں جانتاہوں تم بہت سمجھدار اور معاملہ فہم ہو" وہ ایک بار پھر سے اسکے سر پر ہاتھ رکھ کر محبت سے" اسے دیکھتے مسکرائے۔

وہ سب سے مل کر اس وقت اسفند کے ہمراہ فلائیٹ میں بیٹھی تھی۔وہ نہیں جانتی تھی آنے والا وقت نے اس کے لئے کیا لکھ رکھا ہے۔ابھی وہ کچھ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔ان دو سالوں میں اسکی زندگی اتنی بدل کر رہ گئ تھی۔اتنی سب اذیتیں اتنے کم وقت میں مل گئیں تھیں کہ وہ چاہ کر بھی اس وقت کچھ بھی اور سوچ کر خود کو ہلکان نہیں کرنا چاہتی تھی۔

ہاں مگر ایک اطمینان سانجانے کیسے اس کے اندر باہر تک پھیل گیا تھا۔وہ خود اس بات پر حیران تھی۔

میں نے کبھی تم لوگوں کے کسی معاملے میں بولنا مناسب نہیں سمجھا۔ یا یہ کہہ لو کہ ابا کے ہوتے" میں نے کبھی اس بات کی ضرورت محسوس نہیں کی کہ تم سب کے معاملات میں پڑوں۔ یا تم میں سے کسی کو کچھ سمجھاؤں" جہاز اڑنے کے کچھ ہی دیر بعد اسے اسفند کی آواز سنائی دی۔

اس نے لمحہ بھر رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ جو چہرے پر سنجیدہ تاثرات لئے اس سے کچھ کہنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مگر میں تم میں سے کسی سے کبھی غافل نہیں رہا۔ آج جب تمہاری زندگی اتنے سارے موڑ سے گزر" کر ایک نئے سفر پر گامزن ہے تو بس یہی کہوں گا کہ اب زندگی میں تم کبھی کوئی اذیب نہ جھیلو۔" اسکے خلوص پر نواہ کی آنکھیں نم ہوئیں۔

مجھے نہیں معلوم ابا نے تمہیں کیا کہا ہے۔ مگر میں اتنا کہوں گا کہ پہلے بھی، اب بھی اور ہمیشہ ہمارے" گھر کے دروازے تم سب کے لئے کھلے ہیں۔ زندگی میں کبھی کوئی مشکل لگے ہمیں آواز دینے میں دیر مت کرنا۔" اسکے بائیں ہاتھ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھتے اس نے محبت سے نواہ کو دیکھا۔ جس کی آنکھیں پہلے ہی جھلملا رہی تھیں۔

کاش سبھی بہنوں کے بھائی انہیں ایسامان دیں تو کوئی بہن خود کو شادی کے بعد پرایا محسوس نہ کرے"۔اسکے آنسو صاف کرتے اسفند اس کی بات پر مسکرایا۔

حنزل بھائی کو زیادہ تنگ مت کرنا"ماحول کو خوشگوار بنانے کی غرض سے اس نے شرارتی انداز میں" کہا۔اور یہ پہلی بار تھا کہ حنزل کے حوالے سے کسی نے اس سے کوئی شرارت کی تھی۔

وہ اسفند کی بات کا کوئی جواب نہیں دے سکی۔یکدم نظریں چرا کر کوئی اور بات شروع کر دی۔

اسفند کے پیچھے چلتی یکدم اسفند کے رکنے سے وہ بھی رکی۔ نظر سامنے اٹھی تو بلیک جینز پر لانگ کوٹ پہنے حنزل کی گود میں جینز اور جیکٹ میں موجود زائر ان دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اسفند کو شاید وہ پہچان گیا تھا۔

کیونکہ حنزل کی گود میں وہ کلکاریاں مارتا کبھی حنزل کو اور کبھی اسفند کو دیکھ رہا تھا۔

وہ جو یہ سمجھی تھی کہ اب محبت اور ایسے ہی سبھی احساسات مردہ ہو چکے ہیں زائر کو دیکھتے ہی جیسے الگ ہی طرح کا سکون اور اطمینان اسکے رگ وپے میں سرائیت کر گیا۔وہ حیران تھی کہ وہ جو زائر کے

بارے میں کبھی ایسا محسوس نہ کر سکی۔ نجانے ممتا کا یہ جذبہ یکدم کیسے آشکار ہوا کہ وہ اسے گود میں لینے کو بے چین ہو گئی۔

"کیسا ہے میرا چیمپ" اسفند اسے گود میں لے کر محبت سے اسکے گال چومتے بولا جو بس اسے دیکھ کر ہنس رہا تھا۔

"السلام علیکم" زائر اور اسفند سے نظریں ہٹا کر حنزل نے اسکی جانب دیکھا۔ جس کی نظریں زائر پر ہی ٹکی تھیں۔ وہ اسکی موجودگی کو جیسے فراموش کر چکی تھی۔

حنزل کی آواز پر نواہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

حنزل کی جانب اسکی اٹھتی نظریں میں کوئی تاثر تھا مگر کیا یہ نہ وہ سمجھ رہی تھی نہ ہی حنزل کو اندازہ تھا۔

ہولے سے اسکے سلام کا جواب دے کر اس نے زائر کو پکڑنے کے لئے اپنے بازو وا کیے۔

وہ آرام سے اس کے بازوؤں میں سما گیا۔

نواہ کو لگا اسے چین آ گیا ہو۔ جو دل حنزل سے نکاح کے بعد شدید بے چینی میں مبتلا تھا اس لمحے اس کا شائبہ بھی اسے محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اس لمحے اسے اندازہ ہوا کہ اگر اریب اس سے شادی کر لیتا تو وہ اس سکون سے محروم ہو جاتی۔

شاید ماں کا یہ دل تھا جو اسے اریب سے نکاح پر بھی خوش نہیں ہونے دے رہا تھا۔ اس دل کو سکون اولاد کے پاس ہی آنا تھا۔

حنزل سے شادی کا پہلا مقصد اسے اب سمجھ آرہا تھا۔

چلیں "اسے زائر میں گم دیکھ کر حنزل کو گویا اسے احساس دلانا پڑا کہ وہ پبلک پلیس پر کھڑے ہیں۔"

نواہ نے چونک کر اسکی جانب دیکھا۔

پھر ہولے سے سر ہلاتے گویا چلنے کا عندیہ دیا۔

زائر اسکی گود میں تھا جبکہ وہ دونوں سامان سمیت باتیں کرتے آگے بڑھ رہے تھے۔

تم کہاں کی تیاری کر رہے ہو؟" کھانا کھانے کے بعد وہ تینوں لاؤنج میں ہی بیٹھے تھے۔ جب" موبائل پر کوئی میسج دیکھتے اسفند ان سے جانے کی اجازت مانگنے لگا۔

میں نے آپ کو بتایا تھا ایک بہت کلوز فرینڈ یہیں پر ہوتا ہے۔ میں نے اسے آنے کا بتا دیا تھا۔ اب اسکی ضد ہے کہ رات اسی کے پاس رکوں" اسفند کی بات سن کر نواہ بھی گھبرا ئی۔

تو آپ ویسے ہی کل ان سے مل آیئے گا" وہ جو ابھی تک ریلیکس تھی کہ اسفند فی الحال کچھ دن یہیں ہے۔ وہ تب تک بہت سے معاملات پر آرام سے سوچ گی اسے یکدم جانے کے لئے پر تولتے دیکھ کر گھبرا گئ۔

نہیں بھئ وہ بہت اصرار کر رہا ہے۔ اور آنے سے پہلے میں بھی حامی بھر آیا تھا۔ اب یوں انکار کرنا ٹھیک نہیں لگتا۔ میں کل شام تک واپس آجاؤں گا۔" وہ سہولت سے انکار کرتا انہیں اپنا مسئلہ بتا رہا تھا۔

چلو میں تمہیں چھوڑ آؤں "اسے نا مانتا دیکھ کر حنزل چابی اور کوٹ پکڑتے بولا۔"

زائر کی نینی یہیں ہیں۔ تم پریشان مت ہونا۔ جس لوکیشن پر اس نے جانا ہے وہ یہاں سے دس منٹ کی ڈرائیو پر ہے" اسفند سے مخاطب ہونے کے بعد وہ اس سارے وقت میں پہلی بار اس سے براہ راست مخاطب ہوا۔

وہ تو اسفند کے جانے پر ہی پریشان سی ہو گئ، محض سر ہلا کر حنزل کی بات سنی۔

زائر اوپر اپنے کمرے میں سو رہا تھا۔

حنزل کا گھر چھوٹا مگر بے حد پیارا سا تھا۔ نیچے ایک کمرہ، کچن، لاؤنج، اور ڈرائینگ روم تھا۔ جبکہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر دو کمرے اور اٹیچڈ باتھ تھا۔ دو کمروں مین سے ایک کمرہ زائر کا اور ایک حنزل کا تھا۔ جبکہ نیچے والے روم کو اس نے اپنا آفس بنالیا تھا۔

نینی رات کو واپس چلی جاتی تھی۔

کچھ ہی دیر میں وہ جانے والی تھی۔ وہ جو حنزل کی موجودگی سے خود کو لاتعلق ظاہر کر رہی تھی۔

اب یوں اکیلے ان سب کے جانے کے بعد اس کا سامنا کرنا اسے بہت مشکل لگ رہا تھا۔

وہ اپنی ہی سوچوں میں مگن تھی جبکہ وہ دونوں وہاں سے جا چکے تھے۔

وہ ہاتھ مروڑتی سوچ میں پڑ چکی تھی کا اب کیا کرے۔

اس سب کو تو اس نے اب تک سوچا بھی نہیں تھا۔

حنزل کا رویہ اسے ابھی اجنبی سا ہی لگ رہا تھا۔ اس نے نواہ سے زیادہ بات بھی نہیں کی تھی۔

شاید وہ بھی اس سب کے لئے ذہنی طور پر تیار نہیں تھا۔

وہ اٹھ کر زائر کے روم میں آ گئی۔

اس کی نیند سمجھی کے اسے کچھ چاہیے وہ فوراً اسکی مدد کو اٹھی۔

نہیں مجھے کچھ نہیں چاہیے۔بس سامان رکھنا تھا" وہ سوٹ کیسے اٹھائے اس کمرے میں موجود تھی۔"

اس کی بات پر وہ ہلکا سا مسکرائی۔

ابھی زائر کے سونے کی وجہ سے وہ کمرے میں کوئی آواز نہیں کرنا چاہتی تھی۔

سامان صبح رکھنے کا ارادہ کر کے وہ وہیں بیٹھ کر مارتھا سے باتیں کرنے لگی۔

اسفند کو چھوڑ کر جیسے ہی وہ گھر واپس آیا۔

لاؤنج میں آتے ہی اسے نواہ کہیں نظر نہیں آئی۔کوٹ سائیڈ پر لگے ہک میں لٹکاتے وہ کچن کی جانب بڑھا وہ بھی خالی تھا۔

وہاں سے ہوتا وہ اپنے آفس کی جانب آیا وہاں بھی کوئی نہیں تھا۔

کچھ سوچ کر وہ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آیا۔زائر کے کمرے کا دروازہ ہلکا سا کھلا تھا جس کے بالکل سامنے وہ مزے سے بیٹھی مارتھ سے باتوں میں مگن نظر آئی۔

حنزل نے ایک گہری سانس کھینچی۔

پھر کچھ سوچ کر ہولے سے دروازے پر نوک کیا۔

اسکے نوک کرنے پر دونوں خاموش ہوئیں۔

مارتھا آپ اب جا سکتی ہیں؟" حنزل کے کہنے پر وہ جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔نواہ بھی اسی کے ساتھ" کھڑی ہو گئی۔

مارتھا محبت سے اس سے ملتے کمرے سے نکلتی چلی گئی۔

میں دروازے لاک کر کے آتا ہوں" مارتھا کے پیچھے وہ بھی ہو لیا۔"

اس کے آنے کا سن کر نواہ کے یکدم کان کھڑے ہوئے۔

کچھ سوچ کر وہ واش روم کی جانب بڑھی۔

کچھ دیر بعد وضو کر کے جیسے ہی وہ واپس زائر کے کمرے میں آئی حنزل وہاں پہلے سے موجود تھا۔

قبلہ رخ کس جانب ہے" کچھ جھجھک کر اس سے پوچھا۔ زائر نے اشارہ کرتے ساتھ ہی اسے ایک منٹ" وہیں رکنے کا کہا۔

کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں جاء نماز لئے واپس کمرے میں آیا۔

تم چاہو تو زائر کے ساتھ ہی کچھ دن رہ سکتی ہو" اسے جاء نماز پکڑاتے جیسے حنزل نے اسکی بہت بڑی" مشکل آسان کی۔

نواہ سوچ سوچ کر آدھی ہو رہی تھی کہ وہ اسکے ساتھ روم کیسے شئیر کرے گی۔

میں یہیں رہوں گی" اس کے تیزی سے کہنے پر حنزل کے چہرے پر نجانے کیوں مسکراہٹ رینگی۔" جیسے وہ اسی جواب کا منتظر تھا۔

یہ گھر اب سے تمہارا ہے۔ تم یہاں ریلیکس رہو۔ اور مجھ سے گھبرانے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔"" وہ شاید اسکی گھبراہٹ کو اچھی طرح نوٹ کر چکا تھا۔

اس کے باور کروانے پر نواہ محض سر ہلا گئی۔

زائر کے کمرے میں اسکی بے بی کوٹ کے علاوہ ایک سنگل بیڈ کا انتظام وہ ان دنوں کروا چکا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اسے اور نواہ کو ابھی اس رشتے کو قبول کرنے کے لئے وقت چاہئے تھا۔ اور وہ یہ وقت نواہ پر خود کو مسلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔

گڈ نائیٹ "اسے جاء نماز بچھاتا دیکھ کر وہ اس سے مخاطب ہوتا زائر کی جانب آیا جھک کر اسکے ماتھے پر" بوسہ دیا۔

نواہ نے یہ منظر بڑی حسرت سے دیکھا۔ وہ جو اس کا سگا باپ تھا وہ اسے مروانے پر تلا تھا۔ اور اس شخص کے دل میں اللہ نے زائر کی کس قدر محبت بھری تھی۔

نواہ کی حالت سے بے خبر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گیا۔

اسے آئے ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا تھا۔ اس کے اور حنزل کے درمیان گفتگو بھی کافی سرسری سی ہوتی تھی۔

اس میں بھی حنزل ہی پہل کرتا تھا۔وہ تو خود کو موردالزام ٹھہراتی تھی کہ اپنے حالات کی وجہ سے وہ حنزل پر ایک بوجھ کی طرح موجود ہے۔

اپنی انہیں پراگندہ سوچوں میں وہ اصل رشتے کو سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھی۔

اس کے لئے فی الحال یہی کافی تھا کہ حنزل ایک الگ مرد تھا۔اس کا احساس اور خیال کرتا تھا۔اس کے لئے تو اس کا یہ احسان ہی بہت تھا۔

ورنہ اس کا مستقبل کیا تھا۔دوبار کی طلاق یافتہ۔ایسی کسی لڑکی کو تو یہ معاشرہ اتنا بڑا مجرم بنا دیتا ہے کہ اس کے پاس سوائے خودکشی کے اور کوئی راستہ نہیں بچتا۔

کیا سوچ رہی ہو؟"رات کے اس پہر وہ کمرے سے باہر کافی بنانے کے خیال سے آیا جب سٹنگ روم سے گزرتے اسے نواہ کی پشت دکھائی دی۔

کھڑکی کی جانب منہ کئے باہر پڑتی برف کو دیکھتے نجانے وہ کن خیالوں میں تھی۔

شاید اریب کو سوچ رہی تھی۔جو بھی تھا وہ ایک اچھا انسان تھا۔نواہ کے معاملے میں تو حنزل نے اسے کافی مخلص ہی پایا تھا۔

یہ سب حالات نہ ہوتے تو یقیناوہ اسکے ہمراہ ایک خوشگوار زندگی گزار رہی ہوتی۔

یہی سب سوچتے وہ لب بھینچ کر کچن میں جانے کا ارادہ ملتوی کرتے اسکے عقب میں آ کھڑا ہوا۔ دبیز قالین بچھے ہونے کے سبب اسے اپنے پیچھے قدموں کی آواز سنائی نہیں دی۔

حنزل کے اچانک پوچھنے پر وہ بری طرح چونکتے پیچھے مڑی۔ آنکھوں میں عجیب سا تاثر تھا۔

خاموشی سے رخ واپس موڑا۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی" وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ اسی کے احسانات کا شمار کر رہی تھی۔"

زائر سو گیا ہے؟" اس کی حد بندی پر کچھ اور نہ بن پڑا تو وہ زائر کا ذکر لے آیا۔ اسے وہ کسی قدر" ڈسٹرب لگی۔ اسی لئے بات برائے بات شروع کی۔

جی۔ جی۔۔ آپ۔۔ آپ کو کچھ چاہئے تھا" اسے واپس مڑ تا نہ دیکھ کر آخر وہ اسکی جانب مڑی۔" نجانے کیا بات تھی وہ اسکی جانب دیکھ نہیں پاتی تھی۔

ہاں کافی بنانے آیا تھا کہ تم یہاں کھڑی نظر آئیں" وہ اپنے آنے کا مقصد بتاتے ہوئے بولا۔"

نواہ جانتی تھی وہ رات گئے تک کام کرتا ہے۔ یا پھر خود کو کام میں مصروف رکھتا ہے۔

میں بنا دیتی ہوں۔ آپ کمرے میں جائیں۔ میں لا دیتی ہوں۔" وہ تیزی سے وہاں سے ہٹنا چاہتی تھی۔

ارے نہیں تمہیں ایسے ہی تکلیف ہو گی" وہ ایک دم روانی میں بولا۔ اتنے مہینوں سے اپنے کام خود کرنے کی اسے عادت سی ہو گئ تھی۔

کیوں میرے ہاتھوں میں درد ہے یا پیروں میں؟" اسکے خفگی سے کہنے پر حنزل کچھ لمحے اسے دیکھتا رہ گیا۔

اسے پرانی نواہ کی جھلک نظر آئ۔ ویسے تو وہ بہت صلح جو تھی۔ مگر کبھی کبھی سیکنڈز کے لئے خفا ہوتی تھی۔

وہ ہولے سے مسکرایا۔

اوکے پھر میں تمہارے ساتھ ہی چلتا ہوں۔ انفیکٹ کام کرتے نیند آرہی تھی۔ بس نیند بھگانے کا بہتر حل کافی ہی لگتا ہے۔ اب دوبارہ کام کرنے گیا تو یہ نہ ہو تمہارے آنے تک سو جاؤں" اسکے پیچھے چلتا وہ باتیں کرتا کچن میں داخل ہوا۔

اس کی بات پر وہ بھی ہولے سے مسکرائ۔

اتنا کام کر کے آپ خود کو کیوں تھکاتے ہیں" اس کی بات پر حنزل ٹھٹھکا۔ لہجہ اور انداز سادہ سا تھا مگر" اسے فروا کی یاد دلا گیا۔ وہ بھی اسکے لئے ایسے ہی فکر مند ہو جاتی تھی۔

فروا صحیح کہتی تھی نواہ اسی کا پر تو ہے۔

کبھی کبھی زیادہ کام آپکے لئے کتھارسس ثابت ہوتا ہے۔ سکون ملتا ہے۔ فرسٹریشن ختم ہوتی ہے"" جس سادگی سے اس نے فکر دکھائی تھی اسی سادگی سے وہ بھی اپنا حال بیان کر گیا۔

نواہ کا کافی بیٹ کرتا ہاتھ تھم گیا۔

وہ جب سے یہاں آئی تھی اس نے حنزل کو ایسے ہی مشین بنے دیکھا تھا۔ وہ پہلے بھی بہت زیادہ باتونی نہیں تھا لیکن خوش مزاج تھا۔ گھومنا پھرنا، کاموں سے وقت نکالنا، گیدرنگ میں رہنا وہ انجوائے کرتا تھا۔ لیکن اب وہ بالکل اکیلا سا ہو گیا تھا۔

نواہ کو اپنی حالت سے زیادہ اس لمحے اسے حنزل پر ترس آیا۔

میں ایک بات سوچ رہی تھی؟" کافی دوبارہ بیٹ کرتے وہ جو ایک دو دن سے اس سے بات کرنے کی" خواہشمند تھی یہ وقت اسے وہ بات کرنے کے لئے نہایت موضوع لگا۔

ہمم" وہ ہلکا سا کھنکھارا۔"

آپ زائر کو میڈ کو ہٹا دیں۔ میں نے سارا وقت گھر میں اور کرنا ہی کیا ہوتا ہے۔ میں آرام سے اسے سنبھال لوں گی" اس کی بات پر حنزل چند لمحے سوچ میں پڑا۔

تم اگر یہاں کوئی جاب کرنا چاہتی ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اس کی بات پر وہ ہولے سے نفی" میں سر ہلا گئی۔

نہیں ابھی نہیں" نجانے وہ کیوں یاسیت کا شکار ہو رہی تھی۔"

مجھے اچھا لگتا ہے زائر کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنا۔ آپ بے شک آفس جوائن کر لیں" اس کی بات پر" حنزل کو ادیتی یاد آئی۔ وہ جب آفس جاتا تھا وہ نجانے کیوں آگے پیچھے پھرتی تھی۔

چلو دیکھتا ہوں" وہ نواہ سے ایسی کوئی بات ڈسکس نہیں کر سکتا تھا۔"

کافی کا مگ لے کر اسکا شکریہ ادا کرتے وہ اپنے کمرے میں جا چکا تھا۔ نواہ لائٹس آف کرتی زائر کے کمرے کی جانب بڑھی جہاں اس کا قیام تھا۔

فرحانہ کی بات پر کتاب پڑھتے وہ مسکرائے۔ "آج آپ بہت دنوں بعد پر سکون نظر آ رہے ہیں؟"

یہ ان کی بہت پرانی عادت تھی رات میں سونے سے پہلے کتاب کا چاہے ایک صفحہ ہی کیوں نہ پڑھنا ہو۔

فرحانہ کی بات کا جواب دینے کی بجائے وہ مسکراتے عینک آنکھوں سے اتارتے بک پر رکھ کر سائیڈ ٹیبل رکھنے کے بعد مکمل طور پر ان کی جانب مڑے جو سونے کے ارادے سے چادر ٹھیک کر رہی تھیں۔

جی جناب بیگم آج میں بہت خوش اور مطمئن ہوں۔اسی وجہ سے آپ کو پرسکون بھی نظر آرہا ہوں" ان کے لہجے کی بشاشت پر فرحانہ نے بیڈ سے ٹیک لگاتے ان کی جانب دیکھا۔

اور اگر میں غلط نہیں تو یہ سکون، خوشی اور اطمینان نواہ کی شادی کے بعد سے ہی آیا ہے" ان کے اندازے کی درستگی پر وہ سر اثبات میں ہلا گئے۔

بے شک میں نے بیٹیوں کو کبھی بوجھ نہیں سمجھا اور ہمیشہ آپ کو بھی یہی سمجھاتا ہوں کہ بیٹیاں" بوجھ نہیں ہوتیں۔ مگر باپ ہونے کے ناطے ایک پریشانی رہتی تھی کہ میری زندگی میں ہی کوئی ذمہ دار اس کا ہاتھ تھام لے۔بے شک اسفند پر مجھے شک نہیں ہے کہ میرے بعد وہ اپنی بہنوں کا شاید

میرے سے بھی زیادہ خیال رکھے۔ مگر میری بیٹیاں بہت خوددار ہیں وہ یقیناً اسفند کی زندگی کو تنگ کرنا نہیں چاہئیں گی۔ پھر آخر ایسے میں نواہ کا کیا بنتا۔ بس صرف یہ ایک فکر کھائے جارہی تھی۔

زندگی اتنی بے یقین ہے کہ کب کیا ہو جائے کچھ معلوم نہیں۔ بس اسی لئے میں پریشان تھا۔ لیکن شکر ہے اب وہ مضبوط ہاتھوں میں ہے۔ اب میرا دل مطمئن ہے" ان کی بات پر وہ غور سے سن رہی تھیں۔

نجانے یہ اریب کو کیا بنی تھی۔ ایسا لگتا تو نہیں تھا وہ۔ کیسے کیسے لوگوں نے چہروں پر نقاب چڑھا" رکھے ہوتے ہیں۔ ہم تو کبھی لوگوں کو سمجھ ہی نہ سکے" وہ افسوس بھرے لہجے میں گویا ہوئیں۔

میرا تو ماننا یہ ہے کہ اللہ جو بھی کرتا ہے بہت اچھے کے لئے کرتا ہے۔ آپ یہ شکر کیوں نہیں کرتیں" کہ شادی سے پہلے ہی یہ سب ہو گیا۔ اگر یہ سب بعد میں ہوتا تب ہمیں بھی اور نواہ کو بھی زیادہ تکلیف ہوتی۔" ان کے سمجھانے پر فرحانہ نے پھر سے سر ہلایا جیسے سب سمجھ میں آگیا ہو۔

اور ویسے بھی وہ جتنی ٹوٹی بکھری ہے۔ حنزل سے زیادہ بہتر انداز میں اسے کوئی نہیں سمیٹ سکتا۔" اور وہ بھی شاید حنزل کے لئے سکون کا باعث بنے اپنے تحمل اور صبر رکھنے والے مزاج کے باعث" وہ مزید گویا ہوئے۔

پتہ نہیں مجھے کیوں نواہ اور حنزل آپس میں کھچے کھچے سے لگتے ہیں۔ ان میں میاں بیوی والی بات "نہیں لگتی۔ دیکھا نہیں تھا آپ نے آج بھی جب شام میں بات کر رہے تھے۔ ساتھ بھی ایسے بیٹھتے ہیں جیسے بہت مجبوری کا سودا ہو۔ اور نواہ وہ تو لگتا ہے ہماری کال ختم ہوتے ہی بھاگ کھڑی ہوتی ہو گی۔ مارے باندھے بات کر رہی ہوتی ہے۔ کہیں وہ ہم سے بھی ناراض نہ ہو" انہیں ایک اور وہم لاحق ہوا۔

آپکے خیال میں ان کی شادی ایک نارمل شادی تھی۔ حنزل نے اپنی خواہش کا اظہار بھلے خود سے کیا" تھا مگر یہ اس کی خواہش سے زیادہ ہمیں سنبھالنے کی خواہش لگ رہی تھی۔ یاد نہیں وہ اور فروا ہمہ وقت دوسروں کے غم بانٹنے کو تیار رہتے تھے۔ اور پھر ہم تو اس کے اپنے ہیں۔

جہاں تک بات رہی نواہ کی تو وہ اتنے دھوکے کھا کہ یکدم کیسے اس کے ساتھ نارمل رہ سکتی ہے۔ وہ تو شاید اسے کسی احسان کے پیرائے میں دیکھ رہی ہو گی۔ مگر مجھے یقین ہے کہ جلد ہی دونوں اپنے دائروں سے باہر آئیں گے۔

اور اس کی سب سے بڑی وجہ زائر بنے گا" وہ جیسے لمحوں میں ان کے حالات کو لفظوں میں سمو گئے۔

اللہ کرے ایسا ہی ہو"۔ فرحانہ نے صدق دل سے دعا کی۔"

زائر نیچے کارپٹ پر .بیٹھا کھلونوں سے کھیل رہا تھا۔

نواہ پاس ہی کسی میگزین کو پڑھنے میں مصروف تھی۔اس کے کہتے ہی حنزل نے مہینہ ختم ہوتے ہی زائر کی میڈ کے پیسے کلیر کر کے اسے جواب دے دیا۔

وہ نوٹ کر رہا تھا کہ زائر کو بھی اب اسکی عادت ہو رہی ہے۔وہ بڑے آرام سے سب کچھ مینیج کر رہی تھی۔زائر، گھر کے کام اور یہاں تک کہ حنزل کے بھی بہت سے کام اس نے اپنے ذمہ لے لئے تھے۔

یہ کہہ کر کہ "میں فارغ ہی ہوتی ہوں۔آرام سے کر لوں گی۔اسی بہانے بزی بھی ہو جاؤں گی"

حالانکہ وہ دیکھ سکتا تھا کہ زائر کی فل ٹائم ڈیوٹی ہے۔بڑا ہونے کے ساتھ ساتھ وہ کرولنگ اور ایسے ہی بہت سے کام سیکھ رہا تھا۔جس کے لئے ہر وقت اس پر دھیان رکھنا ضروری ہوتا تھا۔

نواہ بڑے آرام سے یہ سبھی کام کر رہی تھی۔

زائر کے کپڑے لینے کی ضرورت ہے میرا خیال ہے" وہ جو کم گو تھا، نواہ تو اس سے بھی دس ہاتھ آگے" تھی۔

اس سے بات کرنے کے لئے حنزل کو ہمیشہ ہی ایسی باتوں کا سہارا لینا پڑتا۔ورنہ اگر وہ سارا دن اس سے بات نہ کرتا تو وہ بھی بات نہیں کرتی تھی۔

کیوں۔۔۔کیا ہوا؟" وہ جو میگزین میں اور زائر میں مگن تھی اسکی پکار پر چونک گئ۔ حنزل کو کبھی کبھی" محسوس ہوتا تھا کہ وہ اسکی پکار پر سہم سی جاتی ہے۔ چونک کر دیکھنا ایسا نہیں ہوتا۔

مجھے اس کے کپڑے چھوٹے لگ رہے ہیں" اس کے توجہ دلانے پر اس نے اب کی بار غور سے زائر کو" دیکھا۔ اس کے کپڑے واقعی پورے پورے تھے۔ اسے اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔

مجھے اندازہ نہیں رہا" وہ شرمندہ سی بولی۔"

کوئی بات نہیں ابھی فری ہو تو چلتے ہیں۔ آج میرا ابھی آف تھا" اس نے جیسے نواہ کو اطلاع دی۔ وہ" ایک گھنٹے سے سٹنگ روم میں بیٹھا ٹی وی دیکھ رہا تھا مگر یہ غیر معمولی پن بھی نواہ کو غیر معمولی نہ لگا کہ وہ اس سے پوچھ ہی لیتی کہ آج گھنٹے سے یہاں کیوں بیٹھے ہیں۔ وہ تو خود میں اور زائر میں ایسے مگن تھی جیسے کوئی تیسرا وجود ہو ہی نا۔

نہیں میں بزی تو نہیں۔ چلیں" وہ بادل نخواستہ مان گئ۔"

گھر سے نکلتے وقت حنزل نے اسے کارڈ دیا۔

میں اس کا کیا کروں گی؟" اس نے حیرت سے کارڈ کو دیکھا۔"

شاپنگ کیا مفت میں کرو گی؟" اس کی بات پر وہ کھسیانی ہوئی۔"

نہیں مطلب میرے پاس بھی کارڈ ہے" اس کی بات پر حنزل کا کورٹ پہنتا ہاتھ تھما۔ ایک اچٹتی نگاہ" اس کی جانب ڈالی۔

اطلاع دینے کا شکریہ۔ لیکن آپ اس وقت اپنے شوہر اور زائر کے باپ کے ساتھ جارہی ہیں۔ لہذا" میری کمائی کو ہی حلال کریں تو بہتر ہے۔" وہ سنجیدہ سا کہتا اسے باہر آنے کا اشارہ کرتے نکلتے دروازہ لاک کر کے گاڑی کی جانب بڑھا۔

اس کی بات پر وہ لب بھینچتی زائر کی پرام گھسیٹتی گاڑی کی جانب بڑھی۔

زائر کو کار سیٹ پر پیچھے بٹھاتے وہ اسے آگے بیٹھنے کا اشارہ کرتے خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال چکا تھا۔

مگر آپ ساتھ ہیں تو؟" اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔ گاڑی میں بیٹھتے بھی کارڈ والا ہاتھ ہنوز اس کی" جانب بڑھائے وہ بولی۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم کسی اور شاپ میں چلی جاؤ اور میں کسی اور میں ایٹ لیسٹ تب تو تمہارے" پاس کارڈ ہونا چاہئے پے کرنے کے لئے۔ اور تم اتنی بحث کیوں کر رہی ہو۔ کارڈ ہے کوئی بم تو نہیں کہ تم پریشان ہو جاؤ۔ تمہارے ساتھ شادی تمہیں صرف ایک گھر اور تین وقت کی روٹی کے لئے نہیں کی

تھی۔ تمہاری بہت سی ضروریات ہوں گی زائر کی چیزوں سے الگ اپنے لئے بھی شاپنگ کر لینا۔ تمہارا شوہر کنگلا ہرگز نہیں ہے" اسے اچھے سے بہت کچھ باور کرواتے وہ خاموش ہو گیا۔

اب کی بار نواہ نے لب بھینچتے وہ کارڈ واپس بیگ میں رکھ لیا۔

اسے نہیں یاد پڑتا تھا کہ نوشیرواں نے ایسا کوئی مان کبھی اسے دیا تھا۔ نجانے کیوں آنسوؤں کا ایک گولا سا اس کے گلے میں پھنس گیا۔

وہ حنزل اور نوشیرواں کا مقابلہ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن پھر بھی یہ تقابل ہو رہا تھا۔

پھر سارا وقت حنزل نے اسے اتنا بزی رکھا کہ اس کے ذہن میں اپنے، زائر اور حنزل کے علاوہ کوئی اور آیا بھی نہیں۔

بہت تھک گئے یار۔ یہیں سے کچھ کھا لیتے ہیں پھر گھر چلیں گے" وہ تھیلے اٹھائے بولا۔"

اب کی بار نواہ نے بحث نہیں کی۔ چپ چاپ گاڑی میں سب تھیلے رکھ کر وہ اسکے ہمراہ زائر کی پرام گھسیٹتے ایک ریسٹورینٹ میں داخل ہوئی۔

دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔زائر کب کا سوچکا تھا۔نواہ نے اسے پرام سے نہیں نکالا۔

کبھی کبھی اسے یہ زندگی ایک خواب لگتی تھی۔اتنا سکون،اطمینان،عزت اور مان۔جب یہی اس کی اصل منزل تھی تو وہ اتنی تکلیفوں سے کیوں گزری۔وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

بالکل ایسے ہی جیسے حنزل اس کے چہرے کے زاویوں سے کچھ بھی اخذ کرنے سے قاصر تھا۔مگر اتنا ضرور اندازہ تھا کہ اس کے دماغ میں کچھ چل رہا ہے۔

تمہیں کس طرح کا فوڈ پسند ہے؟"اسے بولنے پر اکسانے کے لئے وہ بولا۔"

آپ جانتے تو ہیں کہ میں اور آپ ہمیشہ سے کچھ بھی کھا لیتے تھے"وہ اپنی ہی رو میں بول گئی۔"

مگر اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی وہ یکدم خاموش ہوئی۔

ہاں تم اور فروا کی بہت سی عادتیں ایک جیسی ہیں"کچھ لمحوں کے توقف سے حنزل بولا۔"

آئم سوری"وہ فروا کا ذکر کرنے اور اسکے دکھ چھیڑنے پر اس سے معذرت خواہ تھی۔"

کوئی بات نہیں۔فروا کا ذکر میرے لئے پریشانی کا نہیں خوشی کا باعث ہے"اس کی بات پر وہ لمحہ بھر کو لئے حیران ہوئی۔"

ہاں میں ہر ایک سے اسے ڈسکس کرنا پسند نہیں کرتا۔ مگر تم سے اس کا ذکر کیا جانا کوئی بری بات نہیں۔ تم جب چاہو فروا کا ذکر مجھ سے کر سکتی ہو" وہ اسے گویا اجازت دے رہا تھا۔

میں نے ایک بار آپ سے سوال کیا تھا کہ کیا آپ آپا کو بھول چکے ہیں؟" وہ نجانے کیوں سب جاننے کے بعد بھی اس وقت وہی سفاکیت لہجے میں سمو گئی تھی۔

تم نے ایک بار کہا تھا کہ آپ شادی کر لینا۔ اور میں نے کہا تھا جب مجھے لگا کہ کسی کو میری ضرورت ہے تب میں شادی کر لوں گا" وہ پہلی بار یوں اپنی بات کر رہے تھے۔

مجھے یہ گلٹ کھائے جاتا ہے کہ میں نے آپا کے حق پر۔۔" وہ بات ادھوری چھوڑ گئی۔ حنزل نے چونک کر اسے دیکھا۔

کیا تم نے اسکی زندگی میں مجھ سے شادی کی ہے؟" اس کے سوال پر وہ چونکی۔ "

کیا مطلب؟" وہ اسکے سوال پر کچھ حیران سی ہوئی۔ "

اگر تم نے اسکی زندگی میں ایسی حرکت کی ہوتی تو تمہارا یہ سوچنا بنتا تھا۔ اور ویسے بھی تم نے ابی جان کی بات مانی ہے۔ انہوں نے جس سے کہا تم نے اسی سے شادی کر لی۔ ایسا ہی ہے نا؟" اپنی بات کے آخر میں اس نے سوال کیا۔

تو پھر تمہارا ایسی بات سوچنا بنتا ہی نہیں۔" وہ اسے اس رشتے کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے اس کے ساتھ ساتھ جیسے خود کو بھی سمجھا رہا تھا۔

"کبھی کبھی ضروری نہیں کہ ہم جو پلین کریں ویسا ہی ہو۔ کچھ چیزیں اللہ نے پلین کی ہوتی ہیں۔ اور وہ یوں ہی اتنی ہی اچانک ہو جاتی ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ لیکن یقین کرو۔ اس کی پلاننگ میں سکون ہوتا ہے بے سکونی اور بے چینی نہیں۔ اگر تم اس پر یقین رکھتی ہو تو اپنے دل سے پوچھ کر بتاؤ کیا تمہارا دل بے چین ہے اس رشتے کے بعد؟" اس کے سوال پر نواہ نے نظریں چرائیں۔ وہ اسے کیسے بتاتی کہ ساری بے چینی اس پل غائب ہو گئی تھی جب اس نے زائر کو ائیر پورٹ پر خود سے لگایا تھا۔

اسے اس فیصلے کے ہونے کی ایک حکمت سمجھ آ گئی تھی۔

اس کے باپ نے تو اسے دھتکار دیا تھا۔ مگر اللہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ باپ کے بعد ماں کے زندہ ہوتے بن ماں کے رہے۔ آخر وہ بھی تو ہم سے ستر ماؤں کے برابر محبت کرتا ہے۔ اولاد کی چھوڑنے کا دکھ کیا ہوتا ہے یہ اللہ سے بہتر کون جان سکتا ہے۔

بس اللہ نے اسے اسی دکھ سے دوچار ہونے سے بچا لیا تھا۔

خود کو اس گلٹ سے نکالو۔ کوئی کسی کی جگہ اور اس کا حق نہیں لے سکتا۔ فروا کی جگہ وہیں ہے جو اسکی زندگی میں تھی۔ ہم زندگی میں ہر رشتے کی الگ جگہ بناتے ہیں۔ پہلے سے موجود رشتوں کی جگہ کو ریپلیس نہیں کرتے۔ اللہ نے دل میں اتنی گنجائش رکھی ہوتی ہے کہ نئے رشتے بننے پر نئی جگہ انہیں زندگی میں دے دی جائے۔ یہ کوئی گھر نہیں ہے جہاں چار یا تین کمرے ہوں اور مالک مکان کو سمجھ نہ آئے کہ نئے آنے والے کو کہاں رکھا جائے۔ دل کی وسعت کا تو ہم اندازہ بھی نہیں کر سکتے۔" وہ کتنے سہل طریقے سے اسے گلٹ سے باہر نکال رہا تھا۔ یہ وہی کر سکتا تھا۔

آپا بہت لکی تھیں" یہ پہلی بار تھا جب نواہ یوں اس سے اپنے احساسات شئیر کر رہی تھی۔ شاید تکلف" اور تکلیف کی جمی برف پگھلنا شروع ہو گئی تھی۔

اور اب تم ہو" وہ اسے اس کا مقام باور کروا رہا تھا۔ نواہ خاموش سی ہو گئی۔ حنزل اٹھ کر میل لینے چل" پڑا۔

میں دو دن کے لئے ایک سیمینار پر جا رہا ہوں" وہ دونوں اس وقت رات کا کھانا کھا رہے تھے جب" اس نے نواہ کو اطلاع دی۔

نواہ کا چاول سے بھرا چمچ منہ کی جانب لے جاتا ہاتھ لمحہ بھر کو تھما۔

آؤٹ آف اسٹیٹ یا آؤٹ آف کنٹری؟"اس کے اطلاع دینے کے انداز سے وہ اتنا ضرور سمجھ گئ" کہ سیمینار ان کے اپنے شہر میں نہیں ہے۔

ہاں کیلگری جانا ہے۔ تم اور زائر بھی ساتھ جاؤ گے" ایک اور اطلاع دی گئ۔"

لیکن ہم وہاں کیا کریں گے ؟"اس نے اچھنبے سے پوچھا۔"

حنزل نے ایک نگاہ سیدھی اسکی حیران نظروں میں ڈالی۔

انجوائے کرنا۔ میں سیمینار اٹینڈ کروں گا۔ تم کیلگری میں گھوم لینا۔ آفس کی گاڑی اویلیبل ہو گی"" اس نے جیسے اسکی مشکل آسان کی۔

لیکن"وہ ہچکچا رہی تھی۔ اسے کیا بتاتی کہ اصل پریشانی وہاں ایک روم کی ہو گی۔"

یہاں تو دونوں کا الگ روم تھا۔ وہاں تو اسکی فیملی کو اس کی کمپنی دو رومز نہیں دے گی۔

میں تمہیں یہاں چھوڑ جاتا لیکن آس پاس کوئی جاننے والا نہیں۔ زائر کی میڈ سے میں نے بات کی تھی۔ وہ بھی آجکل ہیملٹن میں نہیں ہے۔ ورنہ وہ تم دونوں کے ساتھ رہ لیتی" اس نے تفصیل بتائی۔

نہیں ٹھیک ہے" وہ طوہاً وکرہاً مان گئی۔ وہ جو جگ سے پانی گلاس میں ڈال رہا تھا جھکی نظریں اٹھا کر ایک نظر اسے دیکھا۔

تم کمفرٹیبل نہیں ہو تو میں سیمینار کے لئے منع کر دیتا ہوں" اس کی بات پر نواہ نے نفی میں سر ہلایا۔" وہ پہلے ہی اس کے لئے اتنا کچھ کر رہا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اب وہ اپنے پروفیشن کو بھی اس کے لئے داؤ پر لگائے۔

نہیں کوئی بات نہیں۔ ہم۔۔۔ ہم چلیں گے" وہ ہچکچا کر بولی۔"

کب جانا ہے؟" اس نے اگلا سوال کیا۔"

کل شام چار بجے کی فلائیٹ ہے۔ صبح مجھے کچھ فائلز لینے آفس جانا ہے۔ میں ایک بجے تک واپس آجاؤں گا۔ تم ریڈی رہنا۔ دو بجے ہمیں ائیر پورٹ کے لئے نکلنا ہے۔ اپنی اور زائر کی پیکنگ کر لینا" وہ جو نیپکن سے ہاتھ اور منہ صاف کر رہی تھی۔ کچھ دیر رک کر اسکی ساری بات توجہ سے سننے لگی۔

آپ بھی اپنے کپڑے نکال دینا میں پیکنگ کر دوں گی" وہ کرسی سے اٹھی۔"

نہیں میں کرلوں گا" اس کا لہجہ میں یکدم اجنبیت سمٹ آئی۔"

میرا خیال ہے ہم ایک دوسرے کے لئے کبھی بھی اتنے اجنبی نہیں رہے۔ اور اب تو بالکل نہیں" ہیں" نجانے کیوں اس کا خیال رکھتے وہ اس کا اپنا بنا رہتا تھا۔ اور جہاں کہیں بات نواہ کی اس کا خیال رکھنے کی آتی وہ فوراً اجنبیت کے خول میں سمٹ جاتا تھا۔

اگر اتنے اجنبی نہیں ہیں تو پھر تم میرے ساتھ جانے سے ہچکچا کیوں رہی ہو؟" اس کی بات کے" جواب میں اس کا سوال نواہ کو اچھا خاصا پزل کر گیا۔

میں اپنا روم لاکڈ نہیں کرتا۔ تم کسی بھی وقت جا کر پیکنگ کر سکتی ہو" اس کی مشکل آسان کرتے وہ" ذو معنی بات کر گیا۔

نواہ کو سمجھ نہیں آئی کیا جواب دے۔

آپ کافی لیں گے؟" کوئی جواب نہ بن پڑا تو وہ بات کہیں اور لے گئی۔"

ضرور" حنزل کے لبوں پر ایک خفیف سی مسکراہٹ آئی۔"

اگلے دن حنزل کے جاتے ہی وہ اس کے کمرے میں آئی۔

وہ ابھی تک ایک بار بھی حنزل کے کمرے میں نہیں آئی تھی۔ وہ اپنا روم خود صاف کرتا تھا۔

نواہ کو یکدم احساس ہوا کہ یہ ذمہ داری اسے اب لے لینی چاہیئے۔ وہ اگر کہتا نہیں تو محسوس تو کرتا ہو گا۔ آخر یہ شادی اس نے صرف نواہ کو سپورٹ کرنے کے لئے تو نہیں کی تھی۔

اس کی اپنی بھی ضروریات تھیں جن کا نواہ کو بیوی کی حیثیت سے خیال رکھنا چاہیئے تھا۔

کمرہ بہت نفیس سا سجا تھا۔ کوئی آرائش نہیں کی ہوئی تھی۔ ڈبل بیڈ، ایک بین بیگ، فرش پر کارپٹ کے اوپر ایک رگ سامنے کی دیوار میں موجود شیلفس پر چند ایک کتابیں اور ایک دو ڈیکوریشن پیسز تھے۔ بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر ایک جانب لیمپ اور دوسری جانب حنزل اور فروا کی تصویر لگی تھی۔

وہ بے اختیار چلتی اس جانب آئی۔ آہستہ سے فریم اٹھا کر ہاتھ میں پکڑا۔

فروا کی ہنستی ہوئی زندگی سے بھرپور تصویر جس میں وہ سامنے اور حنزل اسکے مسکراتے جگمگاتے چہرے کو محبت سے دیکھ رہا تھا۔ یہ تصویر حنا کی شادی کی تھی۔

نواہ کو خود بھی یہ تصویر بہت پسند تھی۔

نجانے کیا کیا سوچتے اس کی آنکھوں میں آنسو در آئے۔ محبت سے تصویر میں موجود فروا کے چہرے پر ہاتھ پھیر کر وہی ہاتھ اپنے لبوں سے لگایا۔

کچھ دیر وہ بیٹھی روتے ہوئے اس تصویر کو دیکھتی رہی۔

زائر کی آواز پر وہ بری طرح چونکی۔

زائر کو سلا کر وہ حنزل کے کمرے میں پیکنگ کی غرض سے آئی تھی۔ مگر پیکنگ کرنے کی بجائے وہ فروا کی یاد میں وہیں بیٹھ گئی۔

تیزی سے تصویر سائیڈ ٹیبل پر اسی طرح سیٹ کرنے کی بجائے وہ اوندھی کر کے ساتھ والے کمرے کی جانب بڑھی جہاں زائر اپنے کوٹ میں بیٹھا رو رہا تھا۔

اوہ میرا بے بی جاگ گیا" زائر کو گود میں لئے اسے پیار کرتے ساتھ لگایا۔ ماں کے ساتھ لگتے ہی وہ" چپ کر گیا۔

چلو آپ بابا کے روم میں بیٹھو میں پیکنگ کرلوں" اس سے باتیں کرتی۔ اس کے چند ایک ٹوائز لے کے وہ واپس حنزل کے کمرے میں آئی۔

اسے بیڈ پر کھلونے دے کر بٹھایا۔

حنزل بیگ الماری کے ساتھ ہی نکال کر رکھ گیا تھا۔ نواہ نے جلدی سے بیگ پکڑا۔ وقت ضائع کئے بغیر وہ اسکی وارڈروب کی جانب بڑھی۔ ساتھ ساتھ ایک نظر بیڈ پر تکیوں کے درمیان بیٹھے زائر پر بھی ڈال لیتی جو کھلونوں میں مگن ہو چکا تھا۔

اسکی جانب سے بے فکر ہوتی بارہ بجے تک وہ اس کی ساری پیکنگ کر چکی تھی۔

بیگ بیڈ کے پاس رکھتے۔ زائر کو وہاں سے اٹھاتے بیڈ اسکے کھلونوں سے صاف کرتے تکیے واپس ان کی جگہ پر رکھتے وہ کچن کی جانب آئی۔

زائر کا فیڈر بنا کر چائے بنانے لگی۔ حنزل نے تو کھانا بنانے سے منع کر دیا تھا۔ وہ ناشتہ ہیوی کر گیا تھا۔ جبکہ نواہ نے کچھ سوچتے ساتھ نوڈلز کا ایک باؤل بنالیا۔ رات تک اب اس کا کچھ کھائے پیئے بغیر بھی گزارا ہو جانا تھا۔ اپنی اور زائر کی پیکنگ وہ رات میں ہی کر چکی تھی۔

پورے دو بجے وہ لوگ آفس کی گاڑی پر ائیر پورٹ کے لئے روانہ ہو چکے تھے۔

یہ اس کا حنزل کے ساتھ پہلا سفر تھا۔ دونوں خاموشی سے بھاگتے دوڑتے نظاروں کو دیکھ رہے تھے۔

بس جب زائر کو کلکاری مارتا یا اپنی ہی زبان میں غوں غاں کرتا تب دونوں چونک کر اس کی جانب متوجہ ہوتے۔

ان کے درمیان تعلق کو زندہ رکھنے کا ذریعہ زائر تھا۔ ورنہ دونوں پولز کے دوسروں پر کھڑے تھے۔ اور فاصلہ تھا کہ ابھی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

تم نے سب چیزیں رکھ لیں تھیں؟"زائر حنزل کے قریب ہوتے کسی اور کی گود میں کم ہی ہوتا تھا۔" اس وقت بھی ماں کی گود سے نکل کر حنزل کی گود میں مزے سے بیٹھا تھا۔

کبھی اس کی جیکٹ سے کھیلتا تو کبھی باہر کے نظارے دیکھ لیتا۔

جی۔ جتنا ذہن میں آیا وہ سب تو رکھ لیا تھا" وہ سر ہلا کر ہنوز باہر دیکھتے بولی۔"

حنزل بھی پھر خاموش ہی ہو گیا۔

جیسے ہی وہ گاڑی سے اترے اس نے سامان نکالتے حنزل سے زائر کو تھاما۔ سامان ٹرالی میں رکھ کر حنزل نے دوبارہ زائر کو تھامنا چاہا۔

آپ اسے اٹھائیں گے کے ٹرالی لے کر جائیں گے "اس کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے زائر کو گود میں لے چکا تھا۔

"دونوں کام کر سکتا ہوں۔ تم پریشان نہ ہو۔ آجاؤ" ایک ہاتھ سے ٹرالی گھسیٹتے وہ اس کی مشکل آسان کرتے اسے پیچھے آنے کا کہتے آگے بڑھ چکا تھا۔

وہ بھی قدم اٹھاتی پیچھے چل پڑی۔

"یہ میری جیکٹ کی پاکٹس سے ٹکٹس اور پاسپورٹ نکالو" جیسے ہی وہ ائیر پورٹ کے اندرونی حصے کی جانب بڑھے وہاں داخل ہونے سے پہلے سیکیورٹی کو چیزیں چیک کروانی تھیں۔ حنزل کے ایک ہاتھ میں زائر اور دوسرے میں ٹرالی تھی۔

اپنے قریب کھڑی نواہ کو اس نے مصروف سے انداز میں مخاطب کیا۔

جو کچھ حیرت اور خفت سے اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔

پیچھے اور بھی لوگ موجود تھے۔ وہ اس وقت کوئی بحث نہیں کر سکتی تھی۔ اسی لئے اس کی ہدایت پر جلدی سے اس کی دائیں جانب والی جیکٹ کی پاکٹ میں سے دونوں مطلوبہ چیزیں نکال کر سیکیورٹی کو چیک کروائیں۔

اسی لئے کہہ رہی ہوں زائر کو مجھے دے دیں" اندر داخل ہوتے ہی اس نے زچ ہو کر کہا۔ مبادا اب کوئی نئی فرمائش نہ کر دے۔

"تم نے کہا تھا سب رکھا ہے۔ مگر سب سے اہم چیز تم بھول گئیں۔ زائر کی پرام۔ وہ ہوتی تو ہمیں کوئی ٹینشن نہ ہوتی" زائر کو اسکی گود میں دیتے اس نے نرم لہجے میں جتایا۔

نواہ کو اپنی کوتاہی کا احساس ہوا۔ وہ صحیح تو کہہ رہا تھا۔ شہر کے اندر وہ ایک بار ہی باہر نکلے تھے۔ اور پرام تب بھی حنزل نے خود رکھی تھی۔

نواہ کو ابھی زائر کے ساتھ ٹریولنگ کا کوئی ایکسپیرینس نہیں تھا۔

"تو آپ نے چیزیں کیوں نہیں دیکھیں جب گاڑی میں رکھ رہے تھے۔" کچھ سوچ کر تیوری چڑھائے وہ مخصوص بیویوں والے انداز میں بولی۔

"صحیح ہے بھئی۔ میں بھول گیا تھا بیویاں غلط نہیں ہوتیں۔ بس شوہر غلط ہوتے ہیں۔ سبھی قصور شوہر حضرات کے ہوتے ہیں" اس کی بات پر شدومد سے سر ہلاتے وہ اپنی غلطی تسلیم کم کر رہا تھا نواہ کا ریکارڈ زیادہ لگا رہا تھا۔ نواہ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھا۔

ڈائپرز رکھ لئے تھے کہ نہیں۔ ورنہ ابھی ٹائم ہے وہ میں یہاں سے خرید کر سکتا ہوں۔ لیکن ابھی" دوسری پرام صرف دودن کے لئے نہیں خرید سکتا۔" نواہ کو اس کا انداز صاف مذاق اڑاتا ہوا لگا۔ جس کا اس نے برملا اظہار کیا۔

اب آپ میرا مذاق اڑا رہے ہیں" وہ انگلی اٹھا کر سنجیدگی سے بولی۔ جبکہ دوسری جانب شرارت ہنوز" موجود تھی۔

میری مجال۔" وہ کانوں کو ہاتھ لگا کر بولا۔"

اچھا چل کرو کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے ہمیں خوب ٹریولنگ کرنی چاہئے تاکہ" تمہیں اندازہ ہو کہ بچوں کے ساتھ جب نکلتے ہیں تو کیا کیا چیزیں رکھتے ہیں۔ ویسے بھی یہاں ہمارے رشتے دار بھی نہیں ہیں کہ جن کے پاس ہم آتے جاتے ہوں۔" وہ اسکے خفت زدہ چہرے کو دیکھ کر اب اسے ریلیکس کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

پھر جتنی دیر انہوں نے فلائیٹ اناؤنسمنٹ کا انتظار کیا وہ یوں ہی ادھر ادھر کی باتیں اس کے ساتھ کر کے اسے نارمل کرتا رہا۔

جس وقت وہ لوگ کیلگری پہنچے رات کے سائے لہرانے لگے۔

ائیر پورٹ سے ہوٹل تک انہیں کمپنی کی گاڑی نے ہی پہنچایا تھا۔

زائر سو چکا تھا۔

ہوٹل روم میں پہنچ کر اس نے زائر کو احتیاط سے بیڈ پر لٹایا۔

وہ خود کو تیار کر کے لائی تھی کہ دو دن ابھی اس نے ایک امتحان سے گزرنا ہے۔ اسی لئے اندر داخل ہوتے فی الحال اس کے دماغ میں کوئی سوچ نہیں تھی۔

حنزل واش روم میں فریش ہونے جا چکا تھا۔

نواہ بھی زائر کے قریب ہی نیم دراز ہو چکی تھی۔

کچھ کھانا نہیں تم نے؟" اسے آنکھیں بند کئے دیکھ کر حنزل باہر آتے بولا۔"

اس وقت بس نیند آ رہی ہے" وہ کمفرٹر خود پر لیتے بولی۔"

میں روم میں ہی کھانا منگوا لیتا ہوں۔ کچھ کھا کے لیٹو۔ پکایا تو تم نے کچھ بھی نہیں تھا۔ نکلنے سے پہلے "
کیا کھایا تھا؟" نواہ نے چونک کر اسے دیکھا۔

اب اسے حنزل کی باریک بینی لئے جائزوں پر حیرت نہیں ہوتی تھی۔

یہ اس کی نیچر تھی۔ وہ اپنے پاس رہنے والوں کی شاید ایسے ہی کیئر کرتا تھا۔ ان کی چھوٹی چھوٹی بات بھی نوٹ کرتا تھا ایسے کہ پتہ بھی نہیں چلتا تھا۔

نوڈلز کا باؤل لے لیا تھا ساتھ چائے بھی پی تھی" وہ کسلمندی سے بولی۔"

ماشاءاللہ کیا لنچ کیا تھا۔ تبھی تمہاری کوئی صحت نہیں بنتی۔ میں کھانا منگوا رہا ہوں۔ آرام سے کھا کر" سو جانا۔" وہ اس کی بات پر سر ہلاتا روم سروس سے کال کرنے لگا۔

ابھی زائر سو رہا ہے تو میں بھی سو جاتی ہوں یہ اٹھ جائے گا تو پھر سونے نہیں دے گا۔ آپ کو بھی تو" صبح سیمینار میں جانے کے لئے نیند کی ضرورت ہے۔ میں تب زائر کو سنبھال لوں گی۔ ورنہ یہ آپ کو تنگ کرے گا" وہ جو فون رکھ کر مڑا تھا۔

نواہ کی بات پر اب کی بار کچھ سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھنے لگا۔ نواہ کو اس کی نظروں کا تاثر سمجھ نہیں آیا۔

آہستہ سے چلتا وہ نواہ کے سامنے بیڈ پر اسکی جانب والی سائیڈ پر بیٹھا۔ نواہ جو اٹھ کر بیٹھی ہوئی تھی۔ اسے بیٹھتے دیکھ کر یکدم پیر سمیٹ گئی۔

تمہارے آنے سے پہلے راتوں کو میں ہی زائر کو سنبھالتا تھا۔ تم نے آ کر عادتیں خراب کر دی ہیں۔" لیکن پریشان نہ ہو۔ اگر اٹھ بھی گیا تو مجھے کوئی ایشو نہیں ہو گا" ایک ہاتھ بیڈ پر ٹکائے اس کی آنکھوں میں دیکھتے وہ اسکی پریشانی رفع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان مت ہو جایا کرو۔ کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں تمہارے مسائل کو شئیر" نہیں کر سکتا۔ اور زائر کی دیکھ بھال کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ہم دونوں کا بیٹا ہے۔ جتنی تمہاری ذمہ داری ہے اتنی ہی میری ذمہ داری ہے" اس کی بات پر وہ نظریں جھکا گئی۔ مقصد آنکھوں میں پھیلتی نمی کو چھپانا تھا۔

وہ اسے کیا بتاتی کہ وہ کیسے چٹکیوں میں اس کے مسائل اسکی پریشانیاں حل کر دیتا ہے۔ وہ سکون جس کے لئے وہ تکلیفوں سے گزری وہ اب اس کے ساتھ اور اس کے پاس تھا۔ اس سکون کے لئے تو وہ اس کی مشکور تھی۔

کیا ہوا؟" اسے خاموش دیکھ کر حنزل نے اسکی نظروں کے سامنے چٹکی بجائی۔"

تم چھوٹی چھوٹی باتوں پر آنکھیں کیوں نم کر لیتی ہو؟" وہ جو اپنی طرف سے آنکھوں کی نمی اس سے" چھپا لیتی تھی۔ کس قدر بے وقوف تھی۔ بھلا ایسے زیرک بندے سے وہ اپنے آنسو چھپا سکتی تھی۔ جس کی توجہ کا مرکز ہی وہ اور زائر تھے۔

اس سے پہلے کے وہ کوئی جواب دیتی دروازے پر دستک ہوئی۔

حنزل نے بمشکل اس کی حیران نظروں سے نظریں چھڑاتے دروازے کی دستک پر توجہ مبذول کرتے جگہ چھوڑی۔

روم سروس سے ٹرے لے کر وہ اندر آیا۔ بیڈ کے سامنے ہی ٹیبل اور ایک ٹو سیٹر صوفہ موجود تھا۔

آجاؤ" ٹرے ٹیبل پر رکھتے اسے آنے کا کہتے وہ صوفے پر جگہ سنبھال چکا تھا۔"

وہ کمفرٹر ہٹاتے اپنی جگہ سے اٹھ کر صوفے پر اس کے قریب ہی بیٹھ گئی۔

سامنے ہی ٹیبل پر فرائیڈ رائس، اور مشروم چکن موجود تھا۔

یہ حلال تو ہے نا؟" نواہ کو ایک اور فکر لاحق ہوئی۔"

یار چکن میں کیا حرام بات ہے؟" اپنی پلیٹ میں چاول نکالتے حنزل بولا۔"

نہیں مطلب یہ لوگ بہت سے کھانوں میں بئیر شامل کرتے ہیں اسے ٹیسٹی بنانے کے لئے" وہ گویا" اس کی نالج میں اضافہ کر رہی تھی۔

میں نے اپنے کنسرنز بتا دیئے تھے انہیں۔ اب اگر پھر بھی انہوں نے ہیرا پھیری کی ہے تو مجھے اس کا" نہیں پتہ۔ بسم اللہ کر کے کھالو اب۔" اس کا اس وقت بھوک سے برا حال تھا اور نواہ مزید ٹیشنز دے رہی تھی۔

یہاں کوئی پاکستانی ریسٹورنٹ نہیں۔ کل ہم ڈھونڈ کر خود ہی کھالیں گے" وہ تھوڑے سے چاول" نکالتے ابھی بھی اس کا دماغ پلپلا کر رہی تھی۔

اوکے کل ڈھونڈیں گے۔ ابھی تو یہ کھالو یار" وہ آخر زچ ہوا۔"

کھانا کھا کر اس سے قبلے کا پوچھ کر بیگ سے جاء نماز نکال کر وہ نماز پڑھنے لگی۔

ابھی اس کی نماز ختم ہی ہوئی تھی کہ زائر اٹھ گیا۔

حنزل اس کے قریب ہی لیٹا تھا۔ اس کی نماز ختم کرتے تک وہ اس کے ساتھ کھیلتا رہا۔

آپ نماز پڑھ لیں" وہ زائر کے پاس بیٹھ کر بولی۔"

جب تک اس نے نماز ختم کی وہ زائر کو چپس کھلا چکی تھی۔زائر کے لئے چند ایک چیزیں وہ بنا کر لے آئی تھی۔

جاء نماز صوفے پر رکھ کر حنزل نے ٹائم دیکھا گیارہ بج چکے تھے۔ صبح نو بجے سیمینار تھا۔

آپ سو جائیں میں زائر کو لے کر ادھر بیٹھ جاتی ہوں جب یہ سونے لگے گا تو بیڈ پر آجاؤں گی" وہ زائر کو اس کے پاس سے لینے کے لئے آگے بڑھی۔

تم آرام سے دو گھنٹے لیٹ جاؤ۔ دو گھنٹے بعد بھی یہ نہیں سویا تو میں تمہیں اٹھا دوں گا۔ ابھی ویسے بھی" گیارہ بجے ہیں۔ مجھے نیند نہیں آرہی۔" اس کا جو ہاتھ بڑھا ہوا تھا اسے آہستہ سے تھام کر اس نے پیچھے کرتے اسے گویا حکم دیا۔

لیکن آپ نے صبح۔۔۔" اس کی بات ابھی منہ میں ہی تھی کہ وہ ہاتھ اٹھا کر اسے خاموش کروا گیا۔"

تم چپ چاپ ادھر آجاؤ" اسے دوسری جانب لیٹنے کا اشارہ کرتے وہ تحکم بھرے انداز میں بولا۔"

نواہ نے کچھ بے بسی سے اسکی جانب دیکھا۔

حنزل نے بھنویں اچکائیں جیسے کہہ رہا ہو کیا مسئلہ ہے۔

وہ خاموشی سے دوسری جانب آکر کمفرٹر منہ تک کر کے لیٹ گئی۔ وہ جو یہاں آنے سے پہلے ایک روم شئیر کرنے سے گھبرا رہی تھی۔ اس وقت سیکنڈز میں سو بھی چکی تھی۔

حنزل نے زائر کو احتیاطاً" دوسری جانب کر کے خود نواہ اور زائر کے درمیان آگیا۔ زائر اب بیٹھنے اور کھڑے ہونے کی کوشش کرتا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ ماں کی جانب ہمکتا۔ حنزل ان دونوں کے درمیان آگیا۔ زائر کو آرام سے اپنے بائیں جانب بٹھا کر وہ اس کے ساتھ کھیلتا رہا۔

رات کے کسی پہر اسکی آنکھ اچانک کھلی۔ چند لمحے لگے اسے سمجھنے میں کہ وہ کہاں ہے۔ یکدم اسے خیال آیا کہ حنزل نے اسے دو گھنٹے بعد اٹھانا تھا۔

وہ یکدم کمفرٹر منہ سے ہٹاتے اٹھ کر بیٹھی۔

مگر کمرے میں نائیٹ لیمپ کی ہلکی سی روشنی تھی۔ نواہ نے گھبرا کر جیسے ہی اپنے بائیں جانب دیکھا۔ حنزل اس کے ساتھ اور حنزل کے دوسری جانب زائر آرام سے سو رہا تھا۔ اسکی سائیڈ پر حنزل نے تکیے لگا دیئے تھے کہ وہ کنارے سے نیچے نہ گر جائے۔

نواہ ان دونوں کو دیکھ کر یکدم گہرا سانس خارج کیا۔

سامنے لگی گھڑی پر وقت دیکھا تو صبح کے چار بج رہے تھے۔اس کا مطلب تھا حنزل نے اسے اٹھائے بغیر ہی زائر کو سلا دیا تھا۔

گردن موڑ کر اس نے اپنے ساتھ لیٹے اس مہربان شخص کو دیکھا۔

سوتے ہوئے بھی اس کی وجاہت میں کوئی کمی نہیں تھی۔

یکدم اس کے مہربان چہرے کے پیچھے اسے نوشیرواں کا چہرہ یاد آیا۔

دیکھنے میں وہ بھی بے حد خوبصورت تھا۔مردانگی کا شاہکار کہنا غلط نہ تھا۔

مگر خوبصورت چہروں کے پیچھے کبھی کبھی کتنے حیوان چھپے ہوتے ہیں جو ان کی خوبصورتی کو ماند کر دیتے ہیں۔

اور کچھ خوبصورت چہرے اپنی عادتوں اور نیکیوں کے سبب اور بھی خوبصورت لگنے لگتے ہیں۔

حنزل کا چہرہ اسے شاید اسی لئے بے حد خوبصورت لگ رہا تھا۔

وہ اس کی جانب نظر بھر کر نہیں دیکھتی تھی۔اسے لگتا تھا یہ اس کا حق نہیں ہے۔

مگر اس لمحے اس مہربان شخص کو دیکھتے اور دیکھتے رہنے کا دل کر رہا تھا۔

وہ کیسے اس کی پریشانیوں کا چٹکیوں میں حل نکال دیتا تھا۔

کیا اس کے صبر کا پھل تھا یہ؟

چند لمحے اسے دیکھتے رہنے کے بعد وہ آہستہ سے اس کے قریب لیٹ گئ۔

حنزل سیدھا لیٹا تھا۔ دایاں ہاتھ موڑ کر زائر پر رکھا ہوا تھا۔ جس کا سر باپ کے کندھے پر تھا۔

نواہ نے دونوں کی بلائیں لیں۔

میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی اللہ نے تمہاری تربیت کا ذمہ اتنے اچھے انسان کے حصے میں لکھا تھا۔""

وہ دل ہی دل میں زائر سے مخاطب ہوئ۔

ایک تشکر بھرا آنسو ٹوٹ کر اسکی آنکھوں سے تکیے میں جذب ہوا۔

حنزل کا دایاں ہاتھ سینے پر رکھا تھا۔

نواہ کو کچھ گھنٹے پہلے کا منظر یاد آیا جب وہ زائر کو لینے اس کی جانب آئ تھی۔ پہلی دفع حنزل نے اسی ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما تھا۔

نواہ نے ہولے سے اسکے ہاتھ کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ رکھا۔

اللہ بس اب میں کسی اور تکلیف کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ میں اس شخص کو اب اپنی زندگی کا اہم حصہ" سمجھنے لگ گئی ہوں۔ اب اس شخص کے ساتھ سکون بھری زندگی گزار سکوں" اس کے کندھے پر ہولے سے سر ٹکاتے وہ اللہ سے مخاطب ہوئی۔

آہستہ سے آنکھیں موند لیں۔

جس لمحے اس کی آنکھ کھلی۔ وہ سمجھ نہیں سکا اسکے کندھے پر یہ بوجھ کس چیز کا تھا۔

یک بیک سینے پر دھرے دائیں ہاتھ پر بھی کسی کے ہاتھ کا لمس محسوس ہوا۔ اسکی ساری حسیات یکدم بیدار ہوئیں۔

سر تکیے پر ہی دھرے اس نے آہستہ سے گھمایا۔

نواہ کا سر اسکے کندھے پر دھرا تھا۔ اور ایسے ہی ہاتھ بھی۔

حنزل نے ایک گہری سانس سینے سے خارج کی۔ یہ شاید پہلی بار تھا کہ وہ اسے نواہ کے طور پر محسوس کیا تھا۔ ورنہ اسے ہمیشہ اس پر فروا کا گمان ہوتا تھا۔

وہ تھیں ہی ایک دوسرے کا پرتو۔ اسے لگا تھا یہ فیصلہ اس نے بہت ٹھیک کیا ہے۔ جو خلا فروا کے ہونے سے بن گئ تھی۔ اس کی کمی تو کبھی پوری نہیں ہو سکتی تھی۔

ہاں مگر اس کی زندگی میں عورت کے اضافے نے جیسے اسے بہت جلدی ٹراما سے نکال لیا تھا۔

وہ یاسیت، دلگرفتگی، اور اکیلا پن جو فروا کی جدائی نے دیا تھا اسے لگا تھا کہ کوئی ہے جس کے ساتھ کا احساس اس کے ساتھ لپٹ گیا ہے۔

زندگی میں ایک ذمہ داری آ گئ تھی۔

ذمہ داریاں اور رشتے نہ ہوں تو زندگی کا مقصد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ فروا کے جانے کے بعد اسے لگا تھا زندگی بے معنی اور بے مقصد ہو گئ ہے۔ وہاں بس کسی کے ہونے کا احساس اب قائم ہو گیا تھا۔

نواہ سے محبت تو نجانے اسے ہوتی یا نہیں مگر احساس ضرور تھا۔ اور کبھی کبھی زندگی گزارنے کے لئے محبت کا ہونا ضروری بھی نہیں ہوتا۔ محبت شاید مر جاتی ہے۔ بدل جاتی ہے۔ مگر احساس ہمیشہ قائم رہتا ہے، زندہ رہتا ہے۔

اور نواہ کے ساتھ کا احساس اب اسے بڑی شدت سے محسوس ہونے لگا تھا۔

یکدم اس کی نظر وال کلاک کی جانب گئی۔ اس کے پاس تیاری کے لئے فقط آدھا گھنٹہ تھا۔

وہ نجانے کن کن سوچوں میں غلطاں رہتا۔

آہستہ سے نواہ کا ہاتھ دوسرے ہاتھ سے ہٹا کر اس کا سر تکیے پر رکھتے۔ بے اختیار جھک کر اسکے ماتھے کو چھوا تھا۔

کتنی تکلیفیں اس لڑکی نے کچھ عرصے میں کاٹیں تھیں۔ اب اس کا فرض تھا کہ وہ اس کا اعتماد اس رشتے پر بحال کرتا۔

محبت اس کے اختیار میں نہیں تھی۔ ہاں اس کا اعتبار لوٹانا اس کے اختیار میں تھا۔ اور پھر عورت تو بنی ہی محبت کی مٹی سے ہوتی ہے۔ ذرا سا التفات اور محبت اسے پگھلا دیتا ہے۔

اور اسے اب کی بار اس رشتے پر اس کا ایسا اعتماد بحال کرنا تھا کہ وہ پھر کبھی ٹوٹ نہ سکے۔

آہستہ سے اس کے قریب سے اٹھتا وہ واش روم کی جانب بڑھا۔

میں بتا رہا ہوں تم لوگوں کو ہم اس پاگل کے ساتھ نہیں رہ سکتے۔ ہم میں سے کسی کو کچھ ہوا تو اسکا" خون تم سب کی گردنوں پر جائے گا" صبح سے چند قیدی مسلسل انہیں تنبیہہ کر رہے تھے۔

صاحب کیا کرنا ہے اس منحوس انسان کا" وہ سبھی اب اس سے تنگ آ گئے تھے۔"

آئے دن وہ راتوں کو اٹھ کر چِلّانا شروع کر دیتا تھا۔ یا پھر اپنے ساتھ موجود قیدیوں کو زدوکوب کرتا۔

عجیب ہی گھمسان کا رن شروع ہو جاتا۔

نہ اس کے پیچھے کوئی آتا ہے۔ نہ کسی کو اس سے سروکار ہے۔ دماغی حالت بھی اس کی ٹھیک نہیں۔" مجھے تو خود اس سے خوف آتا ہے۔

آپ اوپر سے پتہ کروا کر اسے کسی پاگل خانے یا مزار پر بھجوائیں۔ ہم کب تک اسے رکھیں گے۔ باقی قیدیوں کو بھی اس نے پریشان کر رکھا ہے۔

کل بھی جو بندہ کھانا دینے گیا تھا اس پر سارا کھانا الٹ کر انہی برتنوں سے اسے مار مار کر زخمی کر دیا۔" سپاہی نوشیرواں نامی اس قیدی کی شکایت لے کر آیا تھا۔

وہ سبھی آجکل اس سے تنگ تھے۔

بہن کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ جلنے کے باعث زیادہ عرصہ زندہ نہ رہ سکی اور مر گئی۔

باپ پہلے ہی کنارہ کش ہو چکا تھا۔

بیٹی کے مرنے کے بعد ماں کا بھی دماغی توازن ٹھیک نہیں رہا تھا۔

کوئی رشتے دار اسے رکھنے کو تیار نہ تھا۔ اولڈ ہوم میں اسے بھیج دیا گیا تھا۔

نوشیرواں کے پیچھے اب آنے والا کوئی نہ تھا۔

بیوی کے ساتھ کی گئی زیادتیاں اب اس کا جینا حرام کر رہی تھیں۔

کبھی اسے لگتا کسی بچے کے رونے کی آوازیں آرہی ہیں۔ کبھی اسے لگتا نواہ کا سایہ اس کے ہمہ وقت ساتھ ہے۔

وہ اس سب سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا۔

اسی وجہ سے راتوں کو اٹھ اٹھ کر چیختا، روتا تھا۔ یا پھر اپنی غلطی کو نہ ماننے کے باعث باقی قیدیوں سے الجھ پڑتا تھا۔

ہاں کرتے ہیں اس کا کچھ "انسپکٹر نے نفرت بھری نظروں سے نوشیرواں کو دیکھا۔"

دو دن ہو چکے تھے انہیں واپس آئے۔ اس رات کی قربت دوبارہ ان کے درمیان نہیں آئی۔ مگر دونوں میں تکلف کی بہت سی دیواریں بھی گر چکی تھیں۔

حنزل آفس کے کسی کام سے کچھ گھنٹوں کے لئے باہر گیا تھا۔ دو دن سے ہی زائر کو بخار تھا۔

نجانے یہ ٹھنڈ کا اثر تھا یا کیا۔ مگر وہ بے حد پریشان تھی۔

اس وقت بھی فرحانہ بیگم سے ویڈیو کال پر وہ یہی سب ڈسکس کر رہی تھی۔

کوئی پین کلر دو بیٹا۔ اس طرح بے احتیاطی نہیں کرتے" وہ اسے سمجھا رہی تھیں۔"

جی اماں۔ حنزل کچھ ضروری کام سے گئے ہیں۔ آتے ہیں تو اپائنٹمنٹ لے کر اس کا چیک اپ کروا لیتی ہوں" زائر کو گود میں لئے جھلاتے ہوئے وہ ان سے مخاطب تھی۔"

ٹیب کچن کائنٹر پر رکھا تھا۔

زائر کو گود میں لئے ساتھ ساتھ وہ شام کی چائے بنا رہی تھی۔

حنزل کا میسج آگیا تھا کہ وہ پہنچنے ہی والا تھا۔

حنزل ٹھیک ہے تمہارے ساتھ؟"ماں کے سوال پر اسے کیلگری میں گزری وہ رات یاد آئی جب وہ" بے اختیاری میں اس کے قریب ہوئی تھی۔

گو کہ بعد میں اسے شرمندگی ہوئی تھی۔ عورت ہو کر وہ پہل کر گئی تھی۔ جبکہ اگلے دن ہی حنزل ایسے تھا جیسے ان کے درمیان کوئی احساس بھرا لمحہ گزرا ہی نہ ہو۔

اور یہی بات اسے اور بھی تکلیف دے رہی تھی کہ اس کی پہل کا بھی حنزل نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اسے خود پر غصہ بھی تھا کہ ایک عورت ہوتے وہ خود سے اس کے قریب کیوں گئی۔

شاید اس کے اتنے کیئرنگ رویے کا اثر تھا کہ وہ کچھ اور سمجھ بیٹھی تھی۔ جبکہ حنزل صبح اس کے پاس سے اٹھ کر کب گیا اسے کچھ نہیں پتہ تھا اور پھر سیمینار سے واپس آکر بھی وہ نارمل رہا تھا۔

جی اماں۔ حنزل جیسے لوگ شاید فرشتہ ہی ہوتے ہیں۔ اور فرشتے سبھی کے ساتھ ایک جیسے رہتے" ہیں۔ چاہے رشتہ کوئی بھی ہو۔ رشتے میں جڑا شخص بھی کوئی بھی ہو۔ انہیں فرق نہیں پڑتا۔ ان کی اچھائی سب کے ساتھ ایک جیسی رہتی ہے۔ وہ بھی میرے ساتھ بہت اچھے ہیں۔ بالکل ایسے ہی جیسے

اچھے وہ آپکے اوابا کے ساتھ ہیں۔ جیسے اچھے وہ منا اور حنا کے ساتھ ہیں۔ سبھی کے ساتھ وہ اچھے ہیں۔ اور میرے ساتھ بھی وہ اتنے ہی اچھے ہیں۔" نجانے وہ کیا کہنا چاہتی تھی اور کیا کہہ گئ تھی۔

وہ جو لاک کھول کر دروازہ بند کر کے لاؤنج میں آرہا تھا۔ کچن سے اس کی آتی آواز پر ٹھٹھک کر وہیں رک گیا۔

فرحانہ کا سوال اور نواہ کا تفصیل بھرا جواب وہ دونوں ہی سن چکا تھا۔

اس کا لہجہ عام سا تھا۔ مگر نجانے کیوں حنزل کو اس میں شکوہ محسوس ہوا تھا۔ ہاں وہ اس کی پیش رفت کا خیر مقدم نہیں کر سکا تھا وجہ شاید یہ تھی کہ وہ خود مخمصے میں تھا کہ آیا وہ واقعی اس کے قریب آئ تھی۔ یا محض رات کے لمحے وہ بے خبری میں اس کے قریب آئ تھی۔

نجانے اسے کیوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ اریب کو پسند کرنے لگی تھی۔ اور اگر کرتی بھی تو اسے اعتراض نہیں تھا۔ آخر اس نے بھی تو حنزل کو فروا کی یادوں سمیت قبول کیا تھا۔ وہ اتنا وسیع القلب تھا کہ اسے اریب کی یادوں اور پسندیدگی سمیت قبول کر لیتا۔ مگر یہ شکوہ اسے حیران کر گیا تھا۔

توکیا وہ لمحوں کا دھوکہ نہیں تھا۔ وہ واقعی نواہ کی جانب سے کسی قسم کی پہل تھی۔

وہ جو اسے خوشیاں دینے کا عہد کر چکا تھا اپنی جانب سے انجانے میں اسے دکھ دے گیا تھا۔

لب بھینچے وہ کھنکار کر کچن کی جانب آیا۔

فرحانہ جو کوئی جواب دینے والی تھیں ٹیب کی اسکرین پر اس کا عکس ابھرتا دیکھ کر اس کا حال چال پوچھنے لگیں۔

نواہ اسے کے قریب آتے ہی چونک کر پلٹ گئ۔

وہاں سے ہٹنے سے پہلے لمحہ بھر کو ان کی نظریں ملی تھیں۔ نجانے کیوں حنزل کو اس کی آنکھیں نم محسوس ہوئیں۔

میں ٹھیک ہوں مامی آپ کیسی ہیں؟"اس کے لہجے میں فکر اور محبت دونوں ہی موجود تھے۔"

نواہ تھوڑی خفت زدہ سی تھی۔ اسے معلوم ہی نہیں ہوا وہ کب وہاں آیا اور اس نے کیا کچھ سن لیا۔

زائر کو خود سے لگائے وہ کپس نکال رہی تھی۔ جب کھٹاک پر حنزل نے پیچھے مڑ کر اسے کپ نکالتے دیکھ کر یکدم اسکی جانب قدم بڑھا کر زائر کو اس کی گود سے لے لیا تاکہ وہ آرام سے چائے کپوں میں ڈال لے۔

جہاں نواہ اس اس خاموش اقدام سے ٹھٹھکی وہیں اسکرین پر موجود فرحانہ بیگم بھی ٹھٹھکی تھیں۔

یہ محض خیال رکھنا تو نہیں تھا۔

ابی جان کیسے ہیں۔ اسفند کی شادی کب کی ڈیٹ کب رکھی ہے؟" زائر کو گود میں لئے وہ ایک بار پھر" کچن کاؤنٹر کے قریب بیٹھا۔

بس جنوری کی شروع کی تاریخیں ہیں۔ تم دونوں آسکو گے؟" ان کے سوال پر وہ جو اسکے قریب" چائے کا کپ رکھ رہی تھی۔ یکدم چونکی۔

حنزل نے بھی اسی لمحے کس کی جانب نگاہ ڈالی۔

تھینکس" اس کے تاثرات کو نظر انداز کرتا وہ مشکور لہجے میں بولا۔"

میں نہ بھی آسکا تو زائر اور نواہ کو بھجوا دوں گا" وہ صاف گوئی سے بولا۔"

چند ادھر ادھر کی باتیں کرکے وہ کال بند کر چکا تھا۔

بخار ہے ابھی بھی اسے" زائر کا ماتھے چیک کرکے وہ سامنے لاؤنج کے صوفے پہ بیٹھ کر چائے پی" رہی تھی۔

ہاں نا! اسے ڈاکٹر پر لے جائیں" وہ فکر مند لہجے میں سب بھلائے بس زائر کے لئے پریشان سا بولی۔"

یہ پاکستان نہیں کہ ایدکم سے ڈاکٹر کو دکھادیں ڈاکٹرز یہاں دنوں اور مہینوں بعد ملتے ہیں۔" حنزل نے صاف گوئی سے اسے بتایا۔

پھر کیا کریں" وہ پریشانی سے بولی۔"

ابھی ویٹ کرو۔ پھر دیکھتے ہیں" اس کی بات پر وہ زائر کو اسکی گود سے لے کر سلانے لگی۔"

رات کا نجانے کون سا پہر تھا جب وہ زائر کے رونے سے اٹھی۔

اسے گود میں اٹھایا تو لگا سارا جسم تپ رہا ہے۔ اسکے اٹھاتے اٹھاتے ہی اس کا سر نواہ کے کندھے پر ڈھلک گیا۔

پریشانی سے اس کی چیخ نکل گئی۔

حنزل کچھ دیر پہلے ہی فریش ہونے لاؤنج آیا تھا۔ کچھ دیر سے ٹی وی لگالیا تھا۔

نواہ کی چیخ سن کر وہ تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا زائر کے کمرے میں آیا۔

کیاہوا ہے" اسے روتا دیکھ کر وہ تیزی سے اس کی جانب بڑھا۔"

جس کے کندھے سے لگا زائر بے دم سا تھا۔

پتہ نہیں اسے کیا ہو گیا ہے؟" حنزل کو کمرے میں آتا دیکھ کر وہ تیزی سے اسکی جانب بڑھی۔"

زائر کو اس نے گود میں لیتے ہی تیزی سے اسے اپنے ساتھ باہر آنے کا کہا۔

دونوں اسی لمحے اسے لئے ہاسپٹل پہنچے۔ پہنچنے سے پہلے ہی وہ ایمرجنسی میں کال کروا چکا تھا۔

اسے کیا ہو گیا ہے؟"ڈاکٹرز اسے ایمرجنسی میں لے گئے۔ ان دونوں کو ویٹنگ ایریا میں ہی رکنے کا" کہا۔

روتی ہوئی نواہ کو اس نے کندھے سے لگایا۔

اس کا سہارا پاتے ہی وہ اور بکھر گئی۔

میرے پاس اب اس کے علاوہ اور ہے ہی کیا۔ زائر کو کچھ ہوا تو۔۔۔۔"اس سے پہلے کا اس کا جملہ" مکمل ہوتا۔ حنزل نے اس کے منہ پر اپنی چوڑی ہتھیلی رکھ کر اسے کچھ بھی برا کہنے سے پہلے گویا روک دیا۔

دوسرا ہاتھ اس کے سر کے پیچھے موجود بالوں میں پھنسا کر اس کا سر زور سے اپنے سینے میں چھپایا۔

اور دوسرے ہاتھ کا حصار اس کے گرد باندھ دیا۔

وہ دونوں اس وقت کھونے کی تکلیف سے گزر رہے تھے۔اور دونوں اس سہارے کو کھونا نہیں چاہتے تھے

بس دعا کرو" اسکی پیٹھ سہلاتے وہ خود بھی کچھ ورد کر رہا تھا۔"

کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر باہر آیا۔

بچہ بہتر ہے۔بس بخار تھا اور آپ نے اسے مزید موٹے کپڑے پہنا کر اس کے بخار کو تیز کر دیا تھا۔" جب اس طرح کا بخار ہو تو ہلکے پھلکے کپڑے پہناتے ہیں تاکہ جسم کی حرارت کم ہو۔وہ مزید بڑھنے کی وجہ سے بچہ غنودگی میں چلا گیا تھا۔باقی کوئی مسئلہ نہیں ہے"ڈاکٹر کے بتانے پر دونوں نے سکھ کا سانس خارج کیا۔

نجانے کیا کیا کچھ ان لمحوں میں دونوں سوچ بیٹھے تھے۔

اگر کبھی ایسا ہو۔تو بچوں کی بخار کی دوا گھر پر رکھیں۔سب سے پہلے وہ دیں۔اس سے فرق نہ پڑے تو" پھر ایمرجنسی میں لے آئیں"اس کے کہنے پر دونوں نے سر ہلایا۔

کچھ دیر بعد آپ بچے کو گھر لے جاسکتے ہیں" حنزل نے ہاتھ ملاتے اس نے زائر کو لے جانے کی اجازت دی۔

گھر واپس آتے انہیں ایک گھنٹہ لگ گیا۔

واپسی کے راستے پر دونوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموش تھے۔زائر سو رہا تھا۔

جس لمحے گھر آکر وہ سیڑھیاں چڑھ کر زائر کے کمرے میں جانے لگی حنزل کی پکار پر وہیں تھم سی گئ۔

چیزیں اور لوگ اپنے مقام پر ہوں تو ٹھیک لگتا ہے" حنزل اس کے عقب میں کھڑا اس سے مخاطب تھا۔

وہ اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکی۔

میرا خیال ہے اتنا وقت کافی تھا خود کو سنبھالنے کے لئے۔اب تمہیں اپنے اصل مقام پر آجانا چاہئے""
وہ اس کی جانب مڑتے اب بھی سمجھتے ہوئے بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

کیا مطلب"اس کے سوال پر حنزل کا لگا کبھی کبھی پہل کرنی بہت مشکل ہوتی ہے۔اور اس لمحے یہ" پہل اسے بے حد مشکل لگ رہی تھی۔

تم اور زائر اب سے میرے کمرے میں رہو گے" وہ واضح انداز میں اسے اپنی بات کا مقصد سمجھا رہا تھا۔

آپ ڈسٹرب ہوں گے" وہ نظریں چراتے ہوئے بولی۔"

اگر تم ادھر رہو گی تو زیادہ ڈسٹرب ہوں گا۔ ساری رات زائر کی جانب دھیان لگا رہے گا۔" اس کی بات پر وہ لب بھینچ گئی۔

تمہیں کوئی پرابلم ہے اس روم میں؟" اس کے سوال پر نواہ نے نظریں اٹھا کر اسکی کھوجتی نظروں میں لمحہ بھر کو دیکھا۔"

وہ میرا مقام نہیں ہے۔" وہ اپنی بات واضح کر رہی تھی۔"

اب وہی تمہارا مقام ہے۔ ہاں مجھے وقت لگا۔ شاید تمہیں بھی وقت چاہئے تھا۔ اور پھر کچھ رشتوں کو" مضبوط ہونے کے لئے اگر ہم وقت دے دیں تو کچھ برا نہیں ہے۔ شاید رشتوں میں اعتبار اور ٹھہراؤ آجاتا ہے۔ اور کبھی کبھی یہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ تم میری زندگی کا حصہ ہو اور یہ حقیقت سمجھنے میں مجھے کچھ وقت درکار تھا۔" کبھی کبھی واضح اظہار ضروری نہیں ہوتا۔ اور شاید یہی کچھ رشتوں کی خوبصورتی ہوتی ہے۔

نواہ کو مزید کچھ کہنا اور وضاحت مانگنا مناسب نہیں لگا۔ وہ ہولے سے سر ہلا کر اسکے کمرے کی جانب بڑھ گئ۔

کچھ رشتوں میں گریجوئل پروسس ہوتا ہے۔ ایک سیڑھی پھر دوسری سیڑھی۔

یہ شاید ان کے رشتے کی شروعات کی دوسری سیڑھی تھی۔ پہلی سیڑھی پر نواہ نے پاؤں رکھا تھا۔ دوسری سیڑھی کی جانب حنزل نے اسے ہاتھ بڑھا کر کھینچا تھا۔

I can take the fall, the pain, the pleasure

And you can take it all, for worse, or better

But oh, what if we're wrong?

What if we're not all that we thought?

Then we won't make it along

But hey, I guess that's us

But hey, I guess that's love

رات کے کھانے کے لئے اس نے پیری پیری پاستابنانے کا سوچا تھا۔ سارے کیبنز چھان مارے مگر پیری پیری ساس ختم تھی۔

کچھ سوچ کر زائر کو گود میں اٹھایا جو واکر میں ادھر سے ادھر گھوم رہا تھا۔

چلو۔۔زائر اور ماما تھوڑی سی شاپنگ کر کے آئیں "زائر غوں غاں کر کے اسے کوئی جواب دے رہا تھا" جو نواہ کو سمجھ تو نہیں آیا لیکن اس کی ان معصوم حرکتوں پر بے طرح پیار آتا تھا۔

زائر کو لئے وہ کچھ سوچ کر اپنے اور زائر کے روم کی جانب بڑھی۔ ان کا آج بھی قیام اسی کمرے میں تھا۔ اور حنزل کا الگ کمرے میں۔

حنزل کچھ دیر پہلے ہی آفس کے کسی کولیگ کے ساتھ کام سے نکلا تھا۔

گھر پر ہوتا تو وہ اسی سے منگوا لیتی۔

اب وہ پاس کی مارکیٹ سے اتنی واقف ہو گئی تھی کہ کبھی کچھ چاہیئے ہوتا تو وہ خود بھی چلی جاتی تھی۔

کمرے میں آکر موبائل ہاتھ میں لے کر حنزل کا نمبر ملایا۔

تیسری بیل پر اس نے اٹھالیا۔

خیریت؟"وہ کچھ دیر پہلے ہی تو نکلا تھا۔اسی لئے اس کا فون آتا دیکھ کر کچھ پریشان سا ہوا۔"

جی خیریت ہے۔مجھے رات کے کھانے کے لئے کچھ بنانا تھا۔انگریڈینٹس پورے نہیں ہیں۔ میں" مارکیٹ تک جارہی ہوں" حنزل کو اس کی یہ عادت اچھی لگتی تھی کہ وہ ہمیشہ اس کو بتا کر نکلتی تھی۔

چاہے اس کے لئے اسے انتظار کرنا پڑتا مگر اسے بتائے بغیر وہ گھر سے نہیں نکلتی تھی۔

ٹھیک ہے۔دھیان رکھنا اپنا اور فون لازمی ساتھ لے جانا۔کوشش کرنا زائر کو پرام مین ہی لے کر" جاؤ۔گود میں اٹھا کر مت لے جانا۔"حنزل کو کبھی کوئی اعتراض نہیں ہوا تھا۔اب بھی نہیں ہوا۔

اسے احتیاط کا کہتے وہ فون رکھ چکا تھا۔

اس کی باتوں پر وہ مسکرائے بنا نہ رہ سکی۔

اسے اس لمحے رفاقت صاحب یاد آئے۔وہ بھی بچوں کے بارے میں ایسے ہی اسکی ماں کو احتیاط کا کہا کرتے تھے۔

صحیح کہتے ہیں جب خود ماں باپ بنو تو اندازہ ہوتا ہے ماں باپ اپنی اولاد کے لئے اتنے فکر مند کیوں رہتے ہیں۔

اسے لگتا تھا آہستہ آہستہ وہ اور حنزل بالکل رفاقت صاحب کی طرح بنتے جا رہے ہیں زائر کے معاملے میں۔

چلو جی بابا کا آرڈر آیا ہے آپ کو پرام میں لے کر جانا ہے" زائر کو پرام میں بٹھاتے وہ ایسے بول رہی تھی جیسے وہ سب سمجھ رہا ہو۔

کورٹ پہنتے وہ باہر آئی۔ احتیاط سے دروازہ لاک کرکے پرام گھسیٹتی مین روڈ پر آئی۔ دس منٹ کی ہی واک پر کافی بڑی سی مارکیٹ تھی۔

کیش اینڈ کیری میں داخل ہوتے اسے چند اور چیزیں بھی یاد آگئیں۔ جلدی جلدی چیزیں لے کر بل پے کرکے وہ جیسے ہی مارٹ سے باہر آئی۔ اپنے عقب میں ابھرنے والی آواز کو سنتے ہی وہ سکتے میں جا چکی تھی۔ ہزاروں کیا لاکھوں میں بھی وہ یہ لہجہ پہچانتی تھی۔ اسے مڑ کر دیکھے بغیر بھی معلوم تھا کہ اس کے پیچھے کون ہے۔

کیسی ہیں؟" وہ بے یقینی سے مخاطب کو دیکھ رہی تھی۔ جو کوئی اور نہیں اریب تھا۔"

ٹھیک۔۔۔ ٹھیک ہوں" اپنے لہجے کی کپکپاہٹ پر ہولے سے قابو پا کر وہ آہستہ سے بولی۔"

وہ اب تک اس حقیت سے انجان تھی کہ آخر اس رات یہ شخص، کہ جس نے ساتھ نبھانے کے اتنے سبھی وعدے کئے ،یقین کا دیا اس کے ہاتھ میں تھمایا، اس رات اسے طلاق کیوں بھیجی۔

اس کی نظروں میں آج بھی کچھ خاص تھا۔ مگر اب نواہ کے لئے وہ سب بہت بے معنی تھا۔

جس تکلیف سے وہ اس رات گزری تھی۔ وہ اس شخص کو وہیں اسی رات میں بھول کر زندگی میں بہت آگے بڑھ چکی تھی۔

جہاں اب حنزل کی محبت اسے اپنے حصار میں لے رہی تھی۔

اور وہ اس محبت کو پوری شان سے محسوس کرنا چاہتی تھی۔

آپ یہاں۔ کیسے ؟" گزری بات کا کوئی بھی حوالہ دئیے بنا۔ وہ ایسے مخاطب تھا جیسے ان کے درمیان" کچھ ہوا ہی نہ تھا۔ جیسے وہ آج بھی محض صالحہ کا بھائی تھا۔

نواہ اس جرات پر کسی قدر حیران ضرور تھی۔

میرے ہزبینڈ کینیڈا میں ہوتے ہیں۔" حنزل کا ذکر کئے بنا وہ کچھ جتاتے انداز میں بولی۔ "

وہ جتانا نہیں چاہتی تھی۔ مگر پتہ نہیں کیوں جتا گئی تھی۔

اس کے جواب پر ایک سایہ ساا ریب کے چہرے پر لہرایا تھا۔ مگر پھر سنبھل کر ہولے سے سر ہلایا۔

گڈ۔ آپ کا بیٹا؟" پرام میں سوئے زائر کی جانب اشارہ کر کے ہولے سے جھک کر اس کے گال پر" محبت سے شہادت کی انگلی پھیری۔

جی۔ آنٹی اور صالحہ کیسی ہیں؟" اسے مختصر سا جواب دے کر وہ بھی اخلاقاً اس سے استفسار کرنے" لگی۔

ہاں اس کی بہن کا احسان وہ ساری زندگی نہیں بھول سکتی تھی۔ اور محض صالحہ کا بھائی سمجھ کر وہ اس سے مخاطب ہو گئی۔

ٹھیک ہیں۔" دونوں جانب سمجھ نہیں آرہی تھی کہ ایک نے روکا کیوں؟ اور دوسرا رکا کیوں؟"

صالحہ کی شادی ہو گئی۔" آخر ان کی شادی والے دن اس کی رخصتی تھی۔"

جی الحمد اللہ۔ وہ اپنے ہزبینڈ کے پاس چلی گئی ہے" اب کی بارا ریب نے تھوڑا تفصیلی جواب دیا۔"

ماشاءاللہ مبارک دیجئے گا میری طرف سے" وہ حقیقتاً ویسے ہی مل رہی تھی جیسے ان کے درمیان" رشتہ جڑنے سے پہلے ملتی تھی۔ ایک خوش اخلاق اجنبی کی طرح۔

جی۔۔مجھے۔۔مجھے معذرت کرنی تھی آپ سے" وہ اصل مدعے کی جانب آیا۔"

نواہ نے گہری سانس کھینچ کر اس کی جانب دیکھا۔ جو تب سے اب تک اس کی جانب دیکھنے سے احتراز برت رہا تھا۔

شاید یہ شرمندگی تھی یا کیا؟ وہ سمجھنے سے قاصر تھی۔

وہ معذرت کیوں کر رہا تھا اسے سمجھ نہیں آئی۔ کیا اپنی ایما پر رشتہ بنا کر یوں اسے نبھائے بنا چلے جانا اس کے لئے محض ایک اتنی چھوٹی بات تھی کہ وہ آج ملی اور اسے معذرت یاد آگئی۔

وہ اپنے ماں باپ کی وہ تکلیف نہیں بھول سکتی تھی جو حنزل سے شادی کرنے تک انہوں نے محسوس کی۔

وہ کتنی ہی بار خود کو اپنے ماں باپ کے دکھوں کے لئے موردالزام ٹھہرا گئی تھی۔ کیا وہ سب اس شخص کے لئے محض ایک اتنی معمولی بات تھی کہ وہ اس پر معذرت کر رہا تھا۔

ضرورت نہیں اب اس کی۔ تب بھی نہیں تھی۔ اب تو بالکل بھی نہیں ہے" وہ صاف گوئی سے بولی۔"

اسے واقعی اس کی معذرت کی ضرورت نہیں تھی اب۔ جو تکلیف اس کی زندگی میں آنی تھی وہ تو وہ شخص دے گیا۔ اب اس معذرت کا وہ کیا کرتی۔

بہت بار سوچا آپ کو کال کر کے آپ سے معافی مانگوں۔ میں بے چین ہوں تب سے کسی پل سکون" نہیں۔شاید اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کے روبرو آپ سے معافی مانگنا چاہتا تھا۔" سر جھکائے وہ کسی مجرم کی طرح بول رہا تھا۔

وہ شخص محض اس لمحے اسے عام مردوں سے بہتر لگا کہ اسے اپنے کئے کا احساس تو ہوا۔ کہ وہ کسی کو بے وجہ طلاق دے گیا۔

کوئی بات نہیں۔ میری زندگی میں آپ کا آنا محض اتنے ہی وقت کے لئے تھا۔کچھ لوگ کے چلے" جانے سے زندگی کچھ اور ہی طرح کے بدلاؤ اور لوگ زندگی میں لاتی ہے جن کا ہونا حقیقت میں ضروری ہوتا ہے۔مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں" وہ حقیقت پسندی سے اسے اپنی کیفیت بتا رہی تھی۔

میں نے کبھی ایسا نہیں چاہا تھا کہ میری ذات کبھی آپ کے لئے تکلیف کا باعث بنے۔ مگر" حالات۔۔۔"وہ سر اٹھا کر اس کی جانب شرمندگی سے ایک نظر دیکھ کر بولا۔گہری سانس لیتے ہاتھ جینز کی پاکٹ میں ڈالے۔

ہمارے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔یہ تو قسمت ہے جو ایسے حالات پیدا کر دیتی ہے کہ ہمیں" اس کے آگے سرینڈر کرنا پڑتا ہے۔ہاں مگر مجھے حیرانگی ضرور ہوئی تھی کہ اگر آپ اس رشتے کو

نبھانے کے لئے تیار نہیں تھے۔ تو آپ وقت سے پہلے بتا سکتے تھے۔ بس میرے ماں باپ کو جو تکلیف ہوئی۔ کم از کم وہ نہ ہوتی۔ میں تو زندگی میں اتنا کچھ دیکھ چکی ہوں کہ آپ کا میری ذات کی نفی کرنا میرے لئے کوئی خاص تکلیف کا باعث نہیں تھا۔ مگر میرے ماں باپ کے لئے تھا۔"اس کی صاف گوئی پر وہ محض سر جھکا گیا۔

کچھ دیر پہلے ہی وہ گھر آیا تھا۔

لاک کھول کر جیسے ہی وہ اندر آیا اسے گھر میں خاموشی محسوس ہوئی۔

جس وقت نواہ کی کال آئی تھی وہ گھر کے لئے نکل ہی رہا تھا۔ پھر بھی اسے آتے پون گھنٹہ لگ گیا تھا مگر نواہ اب تک گھر نہیں آئی ہوئی تھی۔

ایک ایک کمرہ اس نے چھان مارا مگر وہ نہیں تھی اور نہ زائر۔

اب اسے فکر لاحق ہوئی۔ فوراً موبائل پر اس کا نمبر ڈائل کیا۔

مگر وہ کال بھی پک نہیں کر رہی تھی۔

وہ انہی قدموں پر نزدیکی مارکیٹ کی جانب بڑھا۔

نجانے کتنے وسوسے دل ودماغ میں جاگے۔

اسے تو وہاں کے راستوں کا اتنا اندازہ بھی نہ تھا۔ پریشان سا وہ دو چار دکانوں سے ہوتا جوں ہی مارٹ کی جانب آیا۔ دور سے اسے دو لوگ آمنے سامنے کھڑے نظر آئے۔

لڑکی پر اسے نواہ کا ہی گمان ہوا۔ پر ام بھی اسکے ہاتھ میں تھی۔

جبکہ دوسرے شخص کو وہ فاصلہ ہونے کے سبب پہچان نہ سکا۔

تیزی سے وہ ان دونوں کی جانب بڑھا۔

نواہ کو تو وہ پہچان گیا مگر لڑکے کی سائیڈ اس کی جانب اس انداز میں تھی کہ وہ اس کا آدھا چہرہ بھی نہیں دیکھنے سے قاصر تھا۔

نواہ اس سے کچھ کہہ رہی تھی۔ لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہ جیسے ہی ان کے قریب آیا۔ نواہ کی نظر اس کی جانب اٹھی۔

مگر وہ بڑی ہی بے ریا بلکہ کسی قدر خوش کن حیرانگی لئے ہوئے تھی۔

نواہ کی نظر اس پر پڑتے ہی لڑکے نے بھی مڑ کر حنزل کی جانب دیکھا۔

حنزل اریب کو دیکھ کر بری طرح چونکا۔ جبکہ چونک تو اریب بھی گیا تھا۔

کیسے ہیں حنزل بھائی" اپنے چہرے کے تاثرات کو نارمل کرتے وہ فوراً اس سے مصافحہ کے لئے "بڑھا۔

بالکل ٹھیک۔ تم کیسے ہو؟" جو لمحہ بھر کا ایک عجیب سا احساس جاگا تھا وہ یک لخت معدوم ہو گیا۔"

میں بھی بالکل ٹھیک۔ تمہارا فون کہاں ہے؟" اسے جواب دیتے وہ سادہ مگر متفکر انداز میں نواہ سے "مخاطب ہوا۔

میرے بیگ میں ہی ہے" وہ اس کی بات پر حیران ہوتی بیگ کھنگالنے لگی۔"

اریب کو ان کی بے تکلفی کچھ عجیب سی لگی۔ یہ صرف بہنوئی اور سالی والی بے تکلفی نہیں لگ رہی تھی۔

اوہ سوری رنگ ٹون کی آواز ہی بند تھی۔ انفیکٹ گھر سے نکلنے سے کچھ دیر پہلے زائر سو رہا تھا تو اسی کا" خیال کر کے میں نے موبائل سائلنٹ پر کر دیا۔ اسی طرح گھر سے نکل آئی" وہ معذرت خواہانہ انداز میں بولی۔

دھیان رکھا کرو یار۔ میں پریشان ہو گیا تھا" اس کے قریب آتے وہ جس انداز میں بولا۔ اریب" خاموش نظروں سے دونوں کو بس دیکھ رہا تھا۔ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

تم یہاں کیسے۔ جاب کا سلسلہ ہے" نواہ سے توجہ ہٹا کر اب وہ اریب سے مخاطب ہوا۔"

جو ان دونوں کو قریب کھڑا دیکھ رہا تھا۔

جی ایک سیمینار کے سلسلے میں آیا تھا۔ ایک ہفتے کا اسٹے ہے۔ تین دن تو گزر چکے ہیں۔ بس چار دن" باقی ہیں" وہ تفصیل سے بتانے لگا۔

کہاں ٹھہرے ہو؟" حنزل کی بے تکلفی پر نواہ قدرے حیران تھی۔"

یہاں قریب ہوٹل ہے" اریب نے اشارہ کرتے ہوٹل کا نام بتایا۔"

تو ہمارے گھر چکر لگانا۔ یہ لو۔" اسے کہتے ساتھ ہی اس نے اپنا وزیٹنگ کارڈ تھمایا۔"

جی ضرور" وہ کچھ کشمکش کا شکار تھا۔ ان کے درمیان بے تکلفی کا عقدہ ابھی تک کھل نہیں پا رہا تھا۔"

اور یہ انویٹیشن محض تکلف والا نہیں ہے۔نہ آئے تو میں ہوٹل لیلے آجاؤں گا" اس کے دھونس" بھرے انداز پر وہ ہولے سے ہنسا۔ جبکہ نواہ کو اس کی اتنی اپنائیت ایک آنکھ نہ بھائی۔ مگر وہ تو حنزل تھا سب بھلا کر لوگوں سے رشتوں کو جوڑنے والا۔ نبھانے والا۔

میں اور نواہ ویٹ کریں گے "اس سے مصافحہ کرتے جو الفاظ اس کے منہ سے ادا ہوئے۔وہ پھر سے " اریب کو ششدر کر گئے۔

اس کا ٹھٹھکنا حنزل سے چھپا نہیں رہا۔

نواہ نے بتایا نہیں تمہیں ؟"اس کے انداز سے اب اسے اندازہ ہوا کہ اریب ان کے مابین رشتے سے " ناواقف تھا۔

شی از مائی وائف ناؤ"اس کی بات پر اریب کی بے اختیار نظریں نواہ کی جانب اٹھیں۔ "

کیا کچھ نہیں تھا ان نگاہوں میں۔ افسوس، ملامت، کچھ کھو دینے کا شدید احساس۔

نواہ نے اس کی جانب نہیں دیکھا۔اس کی نگاہ حنزل کی جانب تھی۔ اور ان نگاہوں میں کیا کچھ نہ تھا۔ عقیدت، محبت، سب کچھ پالینے کا احساس۔

گڈ ٹو نو"وہ بدقت مسکرایا۔ "

اوکے ہم چلتے ہیں۔"اب کی باحنزل نے اسے گلے لگایا۔"

وہ بھی جھجھک کے اس سے ملا۔

چلیں"پرام اپنی جانب کرتے وہ نواہ سے مخاطب ہوا۔"

کتنی محبت گندھی تھی اس لہجے میں۔کیاہی باکمال مرد تھا۔اریب کواس پر رشک آیا۔کس قدر بزدل نکلا تھاوہ خود۔اور حنزل اس لمحے وہ دنیاکاخوش قسمت ترین اور بے حد بہادر شخص لگا۔اور نواہ کوایساہی شخص ڈیزروکرتا تھا۔اچھاہوا جو وہ سب ان کے درمیان آیا۔شاید وہ اس کے لئے وہ سب نہ کرپاتا جو حنزل نے کردیا۔

وہ دونوں توچلے گئے مگر وہ کتنے ہی لمحے وہیں کھڑارہا۔

تم نے اریب کوبتایانہیں تھاہمارے متعلق"واپسی کے راستے میں دونوں خاموش تھے۔حنزل نے" اس سے کوئی سوال نہیں کیاتھا۔کچھ پوچھنے کی اسے ضرورت تھی ہی نہیں۔

اسے اعتماد تھااس پر،خود سے بڑھ کر اعتبار تھا۔ہاں وہ ابھی بھی شش وپنج میں تھاکہ آیاوہ کبھی نواہ کے دل میں بساتھایانہیں۔اسے تویہ بھی علم نہیں تھاکہ وہ خود اس کی زندگی میں کیامقام رکھتا تھا۔

جن دنوں زائر کی طبیعت خراب ہوئی فقط دوراتیں رہ کر نجانے نواہ کو کیا ہوا کہ وہ پھر سے الگ کمرے میں رہنے لگی۔ اب کی بار حنزل نے زبردستی نہیں کی۔ وہ ایسا مرد ہی نہیں تھا جو رشتوں پر دھونس جماتے ہوں۔ اپنی مرضی ٹھونستے ہوں۔ ہاں مگر ان کے درمیان تکلف نہیں آیا تھا۔ شاید نواہ ابھی اور وقت چاہتی تھی۔

اور اسے کوئی اعتراض نہیں تھا۔ جب اس نے عورت ہو کر اس کا خیال رکھا تھا۔ اسے فرواکی جدائی کو حقیقت سمجھنے کا وقت دیا تھا تو پھر وہ مرد ہو کر اس کا خیال کیوں نہیں رکھ سکتا تھا۔

اسے اس رشتے کو سمجھنے کا وقت کیوں نہیں دے سکتا تھا۔ ہاں جو چیز ان دنوں ہوئی تھی وہ یہ تھی کہ وہ پہلے سے کہیں زیادہ اس کا خیال رکھنے لگی تھی۔ اب جب وہ دونوں اکٹھے ہوتے تو دونوں پہلے کی طرح خاموش نہیں رہتے تھے۔

باتیں کرتے تھے۔ ادھر ادھر کی زائر کی۔ اس کے آنے والے کل کی۔ رشتہ داروں کی۔

اس کے سوال پر نواہ نے لمحہ بھر کو اس کے لہجے کو سمجھنا چاہا۔ مگر وہاں سادگی تھی۔

مجھے موقع نہیں ملا تھا۔ اور ویسے بھی جب مجھے اس سے کوئی تعلق نہیں رکھنا تھا تو میں اس سے اپنی" ذاتیات کیوں شئیر کرتی۔ آپ کو کرٹسی دکھانے کا شوق تھا" وہ شکوہ کناں لہجے میں بولی۔

حنزل اس کے انداز پر لب بھینچ گیا۔

تمہیں کچھ بتانا ہے اس رات کے حوالے سے" حنزل کی بات پر وہ چونکی۔کیا ابھی بھی کچھ ایسا رہتا تھا" جس سے وہ انجان تھی۔وہ خود سے ہی سوال کر گئی۔

اور پھر حنزل نوشیرواں کا اریب کو دھمکانا، صالحہ کا ایکسڈینٹ کروانا اور پھر اسی دن طلاق کا مطالبہ کرنا۔ سبھی کچھ بتاتا چلا گیا۔

نواہ ششدر اتنی بڑی حقیقت کو سن رہی تھی۔

چند بے ریا آنسو اس کی آنکھوں سے بہے۔حنزل جو اسی کی جانب متوجہ تھا۔اس کے آنسوؤں پر ٹھٹھک گیا۔

کیا وہ کچھ کھو دینے کے احساس سے گزر رہی تھی۔اس سے پہلے کے وہ کوئی سوال کرتا۔اس کا موبائل بج اٹھا۔

گھر آنے تک اس کا موبائل بند نہیں ہوا۔

اور گھر آتے ہی نواہ کچن میں اور وہ اپنے کام میں بری طرح مصروف ہو گئے۔

کام کی زیادتی کی وجہ سے اس نے کھانا بھی اپنے اسی روم میں کھایا جسے اس نے آفس بنا رکھا تھا۔

نواہ نے کھایا یا نہیں وہ نہیں جانتا تھا۔

رات کے دو بجے جس وقت وہ کمرے سے باہر آیا۔لاؤنج کی مدھم روشنی میں اسے نواہ کھڑکی کے پاس کھڑی نظر آئی۔اسے وہ رات یاد آئی جب نواہ کو آئے چند دن ہوئے تھے۔

اور تب بھی وہ اس کھڑکی کے پاس کھڑی برف باری دیکھتی رو رہی تھی۔ آج بھی منظر کچھ ویسا ہی تھا۔

مگر نواہ کا منہ دوسری جانب ہونے کی وجہ سے وہ دیکھ نہیں پایا کہ وہ رو رہی ہے کہ نہیں۔

وہ آہستگی سے چلتا اس کے قریب دائیں جانب آ کھڑا ہوا۔

گردن موڑ کر اسکی جانب دیکھا۔مگر اس کے چہرے پر آنسوؤں کے کوئی نشانات نظر نہ آئے۔

اس کے آنے پر نواہ چونکی۔

کچھ چاہیے؟"اس کے سوال پر حنزل ہولے سے مسکرایا۔"

ہاں تمہاری تنہائی میں کچھ دیر کی مداخلت۔"اس کی بات پر نواہ سر جھکا گئی۔"

جو بھی دل میں ہے۔ کہہ دو" وہ اب رخ پوری طرح اس کی جانب موڑے بازو سینے پر باندھے اسے" دیکھ رہا تھا۔ نظروں میں ایک انجاناسا احساس تھا۔ نجانے محبت تھی، خیال تھا کہ انسیت۔

دل میں توفی الحال کوئی بھی نہیں ہے" وہ ہولے سے سر اٹھا کر ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ لئے بولی۔"

میں بھی نہیں؟" حنزل کے سوال پر اس کا دل بری طرح دھڑکا۔ وہ کیسے بھول گئی تھی کہ وہ اس راہ" کا مسافر رہ چکا ہے۔ اس کے بدلتے تاثرات، احساسات، اور انداز کیسے نہ جان پاتا۔

تم روئی کیوں تھیں؟" اسے خاموش دیکھ کر وہ ایک اور سوال اٹھانے لگا۔"

کبھی کبھی ہم سمجھ نہیں پاتے کہ کچھ تکلیفیں ہماری زندگی میں کیوں آ رہی ہیں۔ ہاں مگر زندگی کے" کسی لمحے میں بہت کچھ سمجھ آجاتا ہے۔ جیسے میر انوشیرواں کے ساتھ رشتہ آخری حد تک نبھانا۔ یہاں تک کہ اس کی اولاد میرے دامن میں آگئی۔ مگر اس شخص نے اسے اوون نہیں کیا۔ بعد میں اندازہ ہوا یہ تکلیفیں میں نے اسی لئے جھیلیں کہ اولاد دنیا میں لا کر آپ کے اور آپا کے حوالے کروں۔ پھر اریب سے تعلق جڑنا۔ اور پھر یوں ایسے نہج پر ختم ہو جانا۔

آج سمجھ آئی کہ وہ شخص میری زندگی میں محض یہ بتانے کے لئے تھا۔ کہ محبت سے زندگی نہیں گزرتی۔ احساس، تحفظ، خیال، وقت پر ساتھ نبھانے سے یہ رشتہ مضبوط ہوتا ہے۔

جس طرح آپ نے اس سارے معاملے کو ہینڈل کیا۔شاید وہ شخص کبھی نہ کر پاتا۔اور پھر چں مد لمحوں کی تکلیف ملنے سے میں عمر بھر کی تکلیف سے بچ گئ۔اگر شادی کے بعد وہ ایسے ہی بزدلی دکھا کر مجھے بیچ منجدھار میں چھوڑ جاتا تب کیا کرتی۔ تھینک یو" وہ مشکور انداز میں بولی۔آنکھوں میں ہلکی سی نمی تھی۔حنزل خاموشی سے اسے سن رہا تھا۔

یہ سب میں نے اپنے لئے کیا تھا۔تمہارے یا ابی کے لئے نہیں۔مجھے ایسا ہی کرنا تھا۔تمہیں میری" زندگی میں ایسے ہی آنا تھا۔تھینک یو کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔میں جانتا ہوں اریب ایک اچھا انسان تھا۔اگر تمہیں اسے کھو دینے کی تکلیف ہے۔تو تم مجھ سے شئیر کر سکتی ہو۔میں اتنے وسیع دل کا ہوں کہ اس بات کو ھضم کر لوں" وہ اس کے آنسوؤں کو کس جانب لے کر جا رہا تھا نواہ حیران رہ گئ۔

کیا مطلب اس بات کا؟" وہ اچھنبے سے بولی۔"

ڈونٹ یو لو ہم؟" نواہ اس کے سوال پر سخت نظروں سے اسے دیکھ کر رہ گئ۔"

آئ ڈونٹ مائیڈ یار۔انسان محبت کر سکتا ہے ایک کے بعد دوسری۔دوسری کے بعد تیسری۔اس" میں کوئ مضائقہ نہیں ہے۔اوبویسلی وہ تمہارا ہزبینڈ بننے والا تھا تو ذہن میں خوش کن احسساسات آ ہی سکتے ہیں" وہ اپنے تئیں اسے باور کروا رہا تھا کہ اس کا اریب کو پسند کرنا اسے برا نہیں لگا۔

کین یو سٹاپ اٹ پلیز" وہ اب کی بار زرا زور سے بولی۔"

عجیب ہیں آپ میں نے آپ سے کب کہا مجھے اس سے محبت تھی" وہ غصے سے بولی۔"

ارے یار ہوئی بھی تھی تو کیا مسئلہ ہے" وہ اس کے ری ایکشن پر حیران تھا۔"

ہوں گے آپ بہت عظیم۔ مگر جب میرے دل میں اس کے لئے ایسا کچھ تھا ہی نہیں تو میں کیوں" مانوں" وہ قدرے تیز لہجے میں بولی۔

وہ شخص میرے لئے آخر تک محض اتنا ہی اہم تھا کہ وہ میری دوست کا بھائی تھا" وہ اسے وضاحت" دینے لگی۔

عجیب ہیں آپ بھی" اپنے لئے محبت تو نظر نہیں آ رہی تھی۔ اریب کی محبت نظر آ گئی۔"

اچھا یار خفا کیوں ہو رہی ہو" وہ جو اس کے قریب سے ہٹنے لگی تھی۔ اس کے کلائی تھامنے پر تھم سی" گئی۔ ایک عجیب سا احساس رگ و پے میں سرائیت کر گیا۔

کھانا کھایا تھا تم نے؟" وہ یکدم بات ہی پلٹ گیا۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ اریب سے کسی طرح کا" تعلق نہیں رکھتی تھی۔ وہ محض اس کے لئے ایک اجنبی ہی تھا۔

آپ اس سے کیا۔ آپ اپنے مفروضے بناتے رہیں" وہ چڑ کر کلائی چھڑانے لگی۔ مگر دوسری جانب "
گرفت مضبوط تھی۔

ارے یار اگر ایسا تھا بھی تو۔۔۔ "ابھی اس کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ اس نے بیچ میں ہی بات "
کاٹ لی۔

جب ایسا کچھ تھا ہی نہیں تو اگر مگر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ "وہ اپنی بات پر ڈٹی رہی۔ "

اوکے لیو دس ٹاپک۔ چلو کھانا کھاؤ اور پھر مجھے کافی بنا کر دو "وہ اس کے بگڑنے پر اب کی بار صلح جو "
انداز میں بولا۔

آپ شک کر رہے ہیں مجھ پر "وہ اب کی بار بات چھوڑنے پر تیار نہیں تھی۔ اپنی جگہ سے ٹس سے "
مس نہ ہوئی۔

نہیں شک کر رہا۔ کیا ہو گیا ہے نواہ۔ صرف تمہیں سمجھا رہا ہوں کہ جیسے تم نے مجھے فروا کی چاہت "
کے ساتھ قبول کیا ہے۔ اسی طرح اگر تمہارے دل میں اس کے لئے کوئی احساس ہے تو تم مجھ سے
شئیر کر سکتی ہو۔ مجھے رتی برابر عام مردوں کی طرح کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ "وہ اب کی بار اسے اپنا
نقطہ نظر سمجھا پایا۔

حنزل کے دونوں مضبوط ہاتھ اب اس کے کندھوں پر جمے تھے۔

"تمہارا اور میرا رشتہ بڑا عجیب ہے، دکھ کا، تکلیف کا، آن سوؤں کا رشتہ۔ خوشی کے دنوں میں تو سبھی ساتھ نبھا دیتے ہیں۔ اصل رشتہ ہی وہی ہوتا ہے جو تکلیف کے دنوں میں آپ کو اپنے ساتھ کا احساس دے۔ جب ہمارا رشتہ بنا۔ ہم دونوں تکلیف اور دکھ کے مرحلے سے گزر رہے تھے۔ اور پھر اپنی تکلیفوں کے ساتھ ہم نے ایک دوسرے کی تکلیف شئیر کی۔

نواہ ایسا رشتہ بہت بے مول اور مضبوط ہوتا ہے۔ جو تکلیف کو جھیل لیتے ہیں وہ خوشیوں میں بھی ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں۔ اور مجھے تمہارے ساتھ یہ رشتہ بہت عزیز ہے۔ جب فروا کی یادوں سے نکلنا مجھے دنیا کا مشکل ترین کام لگ رہا تھا تب تم نے اور زائر نے اسے آسان بنا دیا۔

بھلا مجھے ایسی لڑکی کہاں ملتی جس کے ساتھ ہوتے مجھے اس بات کا خوف نہ ہو تا کہ میری پہلی بیوی کی تصویر اگر وہ کمرے کی سائیڈ ٹیبل پر دیکھ لے گی تو مجھ سے لڑنے کھڑی ہونے کی بجائے۔ میری بیوی کی جدائی کو ویسے ہی محسوس کرے گی جیسے میں کرتا ہوں۔ میری محبت کے لئے میرے ساتھ رونے والی وہ بھی ہوگی۔ پھر کیسے میں تمہیں اپنے دل میں خاص مقام نہ دوں۔ تمہارے ساتھ رشتہ محبت کا نہیں احساس کا جڑا ہے۔ اور یہ رشتہ بہت انمول ہے۔" یہ سب حنزل نے کبھی پہلے اسے نہیں کہا تھا۔

شاید آج یقین اسی لئے دلا رہا تھا کہ اسے لگا کہ کچھ باتوں کو کہہ دینے سے ان کا رشتہ اس جمود سے آگے بڑھ سکے گا۔ شاید نہیں یقیناوہ اس کی جانب سے پہل کے انتظار میں تھی۔ اس رات تونواہ نے پہل کر دی تھی۔

مگر حنزل کی پہل میں وہ یقین، امید اور یقیناً "محبت کے چند جملے بھی چاہتی تھی۔ تو کیا وہ اس کے لئے اتنا نہیں کر سکتا تھا۔

وہ لڑکی تو اتنی بے ضرر تھی۔ اس سے محبت کیوں کر نہ ہوتی۔

تم ان دوراتوں کے بعد مجھ سے الگ کیوں ہوئیں ؟" وہ جیسے آج سب حساب بے باک کرنے آیا تھا۔"

جس رات ہم زائر کو لے کر آئے وہ رات تو سکون سے گزر گئ۔ مگر اگلی رات آپ نیند میں میرے" پاس آئے تھے۔ مجھے اپنے حصار میں لیا تھا۔ مجھے لگا آپ آپا کے دھوکے میں میرے قریب آئے ہیں۔ مجھے لگا آپ کو ابھی اور وقت چاہیئے۔ میں خود کو آپ پر امپوز نہیں کرنا چاہتی تھی" اس کی بات پر حنزل کا دل کیا اپنا ماتھا پیٹ لے۔

یہ بات آج میں آخری بار کہہ رہا ہوں۔ دوبارہ نہیں کہوں گا۔ فروا کا مقام کبھی تمہارا نہیں ہو سکتا۔" اور جو تمہارا مقام ہے وہ کبھی کسی اور کا نہیں ہو سکتا۔

میں حقیقت پسند انسان ہوں۔ جو شخص اب اس دنیا میں نہیں میں اس کے نہ ہونے کی حقیقت کو قبول کر چکا ہوں۔ میں اس رات پہل کے طور پر تمہارے قریب آیا تھا۔ کتنی بے وقوف ہو تم نواہ" وہ ہولے سے ہنس کر اسے خود سے لگا گیا۔

اتنے دن اس نے اور نواہ نے اپنے اپنے مفروضوں میں گزار دئیے۔ شاید اریب کا ملنا بھی ان کے لئے خوش قسمتی ہی ثابت ہوا۔ کہ آج حنزل کو محسوس ہوا کہ اسے یہ سب اسے کہہ دینا چاہیئے۔ ورنہ دونوں اپنے اپنے ہی مدار میں گھومتے رہتے۔

تو مجھے کیا پتہ تھا کہ آپ میرے بارے میں کیا سوچتے ہیں" وہ اپنے بے وقوف کہے جانے پر نروٹھے " انداز میں بولی۔

ہاں کبھی کبھی سب کہہ دینا چاہیئے" وہ اعتراف کر رہا تھا۔ جھک کر اس کی پیشانی چھوتے۔ پھر باری " باری اس کے چہرے کے نقوش پر وہ اپنی چاہت کے نقش چھوڑ رہا تھا۔

یہ رات ان کے تعلق کی پہلی رات تھی۔ پتہ نہیں محبت اب بھی تھی کہ نہیں ہاں مگر باقی بہت سے احساسات تھے۔

آپا تم کتنا بولنے لگ گئ ہو" منا کی بات پر وہ جو مسلسل بول رہی تھی یکدم ہی اسکی زبان کو بریک لگا۔"

ارے ارے۔۔ ہٹو پرے۔ بد تمیز کہیں کی۔ ایسے کہتے ہیں بڑی بہن کو۔ ماشاءاللہ میں صدقے" جاؤں۔ میری بیٹی اتنی اچھی لگتی ہے یوں باتیں کرتے ہوئے" فرحانہ نے گھور کر منا کو دیکھا۔ جس کی زبان کے آگے ہمیشہ خندق کھدی رہتی تھی۔

نوٹ تو میں نے بھی کیا ہے حنزل بھائ کی صحبت نے کافی اچھے اثرات چھوڑے ہیں تم پر" حنا نے" بھی شرارتی نظروں سے اسے دیکھا۔

نواہ کے چہرے پر اس کی شرارت سے سرخی بکھری۔

سب پیچھے پڑ گئ ہو اس کے۔ اب تو میری بچی کی زندگی میں سکون آیا ہے۔ نظر لگاؤ گی کیا" فرحانہ تو" اس دن سے اس کی بلائیں لیتی نہیں تھک رہیں تھیں جب سے وہ اسفند کی شادی کے لئے پاکستان آئ تھی۔

حنزل خود تو کام کی زیادتی کی وجہ سے نہیں آسکا مگر زائر اور نواہ کو وعدے کے مطابق بھیج دیا تھا۔

وہ خود بھی آرہا تھا شادی پر مگر نواہ کو یہی کہہ کر بھیجا کہ وہ نہیں جاسکے گا۔

آخر سب کے ساتھ ساتھ اسے سرپرائز بھی تو دینا تھا۔

حنزل کی چاہت نے اس پر بہت سے خوشگوار اثرات مرتب کئے تھے۔ان میں سے ایک بولنا بھی تھا۔

اب اس کے چہرے سے ہنسی ہٹتی نہیں تھی۔وہ لوگ جو کبھی کبھی اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھتے تھے۔اب اس کی کھکھلاہٹیں دیکھ کر حیران رہ جاتے۔

حنزل نے نہ صرف اس کا اپنے اور اس کے درمیان رشتے پر اعتبار قائم کروایا تھا بلکہ اسے حقیقی معنوں میں بتایا تھا کہ میاں بیوی کا رشتہ کیسا ہونا چاہئے۔

نوشیرواں کے ساتھ تو اس نے مرد کا روپ دیکھا تھا بس۔حنزل کے ساتھ نے اسے بتایا تھا کہ شوہر کیسا ہونا چاہئے۔

وہ خود اس بات سے انجان تھی کہ اس میں کتنے سارے بدلاؤ آگئے ہیں۔

مگر آس پاس والے ان تبدیلیوں کو اچھے سے پہچان گئے تھے۔فرحانہ اور رفاقت صاحب نواہ کی جانب سے اب مطمئن تھے۔

اسے خوش دیکھ کر انہیں اندازہ ہو گیا تھا کہ حنزل نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔

"ایک بات پوچھوں آپ سے "رات میں وہ معمول کی طرح حنزل سے سارے دن کی روداد ڈسکس کر رہی تھی۔ کہ یکدم کچھ یاد آنے پر اس سے سوال کر گئ۔

"پوچھو" وہ روز وقت نکال کر اسے فون کرتا تھا۔ اسکے پاکستان جانے سے گھر میں اس قدر خاموشی ہو گئ تھی کہ اسے وحشت ہونے لگتی۔

اسے شادی سے پندرہ دن پہلے بھیجنے کے فیصلے پر خود کو ملامت کر رہا تھا۔

زندگی بہت حد تک پر سکون سی ہو گئ تھی۔ نواہ نے پھر سے اس کی زندگی میں رنگ بھرنے شروع کر دیئے تھے۔

اس کا ہونا نہ ہونا اسے محسوس ہوتا تھا۔ اس کے پاس نہ ہونے سے ایک کمی سی لگتی تھی۔ شاید یہ بھی محبت کی ایک قسم تھی۔ وہ محبوب تو نہیں تھی۔ ہاں مگر بہت اچھی بیوی تھی۔

اور اچھی بیوی سے محبت ہو جاتی ہے۔ اسے بھی ہو گئ تھی۔ اس کی تکلیف، اس کا رونا، اداس ہونا اسے بھی تکلیف سے دوچار کر دیتا تھا۔

فروا کے ساتھ ساتھ اب وہ بھی اس کے خیالوں میں جگہ بنانے لگی تھی۔اس کی باتیں اس کے انداز حنزل کو یاد آتے تھے۔دل میں ایک عجیب سی ہلچل مچا دیتے تھے۔

کیا میں بہت بولنے لگی ہوں؟"اس کے سوال پر وہ اسی کے خیالوں سے باہر آیا۔"

سچ بتاؤں یا دل رکھوں؟"وہ شرارت سے بولا۔"

سچ بتائیں نا پلیز"وہ زور دے کر بولی۔"

ہاں پہلے سے زیادہ بولتی ہو۔مگر کس نے کہا یہ؟"وہ ہنستے ہوئے بولا۔"

سبھی کہہ رہے ہیں کہ میں بہت بولنے لگی ہوں"وہ فکر مند سے لہجے میں بولی۔"

برا لگتا ہے کیا؟"اس کے ایک اور معصوم سوال پر حنزل کا قہقہہ بے ساختہ لبوں سے باہر آیا۔"

آپ مذاق اڑا رہے ہیں میرا"وہ نروٹھے لہجے میں بولی۔"

نہیں یار۔اچھی لگتی ہو بولتے ہوئے"وہ ہنسی بمشکل روک کر بولا۔اس کا ناراض چہرہ نظروں کے" سامنے گھوما۔

آپ کا لہجہ یہ نہیں کہہ رہا"وہ سر نفی میں ہلا کر بولی۔"

اچھا۔۔اب تم میرا لہجہ پہچاننے لگی ہو"اس کا گھمبیر لہجہ نواہ کی ہتھیلوں میں پسینہ لے آیا۔"

آپ نے کیا کھایا تھا آج"اس کی ذو معنی باتوں کو وہ ہمیشہ نظر انداز کر دیا کرتی تھی۔ آج بھی یہی ہوا۔"

فی الحال تو تمہیں کھانے کا دل کر رہا ہے"حنزل اب کی بار جان بوجھ کر اسے کنفیوز کر رہا تھا۔اس کی" ایسی باتوں پر جو گھبرایا ہوا چہرہ نواہ کا بنتا تھا وہ سوچ کر اسے اور بھی ہنسی آرہی تھی۔وہ اتنی دور بیٹھے بھی اس کی حالت کا سوچ کر محظوظ ہو رہا تھا۔

میرا خیال ہے کوئی بلا رہا ہے مجھے"نواہ بھاگنے کی تیاری کر رہی تھی۔"

ہاں میرا دل بلا رہا ہے تمہیں"وہ مزید شوخ ہوا۔"

کیا ہو گیا ہے آپ کو۔ایک تو یہاں سب تنگ کر رہے ہیں۔اور اب فون پر آپ شروع ہو جائیں"آخر" وہ چڑ کر بولی۔

یار اب اتنی دور سے ایسی باتوں پر ہی گزارا کروں گا نا"اس کی ٹون بدلتے نہ دیکھ کر آخر نواہ نے فون" بند کر دیا۔

حنزل کی ایسی باتوں پر اس کا چہرہ اسی طرح بھاپ اڑانے لگتا تھا۔

زندگی میں اصل رنگ اسے اب محسوس ہوتے تھے۔ حنزل نے ایسے اس کے دکھوں اور تکلیفوں کو سمیٹا تھا کہ اس کی روح کے ہر زخم کو گویا اپنی محبت سے سی دیا تھا۔

اسے حنزل کا تو نہیں پتہ تھا۔ مگر اس نے اگر کسی مرد سے محبت کی تھی تو وہ حنزل تھا۔ ہر پل اس کا خیال رکھنے والا۔ اس کے رائے کو اسکی پسند کو اولیت دینے والا۔

چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی اس کی پسند کو فوقیت دیتا تھا۔ اس کی مرضی کے بنا اسے ہاتھ نہیں لگاتا تھا۔ اس کے آرام کا خیال اس سے کہیں زیادہ رکھتا تھا۔

محبوب شوہر کیا ہوتا ہے یہ حنزل نے اسے بتایا تھا۔

بیوی کا مقام صرف جسم کی ضرورت پوری کرنے کا نہیں ہوتا۔ یہ بات اسے حنزل نے اپنے عمل سے بتائی تھی۔

وہ اس کے لئے پہلے انسان تھی پھر بیوی۔ ایک جیتی جاگتی انسان جو اس سے اختلاف بھی کر سکتی تھی۔ اس کی بات کی نفی بھی کر سکتی تھی۔ اپنی رائے اسے جتا بھی سکتی تھی اور اپنی مرضی کو اس کی مرضی پر فوقیت بھی دے سکتی تھی۔

یہ سب آزادی حنزل نے اسے دی تھی۔

اللہ نے عورت اور مرد کو کیا حقوق دیئے ہیں اور مرد کو عورت کے ساتھ کس طرح کے برتاؤ کا حکم دیا ہے۔

حنزل ایسے بہترین مرد کی جیتی جاگتی مثال تھا۔

جو اپنی بیوی کے ساتھ ویسے ہی برتاؤ کی پوری کوشش کرتا جیسا اللہ نے ہمیں بتایا ہے۔

وہ خود کو خوش قسمت بیوی سمجھتی تھی جس کو اللہ نے حنزل جیسا شوہر دیا تھا۔

اسے کبھی کبھی لگتا تھا کہ زندگی میں تکلیف دہ لمحے ایک خواب تھے۔

کس طرح اللہ نے اسے اندھیروں سے نکال کر اس کی زندگی میں روشنی بھر دی تھی وہ اللہ کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔

حنزل بھی اکثر کہتا کہ وہ بہت صابر ہے۔

اسے ضد کرنا۔اپنی منوانا حنزل نے سکھایا تھا۔

وہ کس کس بات کے لئے اس شخص کا شکریہ ادا کرتی۔وہ روز کوئی نیا احسان اس پر کرتا تھا اور وہ روز اس کے احسانوں پر اللہ کا شکر ادا کرتی نہ تھکتی تھی۔

"حنزل کب آرہا ہے؟" رات میں وہ ٹیرس پر بیٹھی تھی جب رفاقت صاحب اس کے پاس آئے۔"

اسے بہت سے تکیف دہ لمحے یاد آئے جب وہ یہاں سانس لینے کے لئے، گھٹن سے نکلنے کے لئے آکر بیٹھتی تھی۔ اور رفاقت صاحب اسے سمجھانے، اس کی ہمت بندھانے کے لئے ایسے ہی اس کے پیچھے چلے جاتے تھے۔

مگر تب میں اور اب میں کتنا فرق تھا۔ یہ وہ دونوں ہی جان سکتے تھے۔

کہہ رہے تھے مشکل ہے۔ شاید نہ ہی آسکوں؟" وہ من و عن اس کے الفاظ دہرا رہی تھی۔"

رفاقت صاحب اس کے سامنے کرسی پر بیٹھے تھے۔

کتنی مطمئن لگتی تھی اب وہ۔ بلیو پرنٹڈ سوٹ پر شال لئے، کانوں میں چھوٹے سے گولڈ کے اسٹڈز پہنے وہ انہیں اس لمحے فروا لگی۔ وہ بھی تو حنزل کے ساتھ ایسے ہی پرسکون تھی۔

یکدم دل سے انہوں نے ان دونوں کی دائمی خوشیوں کی دعا مانگی۔

آپ رو رہے ہیں" ان کی نم آنکھیں اس سے چھپی نہ رہیں۔"

ارے نہیں۔۔بس ایسے ہی" وہ سر جھکا کر ہولے سے ہنسے۔"

آپا یاد آرہی ہیں؟" جتنا وہ اسے جانتے تھے۔وہ بھی باپ کو ویسے ہی ان سے زیادہ جانتی تھی تبھی تو" ان کے سب بچوں میں سب سے زیادہ قریب وہی تھی ان کے۔

تم میں اس کی جھلک نظر آئی ہے" وہ اعتراف کررہے تھے۔"

حنزل بھی اکثر یہی کہتے ہیں" وہ کس قدر محبت سے اس کا ذکر کر رہی تھی۔"

مگر رفاقت صاحب چونکے۔ تو کیا وہ اس میں فروا کو تلاش کرتا تھا۔

لیکن فکر نہ کریں۔ کبھی کبھی کہتے ہیں۔اور مجھے فخر محسوس ہوتا ہے۔ آپ تو جانتے ہی ہیں میں ہمیشہ " آپا کی طرح بننا اور لگنا چاہتی تھی۔اور دیکھیں اللہ نے مجھے اس سے اتنی محبت کے عوض۔اس کا شوہر بھی دے دیا۔ حنزل بہت اچھے ہیں۔مجھے پہلے پہلے آپ کا یہ فیصلہ جتنا تکلیف دہ لگا تھا۔اب سوچتی ہوں کہ آپ یہ فیصلہ نہ کرتے تو میں شاید ابھی تک اندھیروں میں بھٹک رہی ہوتی۔

حنزل بہت اچھے ہیں۔وہ مجھے محبت میری شناخت سے کرتے ہیں۔وہ مجھے انسان سمجھتے ہیں اور ایسا شخص جو عورت کی قدر کرنے والا ہو اس سے بڑھ کر اسے کیا چاہیئے ہوتا ہے۔" وہ آج ان سے اپنی خوشیاں شئیر کر رہی تھی۔

جگہ وہی تھی۔ نفوس وہی تھے۔ مگر آج حالات فرق تھے۔

"اللہ کے بعد میں ہمیشہ آپ کی شکر گزار رہوں گی۔ آپ نے حنزل کے حق میں فیصلہ دے کر مجھے زندگی کا سب سے بڑا سکون دے دیا ہے۔" وہ جانتی تھی کہ حنزل کے سپرد کرنے کے باوجود وہ اس کے لئے پریشان تھے۔

اسی لئے وہ انہیں مطمئن کر رہی تھی۔ جب سے وہ آئی تھی اس نے محسوس کیا تھا جیسے وہ اس سے پوچھنا چاہتے ہوں کہ اس نے اور حنزل نے اپنے رشتے کی شروعات کی ہے یا نہیں۔

لیکن وہ جھجھک رہے تھے۔

"مجھے امید تھی حنزل تمہیں سنبھال لے گا" وہ مسکراتے اس کے سر کو تھپتھپا کر بولے۔ اس کے منہ سے نکلنے والے الفاظ نے اسے اندر تک سرشار کر دیا تھا۔ انہیں حنزل پر فخر ہوا۔ جس نے دوسری بار بھی انہیں مایوس نہیں کیا تھا۔

کیا مسئلہ ہے یار مہندی لگوا بھی لو اب۔ زائر تو کب کا سو گیا ہے" منا ہاتھ میں کون لئے بیٹھی اسے" مہندی لگوانے پر آمادہ کر رہی تھی۔ کل سے مہمان آنا شروع ہو گئے تھے۔ گھر رشتہ داروں سے بھر گیا تھا۔

آج مایوں کے بعد سبھی لڑکیاں مہندی لگا رہی تھیں۔

وہ زائر کو گود میں لئے سلا رہی تھی۔ حنزل کے بغیر اس نے صحیح نواہ کو تارے دکھا دیئے تھے۔

اس وقت بھی کسی بات پہ روتا ہوا بڑی مشکل سے سویا تھا۔

وہ شدید تھک چکی تھی۔ خود بھی نیم دراز سی صوفے کی پشت سے ٹیک لگائے ہوئی تھی۔ زائر اس کے اوپر ہی لیٹا ہوا تھا۔

بہت تھک گئی ہوں یار ہمت نہیں ہو رہی" وہ بے چارگی سے بولی۔"

کس نے تھکا دیا میری بیگم کو" لاؤنج کے دروازے سے اسفند کے ساتھ اندر آتے حنزل نے اس کی" بات سنتے لقمہ دیا۔

سبھی اس کو دیکھ کر حیران رہ گئے نواہ سمیت۔ اسے اتنے دنوں بعد روبرو دیکھ کر اس کا دل بری طرح دھڑکا۔

اچھاتو تبھی آپ فنکشن کے بعد دوستوں سے ملنے کا بہانہ بنا کر نکلے ہوئے تھے۔" حنانے اسفند کو" آڑے ہاتھوں لیا۔

یہ بھائی سے باز پرس کرو۔ انہوں نے ہی مجھے منع کیا تھا کہ کسی کو نہیں بتانا۔ سرپرائز دینا ہے۔" اسفند" نے ہاتھ اٹھاتے سارا الزام حنزل پر دھرا۔

میرا شیر کیسا ہے" نواہ کو نظروں کے حصار میں لیتے اس پر لیٹے زائر کو اٹھایا۔ "

اٹھائیے گا مت۔ بہت مشکل سے سویا ہے" اسے زائر کو پیار کرتا دیکھ کر وہ یکدم بولی۔ "

وہ بھی باپ کا لمس پہچان چکا تھا۔ نیند سے بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔ ایک کلکاری مار کر اسکے کندھے پر سر رکھ کر پھر سے لیٹ گیا۔

ڈونٹ وری سنبھال لوں گا۔ مہندی لگاؤ اس کے ہاتھوں پہ" زائر کو سنبھالتے وہ منا کو حکم صادر کرتا" اندر کی جانب بڑھا۔

منانے معنی خیز نظروں سے اسے دیکھا۔

جو اس کی بات پر گلنار ہو گئی تھی۔

اب تو لگوانی پڑے گی" ایک اور کزن شرارت سے بولی۔"

وہ نچلا لب دانتوں میں دبا گئی۔ حنزل کا سبھی کے سامنے اتنا کہنا بھی اسے شرم سے دوچار کر گیا تھا۔

مہندی لگوا کر جس لمحے وہ کمرے میں آرام کی غرض سے آئی۔ حنزل زائر کو بیڈ پر لٹائے خود بھی آرام دہ کپڑوں میں اسکے قریب لیٹا لائیٹ بند کئے موبائل استعمال کر رہا تھا۔

کمرے میں لیمپ کی ہلکی سی روشنی تھی۔ وہ چپ چاپ زائر کے دوسری جانب آکر ابھی بیٹھی ہی تھی کہ حنزل کی پکار سنائی دی۔

ادھر آؤ" وہ اسے اپنی جانب بلا رہا تھا۔"

کیوں آؤں" وہ خفا لہجے میں بولی۔"

مہندی دیکھنی ہے" وہ اس کے خفا ہونے کا مقصد جان چکا تھا۔ مسکراہٹ چھپانے کو ہونٹ بھینچے۔"

کوئی نہیں دکھا رہی میں مہندی۔ بات مت کریں مجھ سے" یہ مان بھی حنزل کا دیا ہوا تھا کہ وہ یوں" اس سے خفا ہو رہی تھی۔

اپنی جگہ پر لیٹتی وہ مکمل ناراضگی کا مظاہرہ کر چکی تھی۔

حنزل نفی میں سر ہلاتا اٹھ کر زائر کو اپنی جگہ پر لٹاتے اس کی جگہ پر نواہ کے قریب لیٹا۔

تو ہم خود ہی میڈم کے پاس آجاتے ہیں" اس نے اتنی تیزی سے یہ سب کیا کہ نواہ اپنی جگہ سے اٹھ" بھی نہ پائی۔ اور وہ اسے اپنے حصار میں لے چکا تھا۔

بتایا کیوں نہیں مجھے کہ آپ آرہے ہیں۔ صبح آپ نے مجھ سے بات کی ہے پھر بھی نہیں بتایا" اس کا" دکھ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔

بتا دیتا تو تمہارا حیران اور پھر خوشگوار سا چہرہ کیسے دیکھتا۔ جس پر مجھے دیکھتے ہی چار سو چالیس ووٹ کا" بلب جل گیا تھا۔" وہ اس کے ماتھے پر لب رکھتے محبت سے اسے ساتھ لگاتے بولا۔

ہاہا۔ ویری فنی۔ کوئی بلب ولب نہیں جلا تھا" وہ ابھی بھی نخرے دکھا رہی تھی۔"

اچھا مہندی تو دکھاؤ" حنزل نے اس کا ہاتھ سیدھا کرتے مہندی دیکھی۔ پھر اٹھ کر بیٹھ کے نجانے" اس کے ہاتھ میں کیا غور سے دیکھنے لگا۔

کیا ہوا؟" وہ بھی اس کی حرکت پر حیران سی ہوئی۔"

میرا نام نہیں لکھوایا" اس کا ہاتھ چھوڑ کر وہ پھر سے اپنی سابقہ پوزیشن میں لیٹا۔"

افوہ۔۔ حد ہو گئ حنزل۔ ہماری شادی تھوڑی ہو رہی ہے جو میں آپ کا نام لکھواتی "اس نے جیسے بڑے کام کی بات بتائ۔

جن کی شادی ہوتی ہے کیا بس وہی اپنے میاں کا نام لکھواتی ہیں۔ اف نو اہ۔۔ کیسے ایسی۔۔۔۔۔ باتیں ڈھونڈ کر لاتی ہو "وہ بے وقوفانہ کا لفظ نہیں بولا۔

ہاں ہاں کہہ دیں بے وقوفانہ باتیں کرتی ہوں "وہ جو کچھ بہتر ہوئ تھی۔ اس کی بات پر پھر سے خفا ہو گئ۔

اتنی دور سے آیا ہوں۔ بندہ اتنے دنوں بعد دیکھنے پر کوئ پیار بھری باتیں کرتا ہے۔یہاں خفگی ہی ختم نہیں ہو رہی۔ "اس کے صحیح اندازے پر وہ بات کا رخ بدل گیا۔

پروگرام کیسے بنا؟ "اب کی بار وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔"

پروگرام تو شروع سے ہی آنے کا تھا "وہ صاف گوئ سے شرارتی لہجے میں بولا۔"

لڑائ والی باتیں خود کرتے ہیں اور کہتے ہیں خفا بھی نہ ہوں "وہ منہ بسور کر بولی۔"

بس ایسے ہی تمہیں تنگ کر رہا تھا یار۔ آئ رئیلی مسڈ یو "محبت سے اسے دونوں بازوؤں میں بھرتے" اس کا سر اپنے چوڑے کسرتی سینے پر رکھا۔

می ٹو" وہ بھی اظہار کر گئی۔"

سیریسلی؟" حنزل نے گھمبیر لہجے میں حیران ہوتے پوچھا۔"

ہمم" وہ سر ہلا گئی۔"

تھینک یو" یکدم اس کے تھینک یو بولنے پر وہ حیران ہوا۔"

کس بات پر؟" حنزل نے اس کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر اپنے چہرے کے قریب کرتے پوچھا۔"

مجھے اس نواہ سے ملانے کے لئے جسے میں شاید کبھی جان ہی نہ پاتی۔ میرے چہرے پر بے فکر مسکراہٹ دینے کے لئے جو کبھی میری ذات کا خاصہ نہیں تھی۔ مجھے محبت کے معنی سکھانے کے لئے جن سے میں اب تک انجان تھی۔ مجھے وہ مان دینے کے لئے جو ہر بیوی کا حق ہوتا ہے" ان دنوں یہ سب اس نے بہت بار سوچا تھا۔ مگر یہ نہیں سوچا تھا کہ وہ اس سب کا اظہار حنزل کے سامنے بھی کر دے گی۔

وہ بہت شائی تھی اور حنزل اس بات سے واقف تھا۔ وہ کبھی پہل نہیں کرتی تھی۔ محبت کے اظہار میں حنزل اس بات سے بھی واقف تھا۔ مگر آج وہ کر گئی تھی۔

کچھ باتیں ہمیں کہہ دینی چاہئیں۔" حنزل کا حیران چہرہ دیکھ کر وہ ہولے سے مسکراتے ہوئے بولی۔"

اس اظہار کا نتیجہ خطرناک بھی ہو سکتا ہے" اس کی ذو معنی بات پر نواہ کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ وہ کھکھلائی۔

"میری مہندی ابھی نہیں سوکھی۔" وہ اسے باور کروانے لگی۔ سر واپس اس کے سینے پر رکھا۔

"میں ویٹ کر سکتا ہوں" وہ شرارت پر آمادہ تھا۔ ہاتھوں کی حرکتیں بھی بے باک ہوئیں۔

"یہ چیٹنگ ہے" وہ دبی دبی آواز میں چلائی۔

"تو کس نے کہا تھا اس پہر اتنا اظہار محبت کرو" وہ محبت سے اسے خود میں سمو کر بولا۔

اس کے بالوں میں اپنا چہرہ چھپاتے وہ مخمور لہجے میں بولا۔

"اتنا بھاری ڈریس آپ نے دلوا دیا ہے۔ اس کو سنبھالوں کے زائر کو" وہ اسٹیج سے اتر کر سیدھا کیمرہ ہاتھ میں تھامے حنزل کے پاس آئی۔

صبح ہی اس کا بارات پر پہننے والا ڈریس ریجیکٹ کرتے ہوئے وہ اس کی نا نا کرنے کے باوجود اپنی مرضی کا گرے اور میروں کے امتزاج کا خوبصورت سا ڈریس لے کر آیا۔

جسے پہن کر اب وہ زائر کو اٹھانے کی ہمت نہیں رکھتی تھی۔ ویسے تو زائر اب پاؤں پاؤں چلنے لگا تھا لیکن اتنی گیدرنگ میں وہ ماں کی گود سے نہیں اتر رہا تھا۔

آخر وہ اسے لئے حنزل سے شکوہ کرنے آ گئی۔

ارے یار تم بس خود کو سنبھالو۔ اسے میں ہوں نا سنبھالنے کے لئے" اس کی گود سے زائر کو لیتے وہ" اسکے ماتھے پر سجا ٹیکا محبت سے ٹھیک کرتے ہوئے بولا۔

نواہ نے آنکھیں نکال کر اس کی بے باک حرکتوں پر تنبیہہ کی۔

شرارت سے اسے تنگ کرنے کو بولا۔ "کیا ہے مدد کر رہا ہوں تمہاری اور تم آنکھیں دکھا رہی ہو۔"

آپ صرف زائر کو سنبھالنے میں میری مدد کریں۔ باقی کی مدد میں اپنی خود ہی کر لوں گی" وہ فوراً "" اس کے پاس سے ہٹی۔ مبادا ابھی سب کے سامنے کچھ اور کر دیتا۔

حنزل اسکے تیزی سے پیچھے ہٹنے پر ہلکا سا قہقہہ لگا گیا۔

بزدل حسینہ" اسے لقب دیئے بغیر نہ رہا۔"

اسٹیج پر موجود رفاقت صاحب نے بہت محبت سے یہ خوبصورت منظر دیکھا۔

جتنی تکلیف سے ان کی بیٹی گزری تھی۔ اسے اسی قدر مطمئن دیکھ کر ان کے اندر اطمینان اتر رہا تھا۔

کچھ وقت زندگی میں بہت کڑے ہوتے ہیں۔

مگر وقت کی سب سے بڑی خوبصورتی یہی ہے کہ وہ نہ رکتا ہے نہ ہی ایک سا رہتا ہے۔

ہاں مگر اب انہیں لگتا تھا یہ وقت حنزل کی صورت نواہ کی زندگی میں ٹھہر گیا ہے۔ انہوں نے بے اختیار اس وقت کو ہمیشہ کے لئے ٹھہرے رہنے کی دعا کی۔ جہاں وہ اس کے لئے صرف ہمدم اور غمگسار نہیں بلکہ اس کا دوست بھی تھا۔

گر مجھے اِس کا یقیں ہو، مِرے ہمدم، مِرے دوست

گر مجھے اِس کا یقیں ہو کہ تِرے دل کی تھکن

تیری آنکھوں کی اداسی، تِرے سینے کی جلن

میری دل جوئی، مِرے پیار سے مٹ جائے گی

گر مِرا حرفِ تسلی وہ دوا ہو جس سے

جی اٹھے پھر تِرا اجڑا ہوا بے نور دماغ

تیری پیشانی سے دھل جائیں یہ تذلیل کے داغ

تیری بیمار جوانی کو شفا ہو جائے

گر مجھے اِس کا یقیں ہو، مِرے ہمدم، مِرے دوست

روز و شب، شام و سحر میں تجھے بہلاتا رہوں

میں تجھے گیت سناتا رہوں ہلکے، شیریں

آبشاروں کے، بہاروں کے، چمن زاروں کے گیت

آمدِ صبح کے، مہتاب کے، سیاروں کے گیت

تجھ سے میں حسن و محبت کی حکایات کہوں

کیسے مغرور حسیناؤں کے برفاب سے جسم

گرم ہاتھوں کی حرارت سے پگھل جاتے ہیں

کیسے اک چہرے کے ٹھہرے ہوئے مانوس نقوش

دیکھتے دیکھتے یک لخت بدل جاتے ہیں

کس طرح عارضِ محبوب کا شفاف بلور

یک بیک بادۂ احمر سے دہک جاتا ہے

کیسے گلچیں کے لیے جھکتی ہے خود شاخِ گلاب

کس طرح رات کا ایوان مہک جاتا ہے

یوں ہی گاتا رہوں، گاتا رہوں تیری خاطر

گیت بنتا رہوں، بیٹھا رہوں تیری خاطر

پر مرے گیت ترے دکھ کا مداوا ہی نہیں

نغمہ جراح نہیں، مونس و غم خوار سہی

گیت نشتر تو نہیں، مرہمِ آزار سہی

... تیرے آزار کا

تیرے آزار کا چارہ نہیں نشتر کے سوا

اور یہ سفاک مسیحا مِرے قبضے میں نہیں

اِس جہاں کے کسی ذی روح کے قبضے میں نہیں

ہاں، مگر تیرے سوا، تیرے سوا، تیرے سوا

ختم شد